ہو سکتی۔ بلکہ جو اُسسے خارج ہووے مستحق نار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ترمذی مین ہے
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال
امة محمد علی الضلالة ویداللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار وعنہ
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار۔ رواہ ابن ماجة من حدیث انس کذا فی المشکوة عن ابی ذر
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع
ربقة الاسلام من عنقہ۔ رواہ احمد وابو داود کذا فی المشکوة۔ اور یہ بھی حدیث
صحیح مین وارد ہے کہ قیامت سے پہلے تیس دجال کذاب پیدا ہونگے اور سبکے سب
رسالت کا دعوی کرین گے سو یہ دعوے بھی مرزا صاحب کی کلام مین پایا جاتا
ہے۔ قال الامام النووی فی شرح المسلم وقد وجد من ہولاء خلق کثیرون
فی الاعصار واہلکہم اللہ تعالی واقلع آثارہم وکذلک یفعل بمن بقی منہم انتہی
اور مزید یہ کہ باوجود ان عقائد باطلہ کی اشاعت کے یہ دعوی بھی فرماتے ہین کہ مین
مسلمان ہون مسلمانونکے سے عقیدے رکھتا ہون۔ حالانکہ ع نہان کے ماند آن رازے
کزو سازند محفلہا۔ جب انکی تالیفات پکار پکار اس دعوے کی تکذیب کر رہی ہین۔
پھر کیونکر مرد عاقل دام مین آجاوے۔ اب مین خداوند کریم سے اس دعا پر کلام کو ختم
کرتا ہون۔ کہ مرزا صاحب کو انہین عقائد حقہ پر جنپر اجماع امت ہے بہر عود کرنے کی توفیق
عنایت کرے۔ اور نیز انکے متبعین کو امور حقہ پر لاوے ورنہ سوء عاقبت کا اندیشہ ہے۔
اللہم احفظنا دنیا چند روز ہے عقائد واعمال صالحہ ہی وہان کام آئینگے وما علینا الا البلاغ
وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ خیر خلقہ محمد خاتم النبیین
وآلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ خادم العلماء کمترین [illegible] محمد [illegible] عفا اللہ عنہ بٹالوی رئیس [illegible] بٹالہ [illegible] اسلامیہ

علماے شہر پٹیالہ ریاست

ہمنے مرزا کادیانی کے رسائل توضیح و فتح۔ ازالہ نہایت غور سے دیکھے۔ کادیانی کے عقائد مخترعہ بے شک وبلاشبہ قرآن وحدیث کی تعلیم اور صحابہ کرام وسلف صالح کے عقائد سے مخالف ہین۔ ایسا شخص بے شک دائرہ اسلام سے خارج اور حدیث مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّار کا پورا پورا مصداق ہے

(مولوی محمد اسحاق) [illegible] (مولوی حافظ غلام مرتضی) [illegible]

(کرامت اللہ) (مولوی فاضل) (مولوی غلام محمد عفی عنہ)

هذا الجواب صحيح وحق صريح والحق احق ان يتبع۔

جواب درست ہے۔ خدا کریم کادیانی اور اسکے مقلدین کو راہِ راست کی ہدایت فرماوے۔

حشمت اللہ سنوری

مجھکو جملہ علماء اسلام سے اتفاق ہے۔

(مولوی طالب علی لاہوری مقیم پٹیالہ)

* مولوی حشمت اللہ صاحب سنوری وہی ہین جنکی ازالہ مین خاص مریدون کی فہرست مین تعریف فرمائی ہے انکو اپنا ہمرنگ بھی لکھا ہے۔ اور دعاے خیر بھی دی ہے۔ دیکھو صفحہ ازالہ۔

جو شخص ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور سلسلہ نبوت کو خواہ تامہ ہو یا ناقصہ قیامت تک جاری سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(مولوی حافظ عظیم بخش)

مجھے مولوی محمد اسحاق صاحب کی تحریر سے اتفاق ہے۔

العبد فقیر عبد العزیز

چونکہ میرزا غلام احمد کے عقائد مندرجہ فتوی سراسر خلاف عقائد اہل اسلام اہل سنت وجماعت ہیں۔ لہذا مجھکو بھی سب علماء دین کے ساتھ اتفاق ہے۔

(مولوی حافظ سید محمد عنایت علی)

الجواب صحیح ...... یہ جواب صحیح ہے۔

خادم امام الدین حسین

مرزا کی تحریریں جملہ اہل اسلام خصوصاً عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ ایسا شخص ہرگز ملہم اور مجدد نہیں ہو سکتا۔

العبد خاکسار محمد عبد اللہ عفا اللہ*

* - یہ مولوی صاحب بھی پہلے مرزا غلام احمد کے معتقد تھے۔

علمائے لکھو کے ضلع فیروزپور جو پنجاب مین فقہ وحدیث کے ممتاز اور نامور علما مین اور صاحب برکات و الہامات مشہور ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ فاطر السموت والارض جاعل الملئکۃ رسلاً اولی اجنحۃ مثنیٰ
وثلث وربٰع۔ یزید فی الخلق ما یشآء ان اللہ علی کل شئ قدیر والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ الامین محمد المبعوث فی الامیین بجوامع الکلم والکلام
المبین وعلی الہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم الی یوم الدین۔ اما بعد

جو عقائد کفریہ مرزا کادیانی کے سوال مین مرقوم ہین ہر ایک کفر مذکور اوسکے کافر مرتد ہونے کے لیے کافی وافی ہے معاذ اللہ اسکا مذہب ہے کہ میرے الہام قطعی مثل کتاب اللہ کے۔ جیسا کہ یہ اوس نے بعضے اشتہارون مین صاف صریح لکھا ہے۔ لہذا وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلے مین مرتدانہ کلام کرتا ہے اور کھلم کھلا کافر ہوا جاتا ہے۔

اب یہان یہ مسئلہ حقہ یاد رکھنا ضرور ہے۔ کہ ہر حدیث صحیح مرفوع جسکو علماء حدیث نے بالتحقیق صحیح ثابت کیا ہے۔ واجب القبول والعمل بالاجماع ہی اُسکا منکر مکذب اپنی رائے سے موضوع و باطل کہنے والا کافر و مرتد ہے۔ اسمین بہانہ قول امام کا یا کشف و الہام کا یا عقل نافہم کا کچھ کام نہین آتا۔ اگر حدیث متواتر ہے تو منکر کافر قطعی ہے ورنہ ظنی کافر ہے۔ پس میری تحقیق مین یہ ملحد کادیانی اشد المرتدین

عجیب کافر و منافق لاثانی ہے۔ لیکھ اسنے ازالہ کے صفحہ ۲۹۷ مین سب اہل اسلام
کو جو صحابہ رضہ سے لگا کر ابتک ہین ملحد صریح اور سخت بے ایمان بنا دیا ہے۔ عیسے
علیہ السلام کے معجزون پر ایمان لانے کی وجہ سے اور اسکی بوجہ تاویلین قابل التفات
نہین۔ اور نہ لائق اعتبار ہین۔ بلکہ فی الحقیقۃ تاویلین نہین صاف تمسخر منافقانہ
اور استہزار کافرانہ ہے۔ مثلاً دعوے الہامی اسکا کہ مین عیسے علیہ السّلام کے نزولِ
موعود کا مصداق ہون استعاریکہ طور پر سراسر باطل و مردود ہے۔ کیونکہ استعارہ
مجاز کا قسم ہے۔ اور مجاز مین قرینہ مانعہ ارادۂ معنے موضوع لہ سے ہونا ضرور ہے
اور یہان کوئی قرینہ مانعہ ارادۂ معنے حقیقی سے نہین ہے جو وجود مبارک عیسے
علیہ السلام کا تمامہ ہے والمجاز مفرد و مرکب امّا المفرد فہی الکلمۃ المستعملۃ فی غیر
ما وضعت لہ فی اصطلاح بہ التخاطب علی وجہ یصح مع قرینۃ عدم ارادتہ
ای ارادۃ الموضوع لہ (مختصر معانی مع متنہ تلخیص المفتاح)۔ والاستعارۃ
تفارق الکذب بوجہین بالبناء علی التاویل ونصب القرینۃ علی خلاف الظاہر
فی الاستعارۃ لما عرفت انہ لابد للمجاز من قرینۃ مانعۃ عن ارادۃ الموضوع لہ۔
(مختصر معانی مع متنہ) اور ملحد صاحب نے کوئی قرینہ مانعہ معنی حقیقی سے الفاظ نبویہ
مین قرار نہین دیا۔ اور اپنے الہام ضد اسلام پر ایمان لاکر خلاف تفسیر صحیح کا و کفر
حدیث متواتر کا اختیار کیا۔ معاذ اللہ۔ فی تفسیر ابن کثیر[لہ] وقولہ سبحانہ وتعالی وانہ

لہ۔ اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ اس قول خداوندی کی "وانہ لعلم للساعۃ" تفسیر ابن اسحٰق
سے مذکور ہو چکی ہے۔ کہ اس سے حضرت عیسے ع کے معجزات مراد ہین۔ جیسے مردہ کو
زندہ کرنا۔ اور مادر زاد اندھے اور کوڑھیکو اچھا کرنا۔ مگر یہ محل اعتراض ہے۔ اس سے
بعید تر وہ تفسیر ہے جو قتادہ سے منقول ہے۔ کہ اس سے قرآن مراد ہے۔

لعلم للساعۃ، تقدم تفسیر ابن اسحٰق ان المراد من ذٰلک ما بعث به عیسی
علیه الصلوة والسلام من احیاء الموتی وابراء الاکمه والابرص وغیر ذٰلک
من الاسقام وفی هٰذا نظر وابعد منه ما حکاه قتادة عن الحسن البصری وسعید
بن جبیر ان الضمیر فی وانه عائد علی القراٰن بل الصحیح انه عائدا علی عیسٰی
علیه الصلوة والسلام فان السیاق فی ذکره ثم المراد بذٰلک نزوله قبل
یوم القیمة کما قال تبارک وتعالٰی وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته
ای قبل موت عیسٰی الصلوة والسلام ثم یوم القیمة یکون علیهم شهیدا ۔
ویؤید هٰذا المعنی القراءة الاخری وانه لعلم للساعة ای امارة ودلیل علی
وقوع الساعة قال مجاهد وانه لعلم للساعة ای اٰیة للساعة خروج عیسٰی بن مریم
علیه السلام قبل یوم القیمة وهکذا روی عن ابی هریرة وابن عباس وابی العالیة وابی مالک
وعکرمة والحسن وقتادة والضحاک وغیرهم وقد تواترت الاحادیث
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه اخبر بنزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیمة
اماما عادلا وحکما مقسطا ۔ انتہی ۔ جب تک یہ دعوی الہام کا اوس نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ بقیہ گذشتہ ۱۹۱

اسکی صحیح تفسیر یہ ہے ۔ کہ اس سے قیامت کے پہلے حضرت عیسٰے علیہ السلام
کا نزول مراد ہے ۔ چنانچہ دوسری آیۃ مین ارشاد ہے ۔ کہ جو اہل کتاب ہین وہ حضرت عیسٰے
کی موت سے پہلے اُنپر ایمان لائینگے ۔ اور وہ حضرت قیامت کے دن اُنپر گواہ ہونگے ۔ اس معنی کی
مؤید دوسری قرأت ۔ انہ لعلم للساعۃ ہے ۔ یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسٰی کا نکلنا قیامت کی
علامت ہے ۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ اور ابو العالیہؒ ابو مالکؒ عکرمہؒ حسنؒ قتادہؒ ضحاکؒ
وغیرہ سے مروی ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر حدیثین اس باب مین آچکی ہین ۔
کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت سے پہلے امام عادل ہوکر آئینگے ۔

نہین کیا تھا۔ اوسکا اعتقاد بھی اس مسئلہ مین موافق اہل اسلام کے تھا جیساکہ براہین
احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ وصفحہ ۴۹۹ مین مرقوم ہے۔ پس ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث
کی حقیقت پر ایمان لانے سے الہام ہی اوسکو مانع ہوا۔ جیساکہ اوس نے خود آپ
تصریح کی ہے۔ صفحہ اول توضیح مرام مین۔ میرے اس رائے کے شائع ہونے کے بعد
جسپر مین بینات الہام سے قائم کیا گیا ہون الخ تو الہام ہی قرینہ مجاز کا اوسکے زعم
مین ثابت ہوتا ہے۔ اور کوی قرینہ عقلی نقلی اہل اسلام کے طور پر نہین ہے۔
پس لازم آیگا کہ قرینہ مجاز کا تیرہ سو برس بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم ہوا
اور آپ کی کلام ناتمام کو تمام کیا۔ اور مفید مطلب واقعی کے بنانا ورنہ پہلی وہ کلام
مفید خلاف مطلب کے تھی۔ فصاحت بلاغت کجا بلکہ ضلالت در ضلالت تھی۔ یہ تمسخر
منافقانہ اور استہزا نہین تو کیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ذلک جزاؤہم جہنم بما کفروا
واتخذوا ایتی ورسلی ہزوا۔ اور یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فصاحت وبلاغت
کو داغ لگانے کے لیے کمال شیطنت ہی۔ اور آپکی فصاحت بلاغت جسطرح موافق
ومخالف کو نزدیک مشہور ہے اسیطرح حدیث صحیح مین بھی ثابت ومذکور ہے۔
بعثت بجوامع الکلم الخ متفق علیہ اور فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع
الکلم۔ رواہ مسلم کما فی المشکوٰۃ فی باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ
علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین وفی الحدیث المتفق علیہ۔ ایضا ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یسرد الحدیث کسردکم کان یحدث حدیثا لو عدہ
العاد لاحصاہ کما فی المشکوٰۃ فی باب اخلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی صحیح البخاری
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا حتی تفہم عنہ کما فی کتاب
العلم من المشکوٰۃ وفی صحیح مسلم فی خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر
الحدیث کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس یہ صاف ظاہر ہی

ف اس عبارت کا خلاصہ یہ آنحضرت کی فصاحت بلاغت اور کمالات بعد صحیح کا بیان ہے

لہ اسرد جودۃ سیاق الحدیث ١٢ ق

ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریر تعلیم وافہام تفہیم مین سب انبیاء علیہم السلام پر فوقیت رکھتے تھے۔ تو پھر آپ کی کلام کے مقابلے مین محدثین ملہمین کی عبارات الہامات کی کیا حقیقت رہی۔ چہ جائے کہ الہامات اس محدثؔ فے الدین مرتد بالیقین کے معاذ اللہ۔

اور اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کے حقمین فرمایا ہے۔ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطاب ؕ قال ابن عباس رضؓ بیان الکلام کما فی المعالم یعنے عطا کی ہمنے داؤد کو دانائی اور کھلی بات کرنی جسکو ہر ایک بلا تکلف سمجھے۔ پس حضرت ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاولی اس کمال مین اعلے واولے ہین لقولہ علیہ السلام فضلت علی الانبیاء الخ وقولہ علیہ السلام خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مختصر معانی مین ہے۔ وفصل الخطاب۔ ای الخطاب المفصول البین الذی یتبینہ کل من یخاطب بہ ولا یلتبس علیہ۔ وھکذا فی المطول

کفر اعظم قادیانی علماء مفسرین ومحدثین جو ظاہر علم تفسیر وحدیث کا ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہین۔ یہ بے مغز خدمتین ہین۔ اور یہ تمام خدا تعالے کے نزدیک استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہین (دیکھو فتح اسلام صٹ) قال اللہ تعالیٰ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسلہ کنتم تستھزءون ؕ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ؕ جو کوئی دین کی باتون مین ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہو وہ کافر ہوا۔ نہین تو البتہ منافق ہوا۔ دین کی بات مین ظاہر وباطن باادب رہنا ضرور ہے۔ (تفسیر موضح القرآن)۔

اللہ اکبر۔ دین کی بے ادبی سے آدمی کافر ومنافق ہو جاتا ہے اگرچہ اعتقاداً نہو۔ معاذ اللہ۔ اگر اعتقاداً ہو جیسا کہ اس ملحد نے علم دین کی اہانت کی ہر تو پھر کفر ونفاق اسکی مین کیا شک ہے۔

انواع بارک اللہ رحمہ اللہ مین لکھا ہے۔ س

دینی[1] علم یا عالمان کرے اہانت کو + یا کرے اہانت شرعی اوہ بھی کافر ہو

اور عیسے علیہ السلام کو اس ملحد نے متبقلید نصارے صلیب پر چڑہایا ہے اور

کفر و انکار نص قرانی کا کیا ہے۔ قال اللہ تعالی وما صلبوہ۔ اور عیسی علیہ

السلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ یہ بھی کفر صریح ہے۔ قرآن وحدیث کا

صاف انکار ہے۔ اور فرشتون کے عروج ونزول کا انکار بہت نصوص قرآنیہ

اور احادیث صحیحہ صریحہ کا صاف انکار وکفر صریح ہے۔ اور یہ مستلزم ہے۔

اس کفر اعظم کو کہ قرآن شریف اللہ کی کلام نہین بلکہ ان ھذا الا قول البشر ہے

کیونکہ فے الخارج نہ کوئی جبریل آیا۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے کچھ پڑہایا

نہ خدا نے جبریل ہ کو فے الواقع اپنی کلام پیغام دیکر زمین پر بھیجا۔ نہ اوتارا۔

پس قرآن بشر کی کلام ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خیال مین خدا تعالے نے

پیدا کی نفے الخارج خود نہین فرمائی۔ نہ جبریل کو پڑہائی۔ اور سلف صالح کا یہ مشہور

مسئلہ تھا۔ کہ من قال ان القرآن مخلوق فھو کافر۔

اور خروج یاجوج ماجوج کا انکار بھی کفر صریح ہے۔ اور خروج دجال سے مسیح

کذاب کا انکار اور دعوے رسول مرسل نبی اللہ ہونے کا۔ اور احمد مبشر بالقرآن

ہونے کا بھی کفر صریح ہین۔ اور عیسے علیہ السلام کو ابن اللہ ماننا۔ اس ملحد کی

نصرانیت ہے۔ اور اپنی ذات کو ابن اللہ کا لقب دینا اسکی یہودیت[2] ہے۔

* یعنی قادیانی۔

[1] یہ پنجابی زبان کا شعر ہے۔ اسکا ترجمہ اردو مین یہ ہے۔ کہ جو شخص علم یا علماء دین یا شرع کی اہانت کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

[2] ۔ انکا یہ قول تھا نحن ابناء اللہ واحباءہ یعنے ہم خدا کے بیٹے اور دوست ہین۔

اور جو موحدین ان کفریات صریحہ کو برحق مانتے ہین وہ بہی کافر مرتد ہین۔
اور جو خود برحق نہین جانتے۔ مگر مرزا صاحب سے محبت دل وجان سے کرتے ہین۔
اور اوسپر بزرگی کا اعتقاد رکہتے ہین۔ ہرگز اسکے کفریات صریحہ مذکورہ پر غیرت ایمانی
کو راہ ولمین نہین دیتے۔ او نمین بہی رائی کے دانے برابر ایمان نہین۔
عن ابن مسعود رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ
فی امتہ قبلی الا کان لہ فی أمتہ حواریون واصحاب یأخذون بسنتہ ویقتدون
بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا

۵۱۔ یہ لاہور اور امرتسر کے بعض رفعیدین کرنیوالے وآمین بالجہر کہنے والون کیطرف اشارہ ہے،
جو ان باتون کو حق نہین جانتے۔ مگر کادیانی کو باوجود ان عقائد کے بزرگ وملہم جانتے ہین
انکو اگر کوئی کادیانی کے ایسے عقائد سناتا ہے تو کہتے ہین ہم اسکے رسائل کو نہین دیکہتے۔ آسکی
جواب مین اگر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ عقائد واقوال اسکی کتابون مین موجود اور شہرہ افاق ہین۔ اور علماء
انپر فتوی لگاتے ہین تو پہر تم کیون ان کتابون کو نہین دیکہتے اور فتوی علماء کی تصدیق کرکے
کادیانی کے بزرگ وملہم ہونیکا اعتقاد کیون نہین چہوڑتے۔ تو اسکا وہ کوئی جواب نہین دیتے
ان لوگون کے سرگروہ ایک قرآن کے حافظ مگر اور علوم دین سے جاہل ہین۔ آپ رفعیدین وامین
بالجہر کرتے ہین۔ اور الہامی ہونے کے بہی مدعی ہین۔ اور اس ذریعہ سے وہ اُن لوگونکو مقتدا بنے ہوئے
ہین۔ اور ان کو گمراہ کر رہے ہین۔
۵۲۔ حضرت ابن مسعود رضہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جو نبی گذرا ہے اسکی حواری
اور صحاب گذر چکے ہین۔ جو اسکی سنت وطریق کو لیتے۔ اور اسکے حکم کی پیروی کرتے۔ پہر انکے بعد ایسے
ناخلف پیدا ہوئے۔ جو وہ بات کہتے جو خود نکرتے اور وہ کام کرتے جسکے مامور نہوتے۔ جو ان سے
ہاتہ کے ساتہ مقابلہ کرے وہ مومن ہے جو زبان کے ساتہ مقابلہ کرے وہ مومن ہے۔ جو دل سے……
…انکا مخالف ہو وہ مومن ہے۔ اسکے بعد (یعنے اگر دلمین بہی انکی مخالفت نہو) تو دانہ رائی کی برابر ایمان نہین ہے۔

یؤمرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل۔ رواہ مسلم۔ اور جو اس ملحد کو اپنے مکانون مین جگہ دیتے ہین۔ اور اسکی مدد مین سرگرم رہتے ہین وہ اس حدیث شریف کا مصداق ہین لعن اللہ من اٰوی محدثا۔ رواہ مسلم۔ یعنے خدا کی لعنت ہے اسپر جو بدعتی ملحد محدث فی الدین کو جگہ دیتا ہے۔ ردنیچری[1] مین لکھا ہے۔

ہک کفر عقیدہ جو حق جانے ہے مرتد یقینون + اسوچہ شک نہ شبہ کوئی ہے صاف ایمانون دینون
جوین انکار فرشتیان یا انکار جنان شیطانان + یا تھوڑی بیاج حلال پچھانے یا منکر اسمانان
یا معجزیاں دامنکر ہووے من تاویلان خامان + یا کہے قرآن کلام محمد کافر باجہ کلامان
یا آکھے حضرت عیسے تائین ہے یوسف دا جایا + وچہ قرآن جو قصہ مریم جو جھوٹھا سفنا آیا
یا آکھے عیسے سولی چڑھیا منّے قول نصارا + ہک آیت دا منکر کافر جو منکر سبہ دا یارا۔

(انتہی)

[1] ردنیچری مولانا محمد بن بارک اللہ کی تصنیف ایک پنجابی نظم کا رسالہ ہے۔ اسکے اشعار منقولہ بالا کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو شخص ایک عقیدہ کفر کو حق جانے وہ مرتد ہے۔ جیسے وجود ملائکہ۔ یا جنوں سے انکار کرنا۔ تھوڑی سود کو حلال جاننا۔ یا معجزات کا انکار کرنا۔ یا قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قرار دینا۔ یا حضرت عیسے علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا یا حضرت مریم کے قصہ رویت جبرئیل وبشارت فرزند کو ایک خواب قرار دینا۔ یا حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا۔ کہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے تھے وغیرہ۔

اور تاویلین ملحدانہ اس ملحد کی استہزاء و تمسخر ہے۔ خدا رسول ﷺ کو۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ اور رسوؐل کو سمجھانا نہیں آتا۔ اور میرے الہام بّینات ہین۔ اگر اسکے الہامون کی ایسی تاویلین کی جاوین تو مرزا اور مرزائی ضرور تمسخر سمجھین گے۔

مثلاً الہام انا جعلناک المسیح بن مریم مین معنے[له] مسیح کے کذاب ہین۔ اور یہی معنے بالتحقیق مراد ہین اور ابن مریم لطیف استعارہ ہے۔ کہ اس ملحد کی والدہ مومنہ تھی اور یہ ملحد مسلمانون کی نسل سے قطع ہو گیا۔ اور الطف استعارہ یہ ہے کہ مسیح سے مراد وزن فعیل کا ہے جو ممیر ہے کما[له] یشہد بہ الہام المجذوب المجنونی حدثنی بہ عبد الغفور قال حدثنی بہ عبد الواحد قال عبد الغفور حدثنی بہ المجذوب بنفسہ

[له] ۔ قاموس مین مسیح کے معنے کذاب بھی لکھے ہین۔ مفتی

[له] ۔ یعنے جیسا کہ جمون کے مجذوب کا الہام شہادت دیتا ہے۔ جو مجھسے عبد الغفور بن محمد بن عبد اللہ غزنوی نے بیان کیا۔ اسکو عبد الواحد داماد حکیم نور الدین نے بتایا۔ انہون نے خود اس مجذوب سے سنا۔ یہ مجذوب وہ شخص ہے۔ جسکا ذکر کادیانی نے آسمانی فیصلہ کے صفحہ (۱۲) سطر ۱۴ مین کیا ہے۔ اس مجذوب کو حکیم نور الدین جمون سے کادیان مین جلسہ قرات فیصلہ آسمانی پر لیگیا۔ وہان پر مجذوب صاحب نے خواب دیکھا یا انکو کشف ہوا۔ کہ کادیانی کی ڈہوہڑی مین ایک سفید گہوڑی ہے پھر وہ گدہی بن گئی جسپر کسی نے کہا۔ کہ نور الدین گدہی کی خدمت کر رہا ہو مجذوب صاحب عارضہ برص یا جذام بیمار ہین۔ کادیان مین انکو حکیم نور الدین اس امید پر لیگیا تہا۔ کہ وہان انکو شفا ہو گی۔ وہ وہان سے واپس آئے۔ تو انکی بیماری اور بڑہ گئی۔ آگے وہ چلتے پھرتے تھے۔ اب اس سے معذور ہو گئے ہین۔ یہ بات خاکسار نے مولوی غلام حسن صاحب امام اہلحدیث سیالکوٹ سے سنے ہے۔ (ایڈیٹر)

اور مینے فکر کیا ساتوین تاریخ ماہ رجب ال مین بعد نماز فرض عشا کے کہ
مرزایون کے حق مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیا ہے الہام ہوا۔
اولٰئك[۵۱] ھُمُ الکٰفرون حقًا۔ ھٰکذا تطبیق[۵۲] الہامہ بالقرآن والحدیث وھکذا[۵۳]
تطبیقہ بالہامی اللھم ربّ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السمٰوٰت والارض
عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی
لما اختلف فیہ من الحق باذنك انت تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔
ان ملحدون کے حق مین مجھکو یہہ بہت الہام ہوا ہے۔ ان یقولون الا کذبا۔

حررہ العبد الضعیف عبد الرحمن المدعو بمحی الدین منمقام لکھوکے جواب سوال المولوی محمد حسین
عافاہ اللہ وایای فی الدارین

الجواب صحیح ۔ یہ جواب صحیح ہے۔

الملتجی الی اللہ محمد بن محمد مقام بارك اللہ ساکن لکھوکے ضلع فیروزپور پنجاب
مصنف تفسیر محمدی انواع محمدی وغیرہ

---

۵۱ ۔ یہہ لوگ پکے کافر ہین۔
۵۲ ۔ اس کے الہام کی قرآن وحدیث سے یون ہی موافقت ہو سکتی ہے۔
جو بیان ہو چکی ہے۔ کہ مسیح سے مرزا کا کاذب ہونا اور کادیانی کا گدہی کے
صورت مین دکھائی دینا۔
۵۳ ۔ اسیطرح اسکا الہام ہمارے اس الہام سے کہ وہ پکے کافر ہین مطابق ہو سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرزا کادیانی کو یہ عاجز پہلے اچھا سمجھتا تھا۔ جب وہ تائید اسلام مین مصروف تھا۔ جب سے اوس نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے۔ اور نبوت کا مدعی ہوا ہے۔ تب سے مین اوسکو ملحد و دجال وکذاب سمجھتا ہون۔

حررہ خادم القوم محمد حسن عفی عنہ بن حافظ محمد بن بارک اللہ مرحوم ساکن لکھوکے ضلع فیروزپور پنجاب

دستخط ومواہیر علماء پشاور

یجب علی کافۃ المسلمین طرًا وعلی قاطبۃ المؤمنین جمعًا ان یحکموا علیہ بالکفر والالحاد ویجتنبوا عنہ بالغیظ والعناد اذ لاشک فی کفرہ وکفر اتباعہ واشیاعہ لانہ دجال کذاب مرتاب فی الامر الیقینی ساع فی الارض بالفساد مؤول للنصوص القرآنیۃ علی ما ہو متمناہ والمحکمات الفرقانیۃ علی ما ہو مبتغاہ لافشاء الزور والارتداد یذہب تارۃ الی المذہب السوفسطائیۃ واخری الی ہواجسات الشیطانیۃ فدا نکر القواطع القطعیۃ

تمام مسلمانون پر واجب ہے کہ کادیانی پر کفر والحاد کا حکم لگاوین۔ اور اس سے کنارہ کش ہون۔ اسکے اور اسکے پیروان کے کفر مین کوئی شک نہین۔ یہ دجالی وکذاب ہے۔ یقینی امر مین شک لانیوالا۔ زمین مین فساد پھیلانے والا۔ آیات قرآن کو اپنی خواہش کے موافق اصل معنے سے پھیرنے والا۔

یہ کبھی سوفسطائی مذہب اختیار کرتا ہے کبھی شیطانی خطرات پر

والشريعة الحقة الحقيقة كل ذلك باغواء
الشيطان كتب عليه انه من تولاه فانه يضله
ويهديه الى عذاب السعير اعوذ بالله من شره ومن
شر اجاده وانصاره ونتوكل عليه انه هو السميع البصير

پر چلتا ہے۔ احکام واخبار قطعیہ کا منکر
ہے۔ شیطان کے بہکانے مین آیا ہوا
ہے۔ جسپر یہ حکم ہو چکا ہے۔ کہ جو شخص
اسکو دوست بناویگا اسکو وہ گمراہ کریگا
اور جہنم کی راہ چلائیگا۔ اسکے اور اسکے حواریون کے شر سے خدا کی پناہ ہے۔

العبد خادم الفقہاء المحدثین سید اکبر شاہ قادری حنفی پشاوری

نحن نتبع ما نقح الفحول من العلماء
والسالكين بطريق الشريعة والانصاف
ونحكم بكفره واضلاله ....

ہم کادیانی کے باب مین اس حکم
کے پیرو ہین۔ جو علماء نے تحقیق کرکے
اسپر لگایا ہے۔ ہم اسکو کافر وگمراہ
کنندہ جانتے ہین۔

حررہ قاضی احمد پشاوری

یہ شخص ان آیات کا مصداق ہے جنمین ارشاد ہے۔ تو نے اسکو بھی دیکھا

افرأيت من اتخذ الهه هواه واضله الله على
علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره
غشاوة فمن يهديه من بعد الله افلا
تذكرون اه اولئك الذين اشتروا الضلالة
بالهدى والعذاب بالمغفرة فما اصبرهم
على النار ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق
وان الذين اختلفوا في الكتاب لفي شقاق بعيد

جسنے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود
بنالیا ہے۔ اور خدا تعالے نے اسکو
علم کے ساتھہ گمراہ رکھا ہے۔ اور اسکی
کان اور دلپر مہر لگادی ہے اور
آنکہ پر پردہ ہے۔ اب اسکو خدا کے
سوا کون ہدایت کرے۔ کیا تم پند
پذیر نہین ہوتے۔ یہ وہ لوگ ہین

جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خریدا۔ اور بخشش کے بدلے عذاب کو۔
یہ کیسے آگ پر صابر ہین؟ یہ اسلیے ہوا کہ خدا تعالی نے کتاب حق کے ساتھہ
اوتاری۔ اور جن لوگون نے اسمین اختلاف ڈالا۔ وہ اسکے خلاف مین دور جا پڑے

العبد الفقیر نور محمد مدرس مسجد قائم خان علی بشاہی

الحمد لله اولا واخرا والصلوة على نبيه محمد ظاهرا
وباطنا وعلى اله واصحابه طرا وجمعا اما بعد
فيا ايها الاخوان المؤمنون اخاكم بيقا الايمان ان
نزول عيسى بن مريم عليه السلام من السماء بعد ظهور
المهدي الموعود حق وما قتل عيسى من ايدي الكفار وما
صلب بل رفعه الله الى السماء ونزوله علامة للساعة
وقتل الدجال الاعور من يده وهذه الامور كلها
ثابتة بالايات الناطقة والاحاديث القاطعة فكيف
من ادعى باني انا المسيح عيسى حاشا وكلا ليس هو كما يدعى
بل هو من احد الدجالين الكذابين وادعاه باطل محض
مشتمل على انكاره من النصوص القطعية والبراهين اليقينية
ولقد زين الشيطان له عداوة الانبياء فمن كان عدوا لله
وملئكته ورسله وجبريل وميكال فان الله عدو للكافرين
وصار مصداق هذه الاية فمن اظلم ممن كذب على الله
وكذب بالصدق اذ جاءه اليس في جهنم مثوى للكافرين

بہائی سنو حضرت عیسے علیہ
السلام کا آسمان سے ظہور مہدی
علیہ السلام کے بعد اترنا حق ہے۔
اور حضرت عیسے علیہ الصلوۃ والسلام
صلیب پر نہین چڑہائے گئے۔
اور نہ مارے گئے۔ بلکہ آسمان کی
طرف اٹھائے گئے ہین۔
انکا قیامت سے پہلے اترنا
قیامت کی علامت ہے۔
وہ دجال کو قتل کرین گے۔ یہ
سب امور بحکم آیات ناطقہ اور
احادیث قاطعہ ہونے والے
ہین۔ پہر جو شخص اب دعوی
کرتا ہے۔ کہ مین مسیح ہون۔
وہ مسیح نہین ہے۔ بلکہ دجال

فمن کان ھکذا فھو ضال مضل یضل الناس عن سواء الطریق فاجتنبوا منه ومن احبارہ وانصارہ لعلکم تفلحون من شرہ۔

ہے اور اسکا دعوی بحکم آیات واحادیث باطل ہے۔ شیطان نے اُنکو نبیون کی دشمنی اچھی کر دکھائی ہے۔ اور جو نبیونکا دشمن ہو۔ خدا اُسکا دشمن ہے۔ وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ جسمین یہ بیان ہے۔ کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے۔ جو اللہ پر بہتان کرے۔ اور حق کو (جب اُسکے پاس آچکا ہو) جھٹلائے۔ کیا کافرون کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

حررہ الفقیر الحقیر حافظ عبد الحکیم قادری پٹنا ئی

ما اجاب العلماء الکرام فھو احق بالصواب والجواب۔

جو جواب علماء نے دیا ہے۔ وہ درست ہے۔

الراقم فقیر سید محمد واعظ مسجد گنج الصدیق خلف رئیس العلماء حافظ محمد اعظم مرحوم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسوله محمد خاتم النبیین وعلی آله وصحبه اجمعین اما بعد فلا یخفی علی کافۃ المسلمین المؤمنین بجمیع ما جاء به الرسول الامین من الشرع المبین ان نزول عیسی بن مریم الصدیقۃ الموعود فی اشراط الساعۃ حق ثابت بالکتاب والسنۃ الصحیحۃ الصریحۃ قال عز من قائل وانه لعلم للساعۃ اخرج الحاکم عن ابن عباس ھو خروج عیسی کما فی الاکلیل فی معانی التنزیل وقری ابن عباس لعلم بفتحتین بمعنی العلامۃ

حمد وصلوات کے بعد۔ مومنو کو معلوم ہو۔ کہ علامات قیامت مین۔ جو حضرت عیسے علیہ السلام کا نزول شمار کیا گیا ہے۔ وہ حق ہے۔ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ وہ علم قیامت ہے۔ ابن عباس رضہ نے فرمایا ہے

واخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن
ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال
حتی لا یقبلہ احد ثم یقول ابوھریرۃ رض اقرؤا ان شئتم
وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ والمعنی
ما من احد من اھل الکتاب ادرک ذلک الوقت الا آمن
بعیسی عند نزولہ من السماء وصحح ھذا القول الطبری
کذا فی تفسیر الخازن - وقال عطاء عن ابن عباس رض اذا
نزل عیسی الی الارض لا یبقی یھودی ولا نصرانی الا آمن بہ
وشھد انہ روح اللہ وکلمتہ وعبدہ ونبیہ کذا فی التفسیر
الوسیط للامام الواحدی واخرج الامام احمد فی مسندہ
عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج الدجال فینزل عیسی بن مریم فیقتلہ ثم یمکث
عیسی فی الارض اربعین سنۃ اماما عادلا مقسطا
وفی حدیث مسلم عن النواس بن سمعان رض ذکر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال ذات غداۃ الی ان قال
ثم یاتی القوم فیدعوھم فیردون علیہ قولہ فینصرف
عنھم فیصبحون ممحلین لیس بایدیھم شئ من اموالھم
ویمر بالخربۃ فیقول لھا اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا
کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا فیضربہ بالسیف

اس سے حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کا تشریف لانا مراد ہے۔
ایسا ہی تفسیر اکلیل مین ہے
ایک قرات مین علم کی جگہ عَلَم
بفتح ہے۔ جسکے معنے علامت
ہے۔ بخاری وغیرہ سے
ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے
کہ عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ
السلام حاکم عادل ہوکر آئین گے
خنزیر کو قتل کرین گے۔ جزیہ
موقوف کرین گے۔ مال کی
ایسی کثرت ہوگی۔ کہ کوئی اسکو
قبول نکرے گا۔ پھر حضرت
ابوہریرہ رض نے کہا۔ کہ چاہو۔ تو
(اسکی تصدیق مین) یہ آیت پڑھو

وان من اھل الکتاب الآیۃ۔
جس سے یہ مراد ہے کہ جو اہل کتاب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا و
وقت پائیگا۔ وہ انپر ایمان لے
آئیگا۔ اسی قول کو تفسیر آیت
مین طبری نے صحیح کہا ہے

فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل
ويتهلل وجهه ويضحك فبينما هو كذلك اذ بعث
الله المسيح بن مريم عليه السلام فينزل عند المنارة
البيضاء شرقي دمشق واضعا كفيه على اجنحة ملكين
فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله الحديث والحاصل
ان نزول عيسى بن مريم الموعود في زمن الاستقبال
انما يكون بعد خروج الدجال والاحاديث فيه كثيرة
يطول ذكرها بالاستيفاء وهو الآن حي في السماء
وهذا قول اهل الحق المعول عليه لقوله تعالى وما
قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه اي الى السماء قال
الحسن البصري كما في تفسير الامام الواحدي وينزل
عند قرب الساعة كهلا وعليه قوله تعالى ويكلم الناس في
المهد وكهلا قال ابن عباس ارسل الله عيسى عليه
السلام وهو ابن ثلاثين سنة ومكث في رسالته ثلاثين
شهرا ثم رفعه الله اليه كذا في تفسير الخازن قالوا
وما وصل الى سن الكهولة ففيه اشارة الى نزوله
من السماء كما في تفسير جامع البيان فاخبر الله تعالى
برفعه اليه حيا بعد ما وعده وقال يا عيسى اني متوفيك
ورافعك الي والمراد هنا التوفي النوم وعليه
الاكثرون كما في جامع البيان ومثله قوله تعالى
وهو الذي يتوفيكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار الآية

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے
حضرت ابن عباس رضہ سے روایت
ہے کہ جب عیسے علیہ السلام زمین پر
اتریں گے۔ تب کوئی یہودی
و نصرانی ایسا نہوگا۔ جو یہہ
شہادت نہ دیگا۔ کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے
اور رسول ہیں۔ ایسا ہی تفسیر
وسیط میں ہے۔ امام
احمد نے روایت کیا ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ دجال نکلیگا
پھر عیسے علیہ السلام نازل ہونگے
اور اسکو قتل کریں گے۔
پھر وہ زمین میں چالیس
برس رہیں گے۔ امام عادل
اور حاکم منصف ہوکر۔ اور
صحیح مسلم میں نواس بن
سمعان سے حدیث ہے۔
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک دن دجال کا ذکر

فالتوفی اعم من الاماتة ویدل علیه قوله
تعالی الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت
فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری
الی اجل مسمی ان فی ذلک لایٰت لقوم یتفکرون ط
فمن تفکر فی قوله تعالی حکایة عن قول عیسی علیه السلام
یوم القیمة فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم الایة
علم انه لم یرد به الاماتة بشهادة الایات السابقة
والاحادیث الصریحة المذکورة وبالجملة ان الله تعالی
لم یذکر فی هذه الایت الاتوفی عیسی بن مریم ولم یذکر
فی القران انه اماته قبل التوفی والرفع او بعده فی السماء
بل النصوص ناطقة بانه حی ینزل عند قرب الساعة
فمن انکر نزول عیسی بن مریم الصدیقة مدعیا انه مات
فی الحقیقة ثم جعل هذا الانکار تمهیدا لاثبات دعوی
المسیحیة الجدیدة وادعاء المماثلة العیسویة فی وصف
النبوة واختار مسلک الملاحدة والباطنیة وصرف النصوص
الواردة فی نزول عیسی بن مریم نبی بنی اسرائیل بضرب
من التمحل الباطل وفاسد التاویل الی معانٍ توافق بغیة
هواه وهذیانٍ یطابق هفوة مدعاه وحرف الکلم عن مواضعه
ووضع الکلام الحق فی غیر موقعه فادعی النبوة
الشرعیة وانکر الاحکام المحکمة القطعیة فهو کافر
ملحد کذاب لایخفی الحاده وکفره وکذبه علی اولی العلم

کیا تو فرمایا۔ کہ وہ ایک قوم کو اپنی
طرف بلائیگا وہ اسکی بات کو
رد کرین گے۔ تو تہیدست
ہو جائین گے۔ پہر وہ کہنڈرون
پر گذر کرے گا۔ انکو کہیگا۔ کہ اپنے
خزانہ نکال دو۔ تو وہ اپنے
خزانے نکالدین گے جیسے
شہد کی مکہیان نکلتی ہین۔
پہر وہ ایک آدمی کو بلا کر دو
ٹکڑے کردیگا۔ پہر اسکو بلائیگا
تو وہ چمکتے چہرہ اور ہنستے منہ
سے آئیگا۔ ایسی حالت مین حضرت
مسیح علیہ السلام کو خدا بہیجیگا۔
وہ دمشق کے مشرق مین سفید
منارہ کے پاس فرشتون کے
پرون پر ہاتہ رکہے ہوئے اترین گے
اور دجال کو دروازہ لد پاس پاکر
قتل کرین گے۔ الحاصل حضرت
عیسے علیہ السلام کا دجال کے
بعد نزول فرمانا زمانہ آئندہ مین ہوگا
اور اسوقت تو وہ زندہ آسمان مین

فی ھذا الباب فان سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین بنص القرآن المبین ؎ قال القاضی عیاض فی کتاب
الشفاء فی حقوق المصطفی من ادعی نبوۃ احد بعد
نبینا علیہ الصلوۃ والسلام او ادعی النبوۃ لنفسہ
او جوز اکتسابھا والبلوغ بضیاء القلب الی مرتبتھا کالفلاسفۃ
وغلاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ
وان لم یدع النبوۃ الی ان قال فھؤلاء کلھم کفار مکذبون
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالی انہ خاتم النبیین
واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان
مفھومہ ھو المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک
فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا
وکذلک وقع الاجماع علی تکفیر من دافع نص الکتاب
او خص حدیثا مجمعا علی نقلہ مقطوعا بہ مجمعا علی حملہ
علی ظاھرہ انتھی کلامہ ملخصا وقال الامام الصابونی فی
الکفایۃ التی صنفھا فی عقائد اھل السنۃ والجماعۃ
ما لفظہ العدول عن ظواھر النصوص من غیر ضرورۃ
الحاد محض انتھی قال اللہ تعالی ان الذین یلحدون فی
آیتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی
آمنا یوم القیمۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر۔
واللہ سبحانہ وتعالی وعد بحفظ کتابہ المبین من تحریف

موجود ہین۔ اور یہی اہل حق کا قول
جسپر اعتماد ہے۔ اسپر یہ **قول**
خداوندی کہ یہودیون نے یقیناً
اسکو قتل نہین کیا۔ بلکہ خداتعالے
نے اسکو اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ **دلیل** ہے
اپنی طرف اٹھانی سے آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔
چنانچہ **حسن بصری** نے کہا ہے۔ ایسا ہی
واحدی کی تفسیر مین ہے۔ اور
اسپر یہ **قول** خداوندی کہ "حضرت
عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ مین اور سنہ
کہولت مین (یکسان) کلام کرینگے"
بھی دلیل ہے ابن عباس رضہ نے
فرمایا ہے۔ کہ جب وہ رسول ہوئے۔
تو تیس برس کے تھے۔ پھر مدت رسالت
وہ تیس مہینے ٹھہرے۔ پھر خدا تعالیٰ
نے انکو اٹھالیا۔ ایسا ہی **تفسیر خازن**
مین ہے علما نے کہا ہے۔ کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سنہ کہولت کو نہ پہنچے
تھے۔ کہ اٹھائے گئے۔ لہذا اس آیت
مین یہ ارشاد ہے کہ وہ آسمان سے
اتر ین گے (تاکہ سنہ کہولت مین

الملاحدة المضلين فقال انا نحن نزلنا الذكر وانا له
لحافظون فاقام العلماء الصالحين على ابطال تاويل
الملحدين فدونوا علم الكتاب والسنة الذى هو اساس
للاحكام الشرعية الاصلية والفرعية فى الكتب المبسوطة
المضبوطة المشهورة التى تداولها اهل السنة والجماعة
فى الاعصار الماضية الى الآن وعنه عليه السلام لا
يزال يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه
تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين
والملحد الذى ذكرنا سابقا ليس نظير عيسى بن مريم
الصديقة بل مثيل الاسود العنسى ومسيلمة اليمامى فى
دعوى النبوة داخل فى سلسلة الكذابين الذين اخبر عن
خروجهم النبى الصادق الامين فقال صلى الله عليه وسلم
لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريبا
من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله اخرجه مسلم وغيره
فثبت بهذا التفصيل وواضح الدليل ان الملحد المسطور على
الوصف المذكور دجال كذاب استحوذ عليه الشيطان
مجاهد على ذلك الهذيان والطغيان وهو المفسد الساعى
فى افساد عقائد المؤمنين وايقاع التشويش فى صدور
عوام المسلمين وعندى ان ترك المباحثة مع الملحد
المسطور اولى ولا مانة قولنا الزائغ اخرى بل الواجب
لتنفير العوام تشهير فساد عقائده بين الانام والله

انکا کلام کرنا پایا جاوے)۔
ایسا ہی تفسیر **جامع البیان**
مین ہے۔ خدا تعالے نے انکو
زندہ اٹھانے کہا اپنے اُس وعدہ
کے بعد خبر دی ہے۔ جو انکو دیا گیا
تھا۔ کہ ای عیسے مین تجھے قبض کرنے
والا اور اٹھانیوالا ہون۔ اس آیت
مین لفظ توفی سے نیند مراد ہے
چنانچہ اکثر علماء کا قول ہے۔ ایسا ہی
جامع البیان مین ہے۔ اسکی
نظیر وہ قول خداوندی ہے۔
جسمین ارشاد ہے۔ کہ خدا انکو رات
کیوقت توفی کرتا ہے توفی
موت کے سوا اور صورتون سے
بھی ہو سکتی ہے۔ اسپر وہ آیت
شاہد ہے جسمین ارشاد ہے کہ
اللہ تعالے جانونکو موت کیوقت
قبض کرتا ہے۔ اور جو نہین مرتے
انکو نیند مین۔
مخلص اُس قول خداوندی مین
جسمین حضرت عیسے علیہ السلام کو

درمن قال بالجہمہ ولن یصلح العطار ما افسدہ
الدہر حفظ اللہ المؤمنین من شرہ + وضرہ ون
کرۃ بعد فرۃ ثم العجیب العجاب من بعض اولی
الالباب وجمع من اہل العلم فی الباب کیف
اغتروا باقوال المحلہ البطال وتنزلوا الی مدارک
الجہال فامنوا باباطیل ذلک الضال زاعمین
انہ صادق وموحد ذو حلم۔ لابل ہو مارق
وملحد فی سلم۔ اتخذ الہہ ہواہ واضلہ اللہ
علی علم واعجب من ہذا انہم یزعمون انفسہم
کحواری المسیح عیسی بن مریم الصدیقۃ
کلا بل ہم انصار المسیح الدجال الاعور فی
الحقیقۃ۔ فاورج واکثیرا من العوام کالانعام
فی ورطۃ الضلالۃ واقسدوا علیہم عقائدہم
القدیمۃ الحقۃ فما ربحوا فی ہذہ البضاعۃ
والتجارۃ الا الہلکۃ والخسارۃ ایۃ خسارۃ
خسارۃ الدنیا والاخرۃ فان لم ینتہوا
عن تلک الاقاویل التی یلقی علیہم العزازیل
فعسی اللہ ان یسلط علیہم النقاد فیفحمہم۵
ویرمیہم بالکساد ویشیع اخبار فضحہم
فی جمیع البلاد فتتفق علی تضلیلہم
وتسفیہہم السنۃ جمیع اہل الرشاد۔

اٹھانے کا وعدہ دیا گیا ہے تامل کریگا۔
وہ جان لیگا۔ کہ اس سے موت دنیا مراد نہین
چنانچہ آیات وحدیث اسپر شاہد ہین۔
بالجملہ ان آیات مین حضرت عیسے کے
توفی بمعنے قبض کا ذکر ہے۔ نہ یہ کہ
خدا نے انکو ماردیا ہے۔ اور نصوص
صحیحہ ناطق ہین کہ وہ زندہ ہین۔ پھر جو
شخص انکو مردہ سمجھتا ہے اور انکے نزول
کا منکر ہے۔ اور اس سے وہ اپنے مسیح
ہونے کی ٹپری جماتا ہے۔ اور تاویل
وتحریف آیات واحادیث متعلقہ نزول
مسیح مین مسلک ملاحدہ باطنیہ کا اختیار
کرتا ہے۔ اور اپنی نبوت کا مدعی ہو بیٹھتا
ہے۔ وہ کافر وملحد وکذاب ہے۔ اسکی
الحاد وکفر وکذب مین کوئی شک نہین۔
قاضی عیاض نے شفا مین کہا ہے
کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا مدعی ہو۔ اور اپنی کمائی اور صفائی
قلب کے ذریعہ سے حصول نبوت کو جائز
سمجھے۔ یا نزول وحی کا مدعی ہو۔ گو مدعی نبوت
نہو۔ وہ کافر ہے۔ آنحضرت کو جھوٹا سمجھنے الا

۵ ای یسکتہم او یفضحہم۔

ولا یبقی لکیدھم تاثیر ولا لمکرھم مجال وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال وعما قلیل لیصبحن نادمین ولتعلمن نباءہ بعد حین ؎

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے - کہ مین خاتم النبیین ہون - میرے بعد کوئی نبی نہین - اور خداتعالے نے بھی فرمایا ہے - کہ آپ خاتم النبیین ہین - اور اسپر امت کا اتفاق ہے - کہ ان آیات واحادیث کے ظاہری معنے مراد ہین - نہ کوئی تاویلی معنے - ایسے لوگون کے کفر پر اجماع ہے - ایسا ہی اُن لوگون کے کفر پر جو نص کتاب اللہ کو دفع کرین - یا کسی ایسی حدیث ہین - جو اتفاقی صحیح اور ظاہری معنے پر یقیناً محمول ہو - کوئی تخصیص نکالین -

امام صابونیؒ نے کفایہ مین کہا ہے - "کہ ظاہر معنے آیات واحادیث سے بلا ضرورت عدول کرنا - الحاد ہے" اللہ تعالے فرماتا ہے - ہمپر وہ لوگ مخفی نہین جو ہماری آیات مین الحاد کرتے ہین - کیا جو شخص آگ مین ڈالا جاوے وہ بہتر ہے یا جو باامن قیامت کے دن حاضر ہو - خداتعالے نے اپنی کتاب کی محافظت کا خود وعدہ کر لیا ہے - لہذا اُس نے ایسے علماء کو پیدا کر دیا ہے - جو ان ملحدون کی تحریف سے دین کو بچاتے چلے آئے ہین -

یہ ملحد کادیانی حضرت مسیح کا مثیل ونظیر نہین - بلکہ اسود عیسی اور مسیلمہ کذاب کا - (جنکا ذکر فتوے کے صفحہ (۱۱۵) مین ہے) نظیر ہے - اور ان کذابین کے سلسلہ مین داخل جنکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے - چنانچہ مسلم وغیرہ کی حدیث (مذکورہ صفحہ ۱۱۴ فتوے مین ہے) -

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ ملحد مذکور دجال ہے شیطان اسپر مسلط ہے جو اس سے یہ بکواس کرا رہا ہے - وہ مفسد ہے مسلمانون مین فساد پھیلا رہا ہے - ہمپر بقینے نزدیک ایسے ملحد سے مباحثہ ترک کر کے عام مسلمانون کو اسکے عقائد باطلہ

کے فساد سے مطلع کرکے متنفر کرنا چاہیئے۔ بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض اہل علم اس ملحد بطال کے اقوال سے دھوکہ کھا بیٹھے ہین۔ اور خود جاہل بن گئے۔ اور اس گمراہ کے باطل خیالات کو حق اور اسکو اہل علم سمجھنے لگ گئے ہین۔ اور خود اسکے حواری بن بیٹھے ہین۔ وہ مسیح دجال کے مددگار ہین۔ وہ اس سے باز نہ آئینگے تو خدا انپر بھی ایسے لوگون کو مسلط کریگا جو انکے کھوٹ و فساد کو ظاہر و مشتہر کرینگے۔ پھر وہ سخت نادم ہونگے۔

حررہ الفقیر محمد ابو المعالی عبد الغفور الپشاوری خادم الفقہ والحدیث والتفسیر

ما قال اعلمنا ومدققنا فھو عین الصواب لاشک فی نزول عیسیٰ ع وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا یدل علیہ سیاق النظم وسباقہ ومن معتقدی ان نزول عیسیٰ حق ثابت بالادلۃ القاطعۃ من الآیات والاحادیث واجماع الامۃ فمن انکرہ فانکارہ من الادلۃ المذکورۃ فھو معرض عن طریق الرشاد ومروج لسبیل الالحاد

جو ہم سے بڑھکر عالم اور مدقق نے کہا ہے۔ وہ عین صواب ہے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ عیسے علیہ السلام نازل ہونگے۔ آیۃ لعلم للساعۃ کا بیان اور سیاق اسپر دلیل ہے۔ میرا یہی اعتقاد ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کا نزول یقینی دلائل آیات احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ پس جو اسکا منکر ہے وہ رشد کے طریق سے منہہ پھیرتا ہے۔ اور الحاد کے طریق کو رواج دے رہا ہے۔

کتبہ فقیر خلف محمد مسعود مفتی بن کرامت اللہ مرحوم

اللّٰھم انی اعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال۔ بہت افسوس بحال مرزا صاحب کادیانی آتا ہے۔ اغلب یقین ہے۔ کہ ابلیس لعین نے انکو بہکایا ہے مع عقائد و کلمات

ادن کے جوانہون نے توضیح مرام وازالہ اوہام مین تحریر کئے ہین کفر ہین - اور
قائل اوسکا کافر ہے - جو جناب مولانا وپیا ابوفضل ودمی مولوی سید نذیر حسین صاحب
ومولانا جناب ابوسعید صاحب سنے فتوے دیا ہے وہ حق ہے واللہ الموفق بالصواب

العبد عبد القادر قاضی پشاوری

جو فتوے کہ علماء ہندوستان وپنجاب نے درحق غلام احمد کادیانی دیا ہے - وہ
صحیح ہے اور معتقد اعتقاد توضیح المرام کافر ہے -

العبد ملا محمد بشیر صواتی

ملا محمد منیر ملا الہداد ملا نصیر بگرام

ملا معز الدین ملا وجیہ اللہ ملا اسمعیل مولوی گرام

ملا بشیر محمد قاضی عبد الخالق باجور ملا فصیح الدین

قائل ومعتقد وفات مسیح وناآمدن وے باین دنیا بقرب قیامت - ومقتول
گردیدن وے وغیرہ امور کہ درفتوے نامہ علماء ہندوستان وپنجاب درج اند -
اگر غلام احمد کادیانی این کلمات گفتہ باشد یا اعتقاد وے برین باشد وی بموجب
شرع شریف کافر مطلق ست - واعوان وے اگر این اعتقاد داشتہ باشند ہم کافر اند

ترجمہ عقائد مذکورہ سوال کے معتقد کو شیاطین نے زمین مین بہکا کہا ہے - وہ حیران ہے - لوگ اسکو ہدایت	معتقد ما فی ہذا السوال من العقائد والبیان: قد استہوتہ الشیاطین فی الارض حیران: لہ اصحاب یدعونہ الی الہدی ائتنا ضایاتی الیہم

موقنا، ومنشاء اعتقاده الفاسد انه ما ميز
بين الهام الرحمن، ووسوسة الشيطان، وبين
خواطر الروح وهوى النفس والطغيان،
وترك ما وجب عليه من تطبيق الخيالات والخطرات
بالقرآن والسنة واجماع الائمة المرحومة، فالواجب
عليه ان يتوب، فانه وقع في اكبر الكبائر من الذنوب۔

کیطرف سے بلاتے ہین۔ مگر وہ نہین آتا
اسکے فساد واعتقاد کا منشا یہ ہے
کہ وہ الہام رحمانی اور وسوسۂ شیطانی
مین تمیز نہین کرتا۔ اور اپنے خطرات
وخیالات کو قرآن وحدیث واجماعات
پر عرض کرنا چھوڑ بیٹھا ہے۔ اسپر
واجب ہے۔ کہ توبہ کرے۔ وہ بڑے گناہ مین جا پڑا ہے۔

العبد رحمت الله عفا الله

علمائی راولپنڈی وہزارہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين

لا ريب ان العقائد المذكورة في السوال
كفر ونفاق وزندقة والحاد واحلال وضلال
فان لم يكن صاحبها كافرا وملحدا وزنديقا
ومنافقا فليس في الارض كفر والحاد وزندقة
فلعنة الله على من اسس الضلال وغيره كذلك
وحرف النصوص واساء الظن بالله وبانبيائه

اسمین شک نہین۔ کہ عقائد مذکورہ
سوال کفر والحاد اور چھپا ارتداد
ونفاق ہے۔ اسپر خدا کی لعنت
ہو۔ جس نے گمراہی کی بنیاد
ڈالی ہے۔ اور خدا ورسول صلی اللہ
علیہ وسلم اور شرع پر بدگمانی کی۔

وشرعه وقال اوحى الي ولم يوح اليه شئ وعلى اعوانه وانصاره السفهاء الاذلين ولا شك في كونه من الدجاجلة عصمنا الله تعالى من كيده واضلاله - امين -

اور یہ کہا ہے - کہ میری طرف وحی ہوتی ہے - اور واقعہ مین نہین ہوتی ایسے ہی انکے انصار مددگار ونیز جو بے عقل وذلیل ہین - بے شک وہ دجال ہین - خداوند کریم انکے مکر وگمراہی سے بچاوے -

كتبه العبد الاحقر ابن القاضي محمد حسن خانپوري عفى الله عنهما

الحمد لله رب العلمين والصلوة على رسوله محمد واله وصحبه اجمعين اما بعد فيقول احقر عباد الباري محمد الخانفوري ان ما قال شيخنا السيد نذير حسين وبركتنا المولوي عبد الجبار الغزنوي سلمهما الله تعالى في الدارين وغيرهما من العلماء الكرام في حق الكاديانى فهو حق وصواب لا شك انه من الدجاجلة اعاذنا الله من هذه العقيدة الفاسدة امين -

جو کچھ ہمارے شیخ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب اور ہمارے برکت مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ علماء کرام نے کادیانی کے حق مین کہا ہے وہ حق ہے اور بیشک کادیانی دجالون مین سے ہے -

حرره محمد بن محمد حسن خانفوری عفی عنه

الحمد لله والصلوة والسلام على رسوله الذي بعث بالحق ليظهره على الدين كله اما بعد فيقول احقر العباد محمد بن سالم المكراني ان ما قال العلماء في تكفير ميرزا الكاديانى فهو حق وصواب ولا شك ان من مات بهذه العقائد الفاسدة ولم يتب فهو في نار جهنم خالدا فيها - اللهم اعذنا من هذه العقيدة الباطلة الحق يعلو ولا يعلى عليه

جو کچھ علماء نے تکفیر کادیانی کے باب کہا ہے - وہ حق ہے - اسمین شک نہین - کہ جو شخص ایسے عقائد فاسدہ پر بلا توبہ مرے وہ جہنم مین رہیگا -

فقیر محمد بن سالم المکرانی عفی عنه

بحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الملتمس ما قال العلماء فی تکفیر میرزا کادیانی فھو صحیح وکفرہ ثابت وعقائدہ مخالف للکتاب والسنۃ۔ وقولہ انا مثیل المسیح وعیسی بن مریم مات فدعواہ باطل وھو دجال کذاب خارج من الاسلام۔ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الخ۔

علماء نے جو کچھ تکفیر کادیانی کے باب مین کہا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اور اسکا کفر ثابت۔ اور اسکے عقائد کتاب وسنت کے مخالف ہین۔ اُس کا یہ کہنا کہ مین مسیح عیسے علیہ السلام بن مریم کا مثیل ہون۔ ایک باطل دعوی ہے۔ اور وہ دجال وکذاب ہے۔ اسلام سے خارج۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میری امت مین کذاب پیدا ہونگے۔ جو دعوے نبوت کرینگے۔ اور مین نبیونکا خاتم ہون۔

العبد تاج دین گجراتی پنجابی

ما قال العلماء المحققون فی حق الکادیانی حق وصواب۔

جو علماء محققین نے کادیانی کے حق مین کہا ہے۔ وہ حق ہے۔

نیاز آگین قاضی محسن الدین عفی عنہ

مینے یہ فتوی اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا۔ اور اس سے پہلے اس شخص کے رسائل فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام وغیرہ بھی دیکھے۔ اور اسکے بعض مریدون۔ نیم ملا خطرہ ایمان سے مباحثہ کا بھی اتفاق پڑا۔ اور خود مرزا سے بھی الہام کے بارہ مین بالمشافہ ایک سوال کیا تھا۔ جسکے جواب مین وہ مبہوت رہگیا تھا۔ غرض مین انکے مذہب تباہ ہوا سے پورا واقف ہون۔ حضرت مجیب نے انکی

حقین جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ سب صحیح اور بجا ہے۔ بلکہ یہ گمراہ فرقہ اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہین۔ ارحم الراحمین انکو توبہ نصیب کرے۔ اور اپنی مخلوق کو انکے شر سے بچاوے۔ اور انکا رد کرنے والون کی مدد کرے۔

ہدایت اللہ امام مسجد مسنون محلہ صدر بنگلور

ان هذه العقائد الاخيرة التي ذكرت في رسائل الكاديانی باطلة زائغة مضلة فانها مخالفة للكتاب والسنة واجماع الامة ومعارضة للاخبار والآثار الصحيحة والاقوال المرضية ومباينة لاهل السنة والجماعة وموافقة لاهل البدعة والهوى واهل الكتاب من اليهود والنصارى واهل الالحاد والزنادقة والهنود والفلاسفة. فيا العجب ان قائلها ينكر خوارق الملائكة والانبياء والاولياء ويدعي هو من نفسه صدورها ويثبتها له وفهمه على علمهم وفهمهم. وهذا ضلال صريح وهزال قبيح. اللهم تب عليه ان تاب عنها واهلكه ان بقي عليها وطغى واعذنا منها واجعلنا من المهتدين واحفظنا عن مكر الماكرين. آمين ثم آمين برحمتك يا ارحم الراحمين

کادیانی کے یہ آخری عقائد۔ جو اسکے رسائل مین مذکور ہین۔ باطل ہین۔ کتاب سنت واجماع امت کے مخالف ہین۔ احادیث وآثار صحیحہ کو معارض۔ اقوال پسندیدہ اہلسنت سے مبائن۔ اہل بدعت۔ یہود۔ نصاری۔ ملحدون جیسے مرتدون ہندون فلسفیون کے موافق ہین۔ تعجب ہے کہ کادیانی ملائکہ اور انبیاء واولیاء کی خوارق کا منکر ہے۔ اور خود ان امور کا مدعی اور اپنے علم و فہم کو انکی علم و فہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ یہ صریح گمراہی اور ہزل ہے۔ خداوندا اوسکو توبہ نصیب کر۔ یا یا ہلاک کر۔

حافظ عبد الہادی عافاہ اللہ عن الاعادی شاہ پوری ثم قندہاری

(علماء جہلم و قرب و جوار آن کے)

بندہ کو بسبب استماع اخبارات و حالات حسنہ مرزا قادیانی کے جو علی العموم واصل ہوتی تھی حسن ظن بلیغ تھا۔ اور اوسکو زمرہ صالحین مین شمار کرتا تھا۔ اور اب تک اُسکی تصنیفات دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ چونکہ یہ فتوے دیکھا اور مرزا کی معتقدات سے اطلاع ہوئی تو حسن ظن مرتفع ہوا۔

مرزا اگر نفس الواقع عقائد محررہ فتوے کا معتقد ہے تو بلاشک وہ ارتداد والحاد مین داخل اور مستحق وعید ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

العبد احمد الدین دیریالوی قدیر علاقہ جات تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم حال وارد جہلم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ان کان عقائدہ ھکذا فجمیع ما حررہ العلماء فی حقہ صحیح	مرزا قادیانی کا یہی عقائد ہے تو جو کچھ علماء نے اسکے

حق مین لکھا ہے صحیح ہے۔

ابو عبد البصیر میر حمزہ ہزاروی

الحمد للہ العزیز الرحیم والصلوۃ علی نبیہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ المشیعین للدین القویم

اما بعد بندہ زمانہ ملاقات سے مدت تک مرزا کی کمال دیانتداری اور اونچے درجے کی پرہیزگاری اور داعی الی اللہ ہونیکا بنہایت جان نثاری صمیم قلب سے معتقد تھا اور اوسکو زمرہ غمخواران خلق اللہ سے سمجھتا تھا۔ اور ابتدا مین ایسی باتین سنکر کہتا تھا کہ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ لیکن چونکہ مدت سے مشہور ہو رہا ہے۔ کہ وہ بذریعہ تحریرات مطبوعہ مشتہرہ کے ایسی باتونکا معتقد و مدعی ہے۔ جو مولوی ابو سعید محمد حسین مہتمم

اشاعۃ السنۃ بٹالوی صاحب کے سوال مین بحوالہ تحریرات مذکورہ درج ہین اور وہ تحریرات آجتک مجھکو باوجود سعی و جستجو کے نہین میسّر ہوئین۔ تاکہ مین اون کے مطالعہ سے حسب استعداد اپنی کے دجالیت وکذابیت و اسلام کے دائرہ سے خارج ہونے یا حقانیت وربانیت وصداقت و اشاعت اسلام مرزا کی الیسی یقینی اور قطعی سند حاصل کرتا اور پہر استفتا پر لکھتا کہ اوسکو عالم الغیب والشہادت کی حضور مین پیش کرسکتا۔ اور فرمانِ ایزد سبحان کا بہی بے تحقیق لکھنے اور کہنے اور کرنے سے شدت سے منع کرتا ہے کہ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور ایضًا۔ الیوم نختم علی الخ اور نبی الرحمت نے فرمایا ہے کہ الشاہد یری مالا یری الغائب اور غایب پر حکم لگانے سے روکا ہے۔ اور سوال مین بہی بحوالہ تحریرات میرزائی مسطور ہے کہ وہ ایسی باتونکا معتقد و مدعی ہے۔ لہذا نہ مطلقًا بلکہ مقید الکھا جاتا ہے کہ اگر مرزا ایسے اعتقادات کا معتقد و مدعی ہے جو سوال مین درج ہین۔ تو بے شک وہ انہین فتوون کا مستوجب و مستحق ہے جو علماء ربانیین نے اُسکے حق مین لگائے ہین۔ اور عیاذ باللہ کہ کیسکے حق مین تعلیداً اور سمعًا کوئی فتوے دون اور لکہون اعوذ باللہ من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی اللہم ات نفسی تقوٰہا وزکہا فانک خیر من زکٰہا امین یا ارحم الرحمین - العبد برہان الدین جہلمی

اگر عقائد مرزا کی اسطرح پر ہین۔ جو اسمین تحریر ہین تو جواب یہی ہے جو فتوے مین تحریر ہے

٭ مولوی برہان الدین صاحب کی نسبت گجرات وپشاور کے میرزائی عیسائیون نے یہ مشہور کردیا تہا۔ کہ انہون نے اپنی شہادت سے جو اس فتوے پر لکہی ہے رجوع کرلیا ہے۔ یہ بات مولوی برہان الدین صاحب کو پہنچی تو انہون نے بذریعہ خاص مراسلت ہمکو اس سے اطلاع دی۔ اور یہ بہی لکہا کہ مین ایک اس اپنی شہادت پر قائم ہون۔ مرزائی عیسائی اس پر بولینگے تو ہم مولوی صاحب کا خط چہاپ دینگے۔

فیض احمد جہلمی

هذا الجواب صحیح وما قال مرزا باطل عند اهل السنة والجماعة۔

یہ جواب صحیح ہے اور جو مرزا نے کہا ہے وہ اہل سنت کے نزدیک باطل ہے

احقر العباد فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم

یہ عقیدہ مخالف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے۔
(عبدالودود سلطان محمود عفی عنہ جہلمی)

علمائی گجرات و حوالی آن

جو عقائد معہ دلائل مرزا کادیانی کے اس فتوے مین درج ہین۔ وہ تمام اہل حق کے خلاف ہین۔ اہل حق تو یہ کہتے ہین۔ النصوص[1] تحمل علی ظواهرها والعدول الی معان یدعیها اهل الباطل الحاد۔ قال الله تعالی ان[2] الذین یلحدون فی آیتنا لا یخفون علینا۔

عبدالرحمن بن شیخ نعیم

من کان اعتقاده مخالفا للسنة والجماعة فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین اعاذنا الله واخواننا المسلمین من اباطیله الکاذبة ومعتقداته الباطلة۔

جس شخص کا اعتقاد اہل سنت جماعت کے مخالف ہے وہ بدعتی ہے۔ مومنو کی راہ کے سوا۔ اور راہ چلنے والا۔ خدا اسکے جھوٹے عقائد سے مسلمانون کو بچاوے۔

العبد فضل الدین عفی عنہ

[1] اس عبارت کا ترجمہ فتوے مین صفحہ ۱۱۴ پر گذر چکا ہے

[2] اس آیت کا ترجمہ صفحہ مین ہے۔

عقائد میرزا غلام احمد القادیانی من الاعتزال
والفلسفة والذین سموا باهل السنة والجماعة من
وقت بدء النزاع بین فرق المسلمین بریء منه کل
حزب علی الدنیه فرحون عقیدتهما فی الفاظی من غیر تهذیب
ولا تقتیر۔

کادیانی کے عقائد معتزلہ اور
فلسفہ کے عقائد ہین۔ جو لوگ اہل
سنت کہلاتے ہین۔ وہ ان عقائد سے
کوسون دور ہین۔ میری یہی رای ہے
جسمین نہ کمی ہے نہ زیادتی۔

بیشک کادیانی کافر ہے

ابوالفیض محمد حسن حنفی

سیالکوٹ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وعلی آلہ اہل التقی اما بعد
اس عاجز کو سیدنا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی تحریر سے اس سوال کے
جواب مین کلی اتفاق ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ابو عبداللہ عبیداللہ
معروف بمولوی غلام حسن

وزیر اباد

الحمد لاهله والصلوة علی اهلها۔ اما بعد فقد طالعت
مرة بعد اخری۔ کتب الکادیانی ورسائله فوجدتها
مملوة بالکفر والالحاد والکذب علی الله ورسوله
والطعن علی اهل الحق فانه یسلم امرا مرة وینکره
اخری۔ طریقته طریقة اهل الالحاد والفساد ومذهبه
مذهب اهل الزیغ والعناد۔ هو دجال من الدجاجلة
الذین اخبر عنهم المخبر الصادق ومتبع غیر سبیل
المؤمنین ومتمسک بدلائل الملحدین۔ وخداع

بعد حمد وصلوٰۃ۔ مینے کادیانی کی
کتابون کا بارہا مطالعہ کیا۔ تو انکو
کفر والحاد سے اور خدا و رسول پر
افترا سے پُر پایا۔ وہ کہین کسی
امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کبھی اس سے
انکاری ہوتا ہے۔
انکا طریق اہل الحاد و فساد کا طریق
ہے۔ اور انکا مذہب کجی اور عناد

للمسلمين - من طالع كتبه ووازنها بالكتاب
والسنة فلا يخفى عليه ما قلنا اعاذنا الله وجميع
المسلمين من عقيدته الباطلة وطريقته الكاسدة
وارشدنا الى طريق الصواب الذى اختاره لعباده
الذين هم اولو الفضل واولو الالباب -

جالونکا مذہب ہے - وہ ان دجالون مین
سے (جنکے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خبر دی ہے) ایک دجال ہے - اور
مومنو کی راہ چھوڑکر اور راہ چلنے والا
اور ملحدین کی دلائل سے تمسک کرنے
والا - مسلمانو کو دھوکہ دینے والا - جو شخص اسکی کتابون کو دیکھکر قرآن وحدیث
سے انکا مقابلہ کریگا - اسپر ہمارا یہ بیان مخفی نہ ہیگا - خدا مسلمانون کو اس کے
عقیدہ باطلہ سے بچاوے - اور طریق صواب پہ چلنے کی ہدایت کرے -

حافظ عبد المنان

احمدك يا من له الحمد واصلي على من عليه الصلوة
اما بعد فقد نظرت فى رسائل الكاديانى نظر الانصاف
وسمعت مقالاته فوجدتها داعية الى الاعتساف
وهو رجل قبيح قبح الله وجهه ووجه اتباعه ما دام
على هذا المنهاج - او تاب الله عليه وعلى اتباعه
ان رجع عن هذا الاعوجاج -

بعد حمد و صلوۃ - مینے کادیانی کے رسائل
کو انصاف سے دیکھا - اور اسکے مقالات
کو سنا - تو انکو بے انصافی اور زیادتی
کیطرف داعی پایا - خدا اسکا - اور اسکے
اتباع کا جب تک وہ اس طریق پر رہین
منہ برا کرے - یا انکو توبہ کی توفیق دے -

العبد المسكين فقير جلال الدين

فقد طالعت هذا السوال والجواب بالتامل
والصواب فوجدته حقا قويا وجوابا صحيحا -
وفصل الخطاب - ولا ريب ان الكاديانى

مینے ان سوال وجواب کو تامل سے
دیکھا تو اس جواب کو حق وقوی اور
محکم پایا - اسمین شک نہین -

ضال مضل مفتری علی الله ورسوله ومتبع
فی الاسلام طریقة الجاهلیة ومطلب بذالک
لعروض الدنیویة ومسود وجهه بفعله
القبیح صب علیه ربه سوط العذاب او یهدیه
الی سبیل اولی الابصار واولی الالباب۔

کہ کادیانی گمراہ ہے۔ لوگون کو گمراہ
کرنیوالا۔ خدا اور رسول ؐ پر افترا کرنے والا
اسلام مین رہکر کافرون کا طریق چاہنے
والا۔ اور اس ذریعہ سے دنیا کمانے والا۔
اوسکا مُنہ کالا ہو۔ اور اسپر عذاب نازل ہو۔ یا ہدایت
نصیب ہو۔

حررہ محمد عبد القادر سعید سحانوی

الحمد لله رب العالمین وبه نقتفی والصلوة والسلام علی امام
وبه اقتدائی۔ اما بعد فقد نظرت فی السوال والجواب
وتدبرت فیه فوجدته مطابقاً للحق وموافقا للغرض الصحیح
الذی ارشدنا الیه الله ورسوله فصاحب هذه الهفوات التی
مندرجة فی السوال زندیق شریر مخالف لملة الاسلام۔
حفظنا الله جمیع المسلمین عن مزخرفاته۔

مینے سوال وجواب
کو دیکھا۔ جواب کو حق پایا
ان باتونکا۔ جو سوال مین
مذکور ہین قائل جیسا مرتد ہے۔
اسلام کا مخالف۔

العبد محمد محی الدین نظام آبادی

فتوی فی الکادیانی کقول شیخی
حافظ محمد عبد المنان فی حقه

کادیانی کے حق مین وہی میرا قول ہے۔
جو میری شیخ حافظ محمد عبد المنان صاحب کا قول ہے۔

المسکین محمد شاہ سوہدروی

بحکم نصوص شارع مضامین تالیفات مرزا کی ضلالت سے بھرے ہین ہے۔ خصوصاً
اسکا ادعاء نبوت۔ جسصورت مین مراد مرزا لفظ محدث سے نبی ہے۔ چنانچہ رودید کا
ذکر ہے۔ تو انکار لفظ نبی سے کیا فائدہ اور استدلال منع اطلاق محدث بجدید

لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی فانه عمر متفق علیه سے بقاعدہ مستمرہ اصول عدم شرط مستلزم عدم شروط نفی محدثیت بھی بنظر اہل انصاف صحیح ہے۔ پھر جو اعتراض نزول عیسے بن مریم نبی اسد بنی اسرائیل پر (ویحصر نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام واصحابہ حتی یکون راس الثور لاحدھم خیرا من مایۃ دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ فیرسل اللہ الحدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لیس بینی وبینہ (عیسیٰ علیہ السلام) نبی وانہ نازل (ابوداؤد صـ۲۳۸) — وارد ہے۔ وہی اعتراض بعینہ نبوت مرزائی وامتیت پر وارد ہے۔ کس طور وہ ایک جہت سے نبی ہو سکتا ہے۔ اور ایک جہت سے امتی۔ پس جو جواب دفع اس اعتراض مین مرزائی رکھتے ہین وہ جواب معتقد نزول (عیسے بن مریم نبی اسد بنی اسرائیل کیطرف سے سمجھ لیوین۔

عائذ باللہ عبد اللہ پسروری عبد العظیم پسروری عبد الکریم پسروری

ما قولھم در کفر مرزا غلام احمد کادیانی — الجواب جسکو شریعت محمدی کافر فرماوے میرے نزدیک بھی کافر ہے۔ جو ایک رکن ارکان اسلام سے انکار کرے اس کے کفر مین کیا شک۔

[illegible]

حافظ محمد گوہر لفکری

علمای کپورتھلہ وغیرہ

حامدا ومصلیا۔ گذارش ہے۔ کہ احقر الناس کو کادیانی صاحب کی نسبت ان کے ابتدای امر مین بہت کچھ حسن ظن تھا۔ پھر چند وجوہ ذیل سے زائل ہوا۔

۱۔ فتح۔ توضیح۔ ازالہ کے مطالعہ سے ان مین بہت سے مضمون کتاب اللہ اور

سنتِ رسول ؐ اور طریق سلف صالحہ کے خلاف دیکھنے مین آئے۔ اور کہین نصوص قرانیہ اور سنیہ سے استشہاد بھی کیا۔ تو بطور تاویل القول بما لا یرضی بہ قائلہ فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت گے بکلی خلاف۔

۲- کادیانی صاحب کی کشفِ حال کی بابت شیخنا و مرشدنا شیخ الاسلام مفتی شریعتِ ہادی طریقت حضرت مولنٰنا شاہ رشید احمد صاحب گنگوہی ابداللہ فیوضہم کی جناب مین درخواست کی کہ باطنی طور پر ملاحظہ فرماکر ارشاد فرماوین۔ حضرت مرشدنا نے اپنا مکاشفہ تحریر فرمایا کہ اسکا حال مختار ثقفی[له] کا سا تبلایا گیا ہے۔

۳- عاجز نے دو دفعہ استخارہ کیا۔ پہلی دفعہ کادیانی صاحب کی مسجد کو ایسی صورت پر دیکھا۔ کہ اسکا منہ شمال کیطرف۔ اور پشت جنوب کیطرف ہے جسمین نماز پڑھنے سے جنوب کی سمت سجدہ ہوتا ہے۔ دوسری دفعہ کادیانی صاحب بذاتِ خود ایسی صورت مین دکھائی دی کہ سرو قامت گندم گون وجیہہ اور سفید پوشش ہین۔ لیکن موئے بروت حدِ مسنونہ سے بہت بڑھے ہوئے۔ گویا کسی سِکھہ کی موچھین ہین۔

میرے ایک دوست میان گلاب خان افغان ساکن کپورتھلہ حال وارد لدہیانہ نے بھی استخارہ کیا تو خواب مین ایک ناپاک اور موذی جانور دکھائی دیا جسکا نام لینا مین تہذیب کے خلاف سمجھتا ہون۔

۴- علمار ظاہر کے علاوہ اہل کشف وشہود بھی انکے منفردانہ خیالات کے سخت مخالف ہین۔ اور فرماتے ہین من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان کے موافق بے شیخ طریقت پر چلنے سے شیطان کے قابو مین آگئے ہین اور اسکے وساوس کو الہامات سمجھتے ہین۔ عیاذا باللہ۔ چونکہ انکی باتین ایسی ہین کہ ہمنے اور ہماری بزرگون نے کبھی نہین سنین اسلیے بلاشبہ حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی

[له] مختار کا حال صفحہ ۷۵ اور ۷۶ مین فتوے کے گذرا۔

آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لا تسمعوا انتم ولا اٰبائکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم) کے مصداق ہین۔ سرورق ازالہ پر مرسل یزدانی۔ اور سرورق فیصلہ آسمانی پر تعریضاً یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ اور ازالہ کے صفحہ ۶۷۳ مین آیہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے اپنا مبشر بہ ہونا۔ اور رسالہ الحق مباحثہ لودھانہ کے صفحہ ۱۵ ۔ نوٹ ایڈیٹر مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنا اور فتح اسلام کی یہ عبارت کہ جو مجھے نہین مانتا وہ اسے نہین مانتا جسنے مجھ بھیجا۔ یہ ایسی باتین ہین جنسے کادیانی صاحب کا مدعی نبوت اور رسالت ہونا صاف ظاہر ہے۔ اسلیے وہ حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ متفق علیہ کے موافق اُن تیس مین سے ایک ہے۔

اور صفحہ ۱۸۔ ۱۹۔ توضیح مین محدث ہونیکے پیرایہ مین اپنا نبی ہونا صاف بتلادیا ہے۔ ایک جگہ یہ بھی لکھدیا ہے ان النبی محدث والمحدث نبی اسلیے حدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی کے مصداق ہین۔

مجھے انکی حالت پر سخت افسوس ہے۔ اللہ تعالے انکو توبہ کی توفیق بخشے اور اپنی صراط مستقیم پر لاوے۔ وعموماً اہل اسلام کو ہر فتنہ سے بچاوے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

احقر العباد بندہ محمد اشرف علی سلطانپوری

مرزا کادیانی کی بعض تصنیف خاکسار کی نظر سے گذری۔ واقعی بعض عقائد

مرزا مذکور کے خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہین ۔ لاریب ایسے عقائد والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔

گذشتہ سال ہین مین بیت اللہ شریف کو گیا تھا ۔ وہان پر مین نے بعض عقائد مرزا مذکور کے بیان کیے ۔ علماء مکہ ومدینہ نے یہی فرمایا کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ حدیث عن عمر بن الخطاب رض قال انه سیاتی ناس یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله ۔

امام الدین کپورتھلی

من اعتقد موافقاً للکادیانی فهو مردود لان اعتقاده المستنبط من تصانیفه مخالف القرآن والحدیث واجماع الصحابة والتابعین والمجتهدین وعلماء اهل الحق من امة سید المرسلین وخاتم النبیین ۔ بل الظاهر من تصانیفه انکار المعجزات المصرحة فی کتاب الله المجید والله یهدی من یشاء الی سبیل الرشاد ۔

جو شخص کادیانی کے موافق عقائد رکھتا ہے ۔ وہ مردود ہے ۔ کیونکہ کادیانی کا اعتقاد جو اسکی تصانیف سے ثابت ہے ۔ قرآن واحادیث واجماع صحابہ وتابعین ومجتہدین وغیرہ علماء اہل حق کے مخالف ہے ۔ اسکی تصانیف مین معجزات مذکورہ قرآن کا صاف انکار پایا جاتا ہے خداتعالے جسے چاہے ہدایت کرے ۔

عبد القادر

المجیب مصیب

مجیب نے ٹھیک کہا ہے ۔

غلام محمد

علمای دیوبند سہارنپور وغیرہ

حامداً ومصلیاً - عقائد مندرجہ سوال مخالفہ کتاب اللہ و معارض سنت رسول اللہ و مناقض اجماع امت ہین - اور تاویلات مذکورہ از قبیل تحریفات و تکذیبات ہین - اگر اس قسم کی بیہودہ اور لغو تاویلونکا باب کھولا جاوے تو اسلام کا کوئی مسئلہ اعتقادی یا عملی ثابت نہو اور تمام دین درہم و برہم ہو جاوے - اور مجددیت الہیۃ محض تزئین نفس اور تسویل شیطان ہے - مخترع ان عقائد کا ضال و مضل بلکہ دجاجلہ مین کا رئیس ہے - اور اسکی متبع اوسکی متبع حق تعالے اپنے دین کی ایسے بیدینون سے حفظ و حمایت فرماوے اور انکو رجوع کی توفیق دیوے - وما ذلک علی اللہ بعزیز -

حررہ خلیل احمد

حامداً لله العلي الأعلى ومصلياً ومسلماً على نبيه سيدنا محمد سيد الورى وآله وأصحابه نجوم الهدى من اقتدى بهم اهتدى ومن أخطأ طريقهم غوى وردى بعد فإن ما اعتقده الكاذب القادياني واتباعه الحاد بلا مراء وابطال للشريعة المستقيمة البيضاء ليس له فيه شاهد من الكتاب وسنة النبي المستطاب والله تعالى أعلم وعلمه أحكم

بعد حمد و صلوٰۃ - کادیانی اور اسکے پیرو - جو اعتقاد رکھتے ہین - وہ بلاشک الحاد ہے اور شریعت کا ابطال ہے - اس اعتقاد پر کتاب و سنت کی شہادت پائی نہین جاتی -

کتبہ عزیز الرحمن

الامور المنسوبة الى المرزا هدانا الله وإياه وثبتنا انها أشياء يتضعضع بها الدين ومردود باجماع المسلمين وجملة هذه الأقوال معتزلة عن الطريق المستقيم

جن مسائل کو کادیانی کیطرف منسوب کیا جاتا ہے - ان کو بلاشک نصوص قرآن و حدیث

اتی اعتزال لا یجترء علیہا الا جاہل غوی
ولا یعتقد علیہا الا ضال شقی واللہ سبحانہ ولی
الرشاد واعلم بحال العباد۔

پھینک رہی یعنے رد کر رہی ہین۔
اور وہ باجماع مسلمین مردود ہین۔
راہ راست سے ایسے برکنار ہین کہ کوئی شخص
بجز جاہل اور گمراہ کے انپر جرأت نہین کرسکتا۔ اور انکا معتقد نہین ہوسکتا۔

العبد محمود دیوبند [illegible]

یہ جواب صحیح ہے مرزا غلام احمد کادیانی بوجہ ان تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ
کے منجملہ دجالون کذابون خارج از طریقۂ اہل سنت وداخل زمرۂ اہل اہوا ہے اور
اسکے اتباع بھی شامل اوسکی ہین۔ فقط واللہ تعالے اعلم۔

العبد رشید احمد گنگوہی

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من
لا نبی بعدہ وبعد فاقول وانی علی بینۃ من ربی
ان من کانت اعتقاداتہ کما ذکرت فی السوال
فہو من اہل الاہواء والضلال۔ ولیس ہو من
ابن مریم علیہما السلام فی شئ ولکنہ مثیل المسیح
الدجال وہل یجترئ رجل فی قلبہ مثقال ذرۃ
من ایمان۔ علی ان یضع الاحادیث عن مرتبۃ
التفسیر ویرفع اقاویلہ الباطلۃ الی ان ینکس
بسببہ الاحادیث ویاول القرآن۔ این ہو من قولہ
تبارک وتعالی ویکلم الناس فی المہد وکہلا فقد تکلم

حمد وصلوۃ کے بعد۔ جس شخص کے
اعتقاد ایسے ہون جو سوال مین ہین
وہ اہل ہوا وگمراہ ہے۔ ابن مریم سے
اسکا کوئی تعلق نہین وہ تو مسیح دجال
کا مثیل ونظیر ہے۔ جسکے دل مین
ذرا بھی ایمان ہے۔ اسکی کبھی جرأت
نہین ہوسکتی کہ حدیث کو تفسیر قران ہونے
کے مرتبہ سے نیچے گرائے۔ اور اپنی
اقاویل باطلہ کو اسقدر اونچا کرے
کہ ان اقوال کے سبب احادیث کا انکار

عیسی ابن مریم علیهما السلام فی المهد ومتی تکلم
کهلا۔ فکیف یرتاب فی کلامه ونزوله من امن
بما انزل الله علی رسوله۔ فیا للعجب۔ کیف جوز
مثل هذه الکنایات والاستعارات الباطلة
فی الاحادیث والآیات۔ فهلا جعل اباطیله
الملهمة من الاستعارات۔ ونجا من مثل هذه
المفتریات وامن بما انزل الله من البینات۔
هدانا الله الصراط السوی۔ ووقانا شر کل غبی وغوی

انکار کرے اور قرآن کی تاویل کری
وہ اس قول خداوندی کے ملاحظہ
سے کہان چلا گیا۔ جسمین ارشاد ہے
کہ حضرت عیسے علیہ السلام منا کہولت
مین کلام کرینگے۔ حضرت عیسے علیہ السلام
نے زمین مین رہکر کہولت مین کب کلام
کیا ہے۔ پہر وہ حضرت عیسے علیہ السلام
کے آنے مین کیون شک کرتا ہے۔
وہ آوین تب ہی تو سے کہولت مین کلام کرینگے۔ تعجب ہے کہ وہ ان آیات واحادیث
مین استعارات باطلہ تجویز کرتا ہے۔ اپنے باطل الہامات مین ایسے استعارہ تجویز
کیون نہین کرتا۔ تاکہ اس کو ان مفتریات سے نجات ہو۔ اور آیات بینات خدا
پر ایمان حاصل ہو۔

حررہ عبدالرحمن عفی عنہ

ما افادہ المصیب اللبیب اعنی مولانا
المولوی محمد عبدالرحمن فهو حق لاریب فیه

جو مولوی عبدالرحمن صاحب نے
فرمایا ہے۔ حق ہے۔

العبد محمود حسن عفی عنہ

ما افادہ مولانا المولوی محمد عبدالرحمن فهو
حق لا یرتاب فیه۔

مولوی عبدالرحمن نے جو فرمایا ہے
وہ حق ہے اسمین شک نہین۔

حررہ محمد حسن عفی عنہ

بیشک یہ عقائد کفر کے ہین اور معتقد انکا کافر ہے۔

احقر بشیر احمد

قد اصاب من اجاب	مصیب ہوا جسنے جواب دیا۔

خررہ محمد جان علی عفی عنہ

میرزا کادیانی کے عقائد شریعت نبوی سے بالکل برخلاف ہین۔ اور اکثر عقائد اونہون نے اپنے تراش و خراش سے ایجاد کئے ہین۔ جو نہ کسی دین منزل کے موافق اور نہ کسی ضابطہ عقلی کے تحت مین داخل ہین۔ اور بعض عقائد اون کے یونانی جاہلون کے قواعد اور اصول پر مبنی ہین۔ جو عوام الناس کو اوس سے احتراز کرنا۔ واجب اور ضروریات دین سے ہے۔ چنانچہ عالمگیریہ مین مسطور ہے۔ ومن[ا] العلوم المذمومۃ علوم الفلاسفۃ فانہ لا یجوز قرأتہ لمن لم یکن متبحرا فی العلم وسائرالحجج علیہم وحل شبہاتہم والخروج عن اشکالاتہم ونیز میرزا کادیانی اس آیت کریمہ کے مصداق مین داخل ہے۔ مثلہم[۲] کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمات لا یبصرون ؕ

نظیر
شگفتہ محمد گل بے

[ا]۔ برے علوم سے فلاسفہ کے علوم ہین۔ جو شخص علوم دین سے۔ اور ان دلائل سے جو فلاسفہ کے مقابلہ مین قائم کی گئی ہین۔ خوب واقف نہو۔ اور انکے شبہ حل کر سکے اُسکو فلسفہ پڑھنا حلال نہین۔

[۲]۔ انکی ایسی مثال ہے۔ جیسے کسی نے آگ جلائی۔ پھر جب اُسنے اُسکے ارد گرد روشنی کی تو خدا انکا نور لے گیا۔ اور اون کو اندھیرے مین چھوڑ دیا کہ وہ نہین دیکھتے۔

هذا هو الحق والحق حقيق بالاتباع یہی حق ہے اور حق ہے اتباع کی لائق ہے۔

العبد مسکین محمد اسمٰعیل بیگ

مرزا کادیانی تفسیر بالراے کرنیوالا منجملہ اون دجالون کاذبین کے ہے۔ کہ جنکی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے۔

محمد حسن مرادآبادی

مرزا غلام احمد کے بہت سے اقوال عقائد اسلام کے خلاف ہین مثلاً وہ آخر زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منکر ہین۔ حالانکہ یہ مضمون احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور اُن مین مجاز اور استعارے کی کوئی ضرورت نہین۔ اور بلا ضرورت مجاز ماننا ضلالت کا دروازہ کھولنا ہے۔ علاوہ اسکے بعض روایتین ایسی بھی ہین جو استعارے کو رد کرتی ہین۔ علاوہ اسکے اونہون نے ازالۂ اوہام مین ایسی تقریر کی ہے۔ جس سے متبادر یہی ہے کہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کے منکر ہین۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے حصہ اول مین صفحہ ۶ و ۷ کی عبارت اسکی شاہد ہے قرآن مین جو مذکور ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہہ کہا تھا۔ کہ مین مٹی کے جانور بناتا ہون۔ اور اُن مین پھونکتا ہون تو وہ اللہ کے حکم سے اوڑنے لگتے ہین۔

اسکی تاویل مرزا غلام احمد نے یہ کی۔ کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ مدت تک نجاری کا کام کیا تھا۔ اور وہ کچھ ایسی کلین سیکھ گئے تھے جنکے ذریعہ سے جانور اوڑانے تھے۔ جیسے آجکل کے صناع انگریز بنا لیتے ہین۔ اور حضرت عیسےٰ جو مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ وہ مسمریزم کا عمل تھا۔ جو آجکل انگریزون مین بھی ہے ان اقوال مین حضرت عیسےٰ ؑ کے معجزون کا بھی انکار ہوا۔ اور یوسف نجار کو

حضرت عیسی علیہ السلام کا باپ ہی بنا دیا۔
اس قسم کے اقوال ان کتابوں میں بہت سے ہیں جو درحقیقت بدعت ہیں۔
بعض کفر کے مرتبہ تک ہی پہونچے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

راقم محمد احتشام الدین مرادآبادی

علمای ضلع پٹنہ عظیم آباد

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
وبعد یقول العبد الفقیر ابو الطیب محمد المدعو
بشمس الحق العظیم آبادی عفا اللہ عنہ سیأته
وتجاوز عنه انی تشرفت بمطالعة هذه الرسالة
التی حررها شیخ الاسلام والمسلمین المحدث
المفسر الفقیه مسند الوقت شیخنا العلامة السید
محمد نذیر حسین الدهلوی ادام اللہ تعالی برکاته
علینا وجعله اللہ ممن یؤتی اجره مرتین فی رد
هفوات الکادیانی الکاذب المفتری الضال
المضل فوجدتها مطابقة للحق وماذا بعد الحق
الا الضلال ولا ریب ان الکادیانی سلك
مسلك الالحاد وحرف الکلم والنصوص
الظاهرة عن مواضعه وتفوه بما تقشعر منه
الجلود وبما لم یجترئه الا غیر اهل الاسلام
اعاذنا اللہ تعالی والمسلمین من شروره ونفثه
ونفخه ورضی اللہ تعالی عن شیخنا العلامة حیث

بعد حمد و صلوۃ۔ ابو طیب شمس الحق
کہتا ہے۔ کہ مجھے اس رسالہ (فتوی)
کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا جسکو
ہمارے شیخ و شیخ الاسلام والمسلمین
مولانا سید نذیر حسین صاحب دام
فیوضہ نے تحریر کیا ہے۔ اوس کو
مین نے حق کے مطابق پایا۔ پھر
حق کے سوا بجز گمراہی کیا متصور ہے
اسمین شک نہین کہ کادیانی
نے مذہب الحاد اختیار کیا ہے۔
اور نصوص کتاب و سنت کو اپنی جگہ
سے پھیرا ہے۔ اور وہ باتین
بولا ہے۔ جسپر کوئی مسلمان بجز
اقوام غیر جرأت نہین کر سکتا۔
خدا اُسکے شر اور وساوس اور
جادو سے مسلمانون کو بچاوے۔

ذب من الاسلام وانتصر له ثم جزی الله الفاضلین الکاملین مولانا اباسعید محمد حسین اللاهوری - ومولانا محمد بشیر السهسوانی کیف قابلا المناظرة بذلك المفتری الکذاب واظهر الحق واسکتا الکادیانی الغبی الغوی فلم یستطع ان یقوم لرد الجواب بل فر مثل فرار حمار الوحش فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم والله اعلم

اور خدا تعالے ہمارے شیخ سے راضی ہو - جنہون نے اسلام سے حملہ مخالفین کی مدافعت کی - اور اسکی مدد کی - پھر خدا تعالے مولوی ابوسعید محمد بشیر صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہون نے اس مفتری کذاب سے مقابلہ کیا - اور حق کو ظاہر - اور اسکو لاجواب کر دیا - اسکو جواب کی طاقت نہین ہوئی - تو انکے مقابلہ سے جنگلی گدہونکی طرح بھاگ ہی گیا -

العبد ابوالطیب محمد شمس الحق

الحمد لله فقد خاب وخسر من افتری علی الله کذبا وبهت وانقلب صاغرا وذلك بان الله مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لهم

جسنے خدا پر افترا کیا - وہ ٹوٹے مین پڑا - اور ذلیل ہو کر پھرا - یہ اسلیے کہ خدا مومنوکا مولی و مددگار ہے - اور کافرونکا کوی مولے نہین -

حررہ نور احمد العظیم آبادی

ما اجاب به السید العلامة المحدث الدهلوی هو احق بالقبول -

جو جواب علامہ سید محدث دہلوی نے دیا ہے - وہ لائق قبول ہے -

حررہ محمد اشرف علی عظیم آبادی

الجواب صحیح .... جواب صحیح ہے -

محمد عبد اللطیف

الجواب صحیح والرای نجیح

جواب صحیح ہر اور رائے موجب رستگاری۔

العبد علی نعمت

علمائے کانپور ولکھنو

ایسے عقائد کا معتقد دائرہ اسلام سے خارج اور مقالات اوسکی مخالف سنت وکتاب ہیں۔ اعاذنا اللہ وسائر المسلمین من شرھم کائدہ۔

کتبہ محمد احمد حسین عفی عنہ

هو العليم۔ الحمد لله للنفس هو رب البرية والصلوة والسلام على رسوله ذى الاخلاق السنية واهله وصحبه اولى الفضل المشائخ والرتب العلية وتابعيهم وتبعهم من الائمة المجتهدين المشيدين القواعد الشرعية اما بعد فيا ايها الناس نفعكم الله لما يحب ويرضى اعلموا ان ما تفوه به الكاديانى الغوى من الجهالة والسفاهة مخالف لما هو ثابت عند اهل السنة والجماعة من الايات الالهية والاحاديث النبوية وهو ضل من شيطانه الذى يجب به بلا امتراء ما دام منحرفا عن الطريقة الحنفية السمحة البيضاء كيف لا وهو ينكر وجود الملائكة على وجه اخبر به عن خير البرية

حمد وصلوات کے بعد جان لو کہ کادیانی نے جکواس کی وہ ان عقائد اہل سنت کے جو آیات واحادیث سے ثابت ہیں۔ مخالف ہے۔ وہ اپنی اس شیطانی سے نہی جو اس سے کھیل رہاہی زیادہ تر گمراہ ہے۔ کیون نہو جس حالت مین کہ وہ اس وجود ملائکہ سے۔ جبکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی

ویقول ان المراد بختم النبوة هو ختم تشریع جدید لا
ختم مطلق النبوة فللہ در المجیب المصیب حیث
صرف ہمتہ العلیا وبذل جہدہ بالنہج الادفی جزاہ
اللہ تعالیٰ خیر جزاء وان لیس للانسان الا ماسعیٰ۔

ہے یہ منکر ہے۔ ختم مطلق نبوت
کا قائل نہین۔ صرف تشریعی
نبوت کو ختم بتاتا ہے۔ جس مجیب
ومصیب نے اسکے جواب بین
ہمّت عالی مصروف کی ہے۔ اسکا اجر خدا ہی پر ہے۔

حررہ العبد الضعیف المفتاق الی رحمۃ ربہ القوی محمد صدیق الدیوبندی عفی عنہ

ہو الملہم للصدق والصواب

الاکاذیب التی نقلت فی السؤال لاشک انہا خیالات
باطلۃ وظنون فاسدة کظنون اہل الجنون + وقائلہا
الکادیانی قمین بان یقال لہٗ انہٗ لمجنون + مقالاتہ
الکاذبۃ دالۃ علیٰ انہا من قبیل ہذیانات المبرسمین
والمسرسمین + وہو لفقدان البصیرة لا یقدر علیٰ
التمییز بین الغث والسمین + اقاویلہ الاباطیل تدل
علیٰ ان حین صدورہا قد سلبت عنہ حواسہ +
صِین عن غضب الواحد القہار من ہو فی الاسلام
عوامہ وخواصہ + ہفواتہ مما لا یخفی منافاتہا
لما اتی بہ الرسول الامین + من حضرة فاطر السمٰوٰت
والارضین + علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰة والتسلیمات
من رب العالمین + فلا مریۃ انہ خارج عن دائرة ملۃ
الاسلام وانہٗ فی ضلال مبین + واللہ در من اجاب واقام

جو عقائد کادیانی کے سوال
مین منقول ہین۔ وہ بلاشک
باطل خیالات ہین۔ جیسے
اہل جنون کے ظنون اُس کے
قائل۔ کادیانی کو مجنون
کہنا مناسب ہے۔ اسکی
جھوٹی باتین بتا رہی ہین کہ
وہ از قسم ہذیان برسام* اور سرسام والون سے
ہین۔ اور وہ بے بصیرت
ہونے کے سبب دُبلے اور موٹے
یعنے قوی وضعیف مین تمیز
نہین کر سکتا۔ اُسکے اقوال بتا
رہے ہین۔ کہ وہ یہ باتین کہنے

* سرسام مشہور مرض ہے ایسا ہی برسام دماغی مرض ہے جس سے مریض بکواس کرتا ہے۔

فانه قد اصاب واجاد + والله سبحانه اعلم + وعلمه اتم واحکم -

کے وقت حواس باختہ ہو گیا تھا خدا اپنے غضب سے خواص عوام

اہل اسلام کو (جو اسکے دم مین آ گئے ہین) بچاوے - اُسکی بکواس اُس دین کے برخلاف ہے - جو رسول امین خدا کیطرف سے لائے ہین - وہ بلا شک دائرہ اسلام سے خارج اور کھلی گمراہی مین ہے - جسنے اُسکی نسبت یہ جواب لکھا ہے - اُسنے لوگون کو فائدہ پہنچایا - اور راہِ صواب بتایا - اُسکی نیکی خدا ہی کے لیے ہے -

حررہ العبد الخامل محمد عادل عامله الله تعالی بفضله الشامل

هو العليم - لاشك ان هفوات الكاديانی ولغوياته مخالفة لعقائد جمهور الاسلام وتوهماته كانياب الاغوال و اضغاث الاحلام هداه الله الكريم الى الصراط المستقيم وحفظ المسلمين عن كيده ومكائد الشياطين -

اسمین شک نہین کہ کادیانی کی بکواس اور لغویات عقائد جمہور اسلام کے مخالف ہین - اور اسکے توہمات ایسے ہین جیسے غول بیابانی کے دانت ہین - اور پریشان خواب خدا اسکو راہِ مستقیم کی ہدایت کرے اور مسلمانون کو اُس کے اور دیگر شیاطین کے مکرون سے بچاوے -

حررہ محمد عبد الغفار لکھنوی

لاريب فی ان المعتقد بهذه الاعتقادات المتقول بتلك المقالات هادم لاساس الكتاب ومراغم للسنة التی هی فصل الخطاب ومصادم للاجماع المسلمين

اسمین شک نہین کہ ان عقائد کا معتقد اور اِن باتون کا قائل کتاب اللہ کی بنیاد کو بزعم خود ڈھانے والا ہے - اور سنت کو خاک مین

الذی هو حجة شرعیه بلا ارتیاب
کما فصله المجیب جزاه الله خیرا ولم یلحق به ضیرا
ونسئل الله تعالے العفو والعافیة فی
الدنیا والاخرة امین ثم امین۔

ملانے والا۔ اجماع مسلمانون کا
مقابلہ کرنے والا۔ چنانچہ مجیب
نے تفصیل بیان کیا خدا اسکو جزاء
خیر دے اور ضرر سے بچاوے۔

(کتبہ محمد اشرف علی)

بعض علمای وصوفیای لودہانہ

لودہانہ کے مشہور مولویون کے پاس یہ فتوے پیش کیا گیا۔ تو انہون نے اپنا اشتہار ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ ہجری اسپر عبارت ذیل لکہہ کر ہمارے پاس بہیجدیا "یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اُس فتوی کے جو علماء ہندوستان نے نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے"۔

وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے۔ اسلیے اسکے صرف چند فقرات اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین۔ + + چونکہ ہمنے فتوی ۱۳۰۱ھ مین مرزا مذکورہ کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانیکا جاری کر دیا تھا + + یہ شخص اور ہم عقیدہ اسکے اہل اسلام مین داخل نہین۔ اور اب بہی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہین شرعاً کافر ہین۔ جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑیگا۔ بعد مین عیسی موعود ہونے مین کلام شروع ہوگی خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین یہ مسئلہ موجود ہے۔ اسیطرح جو لوگ اسپر عقیدہ رکھتے ہین وہ بہی کافر ہین۔

المشتہران۔ مولوی محمد۔ مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز ساکنان لودہانہ عفا اللہ عنہم۔

Mef 141-8 Hanford

لودیانہ کے صوفیون مین سے میر عباس علی صاحب صوفی گو مولوی نہین کہلاتے اور نہ فتوی دیتے ہین - مگر چونکہ انہون نے اسوقت رسمی مولویون سے بڑھکر یہہ اولی العزمی و ثابت قدمی دکہائی ہے - کہ باوجودیکہ وہ پہلے سالہاسال کادیانی کے خادم و معتقد رہے ہین - اب اُنکے نئے عقائد کفریہ بدعیہ دیکہکر اُس سالہاسال کی محبت و اعتقاد کی بندش کو توڑکر انکی اتباع سے دست بردار ہو گئے ہین اسلیے کادیانی کی نسبت انکے راے رزین کو ارا علما و فضلاء اسلام کے سلسلہ مین نقل کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے - اب اپنی تحریر مطبوعہ دبدبۂ اقبال ربی پریس مین فرماتے ہین -

"اُس وقت جو فیصلہ جو میری طبیعت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ میرزا صاحب صاف اور قطعی طور پر نیچری ہین معجزات انبیا و کرامات اولیا سے مطلق انکار رکھتے ہین سب معجزات اور کرامات کو مسمریزم - قیافہ - قواعد طب - یا دستکاری پر مبنی جانتے ہین - خرق عادت کوئی چیز نہین جس کو سب اہل اسلام خصوصًا اہل تصوف نے مانا ہوا ہے - اور سید احمد خان اور میرزا غلام احمد صاحب کے نیچریت مین بجز اسکے اور کوئی فرق نہین کہ وہ بلباس جاکٹ و پتلون ہین اور یہ بلباس جبہ و دستار اور صوفیاے عظام کے دفتر کو درہم و برہم کرنے والے -"

+ میر عباس علیصاحب کی تعریف مین کادیانی نے اپنی ازالہ کے صفحہ ۷۹۰ مین یہ سطور لکھی ہین "یہ میرے وہ اول دوست ہین جنکے دلمین خدا تعالے نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اوٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ کادیان مین میرے ملنے کے لیے آئے وہ یہی بزرگ ہین - مین اس بات کو کبھی نہین بھول سکتا کہ بڑے سچے جوش سے کے ساتھ انہون نے وفاداری دکہلائی - اور میرے لیے ہر یک قسم کی تکلیفین اٹھائین - اور قوم کے منہ سے ہر یک قسم کی باتین سنین میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہین اور انکے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق مین یہ الہام ہوا اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء"

BRITISH MUSEUM 24 DE 96

حقوق سب محفوظ ہے

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم لغایت دہم — جلد سیزدہم

بابت ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۱ عیسوی

اس دفعہ کی اشاعت مین تین مضمون جداگانہ نکلے ہین۔

(۱)

مباحثہ لدہانہ

جو اس مجموعہ تین نمبرون مین چھپا ہے۔ اور اسکی قیمت رؤسائے عظام سے ۶ روپیہ اور عام اغنیا سے ۱ روپیہ اور متوسط اہل وسعت سے ۸ آنہ۔ کم وسعت لوگون سے ۱۱ اور جو خرید کر فی سبیل اللہ تقسیم کرین اون سے ۸

(۲)

فتوے علمای پنجاب و ہندوستان

(بحق)

مرزا غلام احمد ساکن قادیان

جو چھ نمبرون (۴-۵-۶-۷ و ۱۱-۱۲) مین چھپا ہے۔ ان چھ نمبرون کی قیمت حسب شرح مراتب بالا ۱ روپیہ ۸ آنہ - ۱ روپیہ - ۱۲ آنہ - ۸ آنہ - ۶ آنہ -

(۳)

جواب فیصلہ آسمانی

جو چار نمبرون مین جلد ۱۴ کی چھپا ہے اسکی قیمت حسب شرح مراتب بالا ۱ روپیہ - ۱۲ آنہ - ۸ آنہ - ۶ آنہ - ۴ آنہ

الراقم محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ (مطبع اشاعۃ السنۃ) بٹالہ - ضلع گورداسپور

مژدہ اور اسپر و حبیب رحمت پیرپہ

ہماری دلی دوست اور دینی برادر منشی مولوی محمد سعد اللہ صاحب متعلم بہ ستحکی مدرسہ ہائی اسکول لودہانہ اکمال اسلامی ہمدردی یا اپنی غیرت دینیت کو دکھلایا اور مسلمانون پر احسان کیا۔ کہ قادیانی اور اسکے پیروان کے رد مین متعدد رسائل نظم و نثر مین چھپوائے۔ اول شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جسکا اشتہار رتی نمبر اشاعۃ السنہ مین دیا گیا ہے۔ اور اسکی قیمت مع محصول ۲ آنہ ہے۔

دوم مثنوی رومی کی حکایت شغال کا قادیانی کر حسب حال مع حروف بہ گیدڑ نامہ معہ حکایت بوم و شہباز اردو فارسی نظم جسمین قادیانی اور اسکے اتباع کا پورا نوٹو دیکھایا۔ اور اپنی شاعری و لیاقت علمی کا کامل ثبوت دیا ہے۔ اسکی قیمت مع محصول ۲ آنہ۔

تیسرا۔ بعض اتباع کاذب قادیانی کی دعوت مبایلہ کا جواب اردو نظم جسمین قادیانی کو دہلی اور پٹیالہ اور لاہور اور سیالکوٹ مین بہاگ جانیکی نصیحت ہے قیمت معہ محصول ڈاک ۲ آنہ۔ چہارم پنجابی سی حرفی سی حرفی مرزم جو ہدویں صدی دا جہوٹھا مسیح جو ایک پنجابی مرزا قادیانی کی پنجابی سی حرفی کا جواب ہے۔ قیمت ۱ آنہ۔

شائقین و معاونین دین منشی صاحب موصوف کی اس ہمدردی کا دل سے شکریہ ادا کرین۔ اور ان رسائل کی متعدد کاپیان منگواکر عام لوگون مین تقسیم کرین منشی صاحب تاجر نہین ان رسائل کے چھپوانے سے دنیاوی تجارت مقصود نہین رکھتے۔ بلکہ مقصود صرف ہدایت خلق اللہ و اظہار بطلان خیالات قادیانی ہے۔ اسمین مسلمانون کی طرف سے ان کو اعانت بھی ہونی چاہئیے کہ منشی صاحب کی لاگت بھی وصول ہو جاوے۔ تا کہ آیندہ اس قسم کے مضامین کی اشاعت کرنے کی مدد پا ئین۔

مباحثہ لودہانہ

تمہید

عشرہ جلد ۱۳ - مین بضمن تمہید نمبر ۰ سے ۔ بیان ہو چکا ہے ۔ کہ کادیانی کو علمائے اسلام سے مباحثہ کرنا ہرگز منظور نہین - پہر یہ چہیڑ چہاڑ
جرات سے چلی جاتی ہے کس غرض سے ہے ؟ وہ غرض صرف یہ ہے کہ مباحثہ کی امید و انتظار مین وقت ٹلے - اور کچہہ دنون
اسکے کفریات اعتقادیہ پر پردہ پڑا رہے - اور عام اہل اسلام کے روبرو اسکی قلعی نہ کہلے -
اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اسنے ایسی شروط مباحثہ کو آڑ بنایا - جنکے ناممکن الوقوع ہونے سے مباحثہ کا وقوع ملتوی ہوتا
رہا - ایسی شروط کو (ابنکی تفصیل بضمن جواب فیصلہ آسمانی کادیانی عشرہ ۲ جلد ۱۴ مین بصفحہ ۵۳ ہو چکی ہے -) اوسنے آٹھ دفعہ پیش کیا اور مباحثہ کو
ٹلا یا مگر ان وفات مسیح سا تو ین دفعہ اُسنے شرط کو پیش کیا تو ہمنے انکو مان لیا - اور بمقام لودہانہ کادیانی کے گھر ہو جاکر اُسکو پکڑا - اور
مباحثہ کرنے پر مجبور کیا - آخر ہمارا اوسکا مباحثہ ۲۰ - جولائے ۱۸۹۱ء کو شروع ہوا - اور بارہ دن تک ہوتا رہا - جنمین تین دن
خاکسار اسکے مکان پر جاتا رہا - پہر تین دن - اسکو خاکسار کی فرودگاہ پر مجبوراً آنا پڑا - مگر چونکہ وہ مجبوری - اور ہماری طرف
سے شروط کی منظوری - اور خاص اسکے مکان پر حضوری کی سبب مباحثہ مین پہنس گیا تہا - اور دل سے اسکو مباحثہ
ہرگز منظور نہ تہا - اور اسکی شروط کا قلعہ پہلے سے ٹوٹ چکا تہا - لہذا اس مباحثہ سے جان چہوڑانے اور اپنے کفریات کی پردہ
دری کو ٹلانے کے لئے پہلے تو اسنے یہ حیلہ نکالا - کہ خروج از بحث اختیار کیا - جو بات اس سے پوچہی گئی تہی کہ "صحیح بخاری
و صحیح مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا نہین" - اسکا جواب صاف ندیا - اور بارہ دن تک فضول اور غیر متعلق ادہر ادہر کی باتون مین جواب
کو ٹلایا - اور یہ خیال کر لیا کہ اصل بات کا جواب ندیا جائیگا - تو فریق ثانی جو ہماری طرح بیکار نہین خود بخود تنگ آکر مباحثہ چہوڑ
کر چلا جائیگا - مگر جب ان باتون کا عام لوگون مین نقل و مراسلت کے ذریعہ سے اشتہار ہو گیا - اور اس سے آپکی بے علمی و بے انصافی و بد
اعتقادی کا حال اور بہی کہلنے اور چارون طرف سے آپ پر قہقہہ اڑنے لگا اور یہ امر آپکے امرتسر و لاہور کے حواریون پر منکشف ہوا -
تو آپکے ایک امرتسری چہپے حواری نے جسکا ذکر خیر نمبر ۶ کے صفحہ ۱۲۴ یا ۱۴۴ مین ہو چکا ہے - آپکو خط لکہا کہ یہ کیا کارروائی کر رہے ہو
ان سوالات و جواب مین تو تم ذلیل ہو رہے ہو - فریق ثانی تمکو حیران و خراب کر رہا ہے - اور یہی - ان سوالات و جوابات سے
اُسکا مقصود ہے - اس بحث کو جلد بند کرو - ورنہ اور زیادہ ذلیل ہوگے - تو آپنے بارہوین دن جو آخری تحریر پیش کی اسمین موقوفی
بحث کی درخواست کر دی - اور یہ بات کہدی - کہ آپنے بہت کچہ لکہہ لیا ہمنے بہی لکہہ لیا - اب ہم اس بیسود بحث کو بند یا ختم کرنا چاہتے
ہین " - اسکے بعد آپ وہان سے بہاگے جیسے شیر سے ---- بہاگتا ہے مگر از راہ کمال جرات و حیا اس بحث کو موقوف کرنے اور مجلس سے بہاگ
جانے کے وجوہات آپنے اشتہار یکم اگست ۱۸۹۱ء اور اپنے ازالہ کے صفحہ ۸۵۸ وغیرہ مین یہ تین بیان کئے ہین -
اول یہ کہ خاکسار نے اپنی تحریرات کی نقلین دوسرے کی قلم سے لکہوا کر انکو دین - اپنی دستخطی تحریرین جنکے دینے کی شرط ٹہر چکی تہی
نہین - دوم - انکی تحریرین پڑہی جانے کے وقت خاکسار نے کچہ زبانی دریافت کیا - اور لفظی غلطی کو پکڑا - حالانکہ یہ مقرر ہو چکا تہا - کہ تحریر
پڑہنے کے وقت دوسرا فریق کچہ نہ بولے - سوم خاکسار نے جوش مین آکر انکے حق مین کاذب وغیرہ غیر مہذب الفاظ کہے - اس حالت
خطرناک کو دیکہکر اپنے جلسہ کو برخاست کیا - ان وجوہات سراسر افتراآت کا مفصل جواب ہمارے اشتہار یکم اگست مین ادا ہو چکا ہے
خلاصہ اس مقام مین عرض کیا جاتا ہے - اس مباحثہ مین جو تحریری شرط آپنے کی تہی - اسکا خلاصہ یہ ہے - کہ مباحثہ تحریری ہو - کوئی
فریق امور متنازعہ فیہ مین زبان سے کچہ نہ کہے - اور ہر ایک فریق اپنے سوال و جواب کو اپنے ہاتہ سے لکہے - اور ایک نقل اس تحریر کی فریق مخالف کو دیوے

پہلے تحریر اُس شخص کی طرف سے ہو۔ جو کسی مسئلہ مین بحث کرنا چاہے۔ پرچہ سوال و جواب چار ہون یا جسقدر برعایت مساوات مولوی صاحب پسند کرین۔ یا جب تک اس امر کا فیصلہ ہو۔ کسی کے خانگی امور کے متعلق کوئی اعتراض نہو۔ اسکے سوا کوئی شرط نہین ہوئی۔ نہ یہ کہ اصلی دستخطی تحریرات دیجاوین۔ نہ یہ کہ بوقت قرأت تحریر اسکے کسی لفظ یا مضمون کے متعلق استفسار نہو۔ نہ غیر مہذب الفاظ کے وقوع مین آنے یا نہ آنے کی کوئی شرط ہوئی گو یہ امر ہمیشہ کے لیے لازمی ہے اور انسانی اخلاق کا مقتضے ہے کادیانی نے ان شروط کے بیان مین جھوٹ بولا ہے۔ اور انکی خلاف ورزی کا الزام بھی ناحق دیا ہے۔ اسطرف سے نہ شرط مسلم کا خلاف ہوا۔ اور نہ کلمات غیر مہذب کا صدور ہوا۔ **دوسرا جواب ان وجوہات کا یہ ہے۔** کہ فرض کیا اور مان لیا کہ یہ تینون شرطین مقرر ہو چکی تھین۔ اور انکا خلاف فریق ثانی سے ہوا۔ مگر یہ دیکھنا اور بتانا چاہیے۔ کہ کس دن اور کس جلسہ مین فریق ثانی نے ان شروط کا خلاف کیا۔ اور کب اور کسدن آپنے مباحثہ چھوڑکر فرار اختیار کیا۔ اسکا جواب آپکے ازالہ کے صفحہ ٥٥ وغیرہ مین یہی پایا جاتا ہے۔ کہ پہلی ہی دن شروط کا خلاف شروع ہوگیا تھا۔ آپ فرماتے ہین کہ اللہ تعالے خوب جانتا ہے۔ کہ وہ (یعنے خاکسار) ایکدن بھی شرائط مقررہ پر قائم نہین رہ سکے۔" پھر اس حلفی بیان کو صفحہ ٥٩ تک بتفصیل مدلل کیا۔ پس اگر اس جلسہ کے موقوفی کے موجب یہی وجوہات ہوتی تو گیارہ دن تک مباحثہ کیون جاری رہتا اور خاص بارہوین دن کیون موقوف ہوتا۔ بارہوین دن تک اسکا جاری رہنا صاف بتا رہا ہے کہ اس مباحثہ کی موقوفی کا سبب یہ وجوہات نہین ہین۔ بلکہ وہ اور ہی سبب ہے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اور یہ وجوہات محض جھوٹے اور بناوٹی عذرات ہین۔ اب اگر یہ کہو کہ صفحہ ٥٥ وغیرہ مین جو ہمنے خلاف ورزی شروط کا ابتدا ہی سے شروع ہونا بیان کیا ہے۔ اسمین ہمنے جھوٹ بولا ہے اور اسپر قسم بھی جھوٹی کھائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ان شروط کا خلاف بارہوین دن ہوا تب مباحثہ موقوف کیا گیا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر بارہوین دن شروط کا خلاف ہوا ہے۔ تو بھی ضروری ہے کہ وہ بعد انعقاد جلسہ اور بوقت قرأت تحریر اخیر کادیانی ہوا ہوگا۔ اور درخوست موقوفی مباحثہ کو تو آپ پہلے ہی سے گھر سے لکھ لائے تھے۔ پھر کوئی عاقل صاحب ہوش و حواس سلیمہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ اس موقوفی مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط ہے جو بعد تحریر درخوست موقوفی و انعقاد مجلس و قرأت تحریر وقوع مین آیا تھا کیا ایک چیز کا سبب جو دیر پیچھے اس چیز کا وجود سے پہلے متحقق ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہین یہ ایکا درخوست موقوفی مباحثہ کو گھر سے لکھ کر لانا۔ اور بقول فرضی آپکے ہمارا خلاف شروط کا پیچھے مرتکب ہونا بھی صاف بتاتا ہے۔ کہ موقوفی مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط نہین ہے۔ بلکہ اور ہی سبب ہے جو بیان ہوا ہے یہ آپکی افترا کا جواب ہے۔ اب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس مباحثہ مین شروط مذکورہ اور شروط سابقہ کا جنکو آپ صحیح اور واجب العمل سمجھکر پیش کرتے رہے ہین۔ **خلاف آپ ہی نے کیا ہے۔** اور آپ ہی نے **عہد و پیمان** کو توڑ دیا۔ اور مباحثہ سے فرار صرف اپنے عجز اور ظہور بے علمی و بد اعتقادی کے سبب سے اختیار کیا ہے۔ جو حسب تفصیل ذیل ہے (١) جب آپنے اپنی کسی تحریر کو پڑھا تو اسکے ساتھ زبانی بھی تشریح کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ جنکے اخلاق و صداقت کے آپ بھی معترف ہین اس بیان کی تصدیق ہمارے اشتہار یکم اگست کی پشت پر تحریر کر چکے ہین۔ (٢) تحریر سوال و جواب کے وقت آپنے شرط مساوات وقت کا جسکو آپنے پانچوین دفعہ پیش کیا تھا۔ لحاظ نہین کیا۔ ہمنے آپکی تحریر کا جواب منٹون مین دیا۔ اور آپنے ہماری تحریر کا جواب گھنٹون مین۔ ہماری آخری تحریر نصف آپکے سامنے چار پانچ گھنٹہ مین لکھی گئی۔ اور نصف آپکے وکیل محتسب کے سامنے اسی قدر عرصہ مین لکھی گئی گو پہلے نقل کرائے ہین اور یہی توقف ہوا مگر آپنے اسکا جواب چار روز مین لکھا۔ اور اپنا اصلی مسودہ غیر مبیضہ پیش کیا جسکی تصدیق آپکا ایک دستخطی رقعہ اور اصلی مسودہ سے ہو سکتی ہے۔ (٣) تحریر جواب کے وقت آپنے کتابون سے مدد لی۔ آیات قرآن تک یا لفظ سے پوچھکر اور خاکسار کی مدد سے لکھین اپنی یاد سے نہ لکھی گئین حالانکہ اسی دفعہ پیش تحریر مین یہ شرط کر چکے تھے۔ کہ کتابون سے مدد نہ لیجاوے۔ آپنے اس شرط کو توڑا۔ تو ہمنے بھی نقل کتابون کیطرف رجوع کیا (٤) ہماری آخری تحریر نصف لکھی جا چکی تو آپنے اس شرط کا جو اس مباحثہ مین بانی امد آپکی بعض تحریرات مین مقرر ہو چکی تھی۔ کہ فریقین ایک دوسرے کے سامنے سوال و جواب لکھین گھر سے کچھ لکھکر نہ لاوین توڑ دیا۔ اور یہ سوال کیا۔ کہ فریقین اپنے اپنے گھر مین تحریرات کرین۔ جسکو اس شرط سے منظور کیا گیا کہ ہر ایک فریق وکیل

بالمقابل فریق ثانی کے سامنے تحریرات لکھی ہے۔ غائبانہ اور علیحدگی میں نہ لکھیں۔ اس شرط پر ہماری طرف سے پورا عمل ہوا۔ اور باقی نصف تحریر کو آپکے وکیل کے سامنے ایک جلسہ میں لکھکر اسکے ہر ایک صفحہ پر اسکا دستخط کرایا گیا۔ مگر آپنے اس شرط کو بھی توڑا۔ اور اپنے حرم سرا میں بیٹھکر آخری تحریر کو لکھا۔ اسپر بذریعہ تحریر آپ پر اعتراض کیا گیا۔ تو آپنے اپنی خط مورخہ یکم اگست ۹۱ء میں بہ عذر بدتر از گناہ کیا کہ آپکے آدمی کو کہا گیا تھا کہ جسطرح تمہاری مرضی ہو لکھا جاوے۔ اُسنے منظور کیا کہ میں باہر بیٹھتا ہوں آپ گھر میں بیٹھکر لکھیں۔ ورنہ خیال کیا کہ اُنکا معاہدہ ہم سے تھا نہ ہمارے آدمی سے لہٰذا اسکے فسخ کرنے کا اختیار اسکو ہرگز نہ تھا۔ (۵) اسی مباحثہ کی شرط میں مقرر ہو چکا تھا۔ کہ جب تک امور پیش شدہ کا تصفیہ نہو تحریرات فریقین جاری رہیں اور فریقین اپنی اپنی تحریر کی نقل فریق مقابل کو دی۔ آپنے اس شرط کا بھی خلاف کیا۔ اور اپنی آخری تحریر کی نقل دینے سے انکار کیا۔ اور مباحثہ کو بلا فیصلہ و اتمام موقوف کیا۔ پہلے تو آپنے سب کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ ہم نقل آپکے پاس بھیجدینگے جو شاید خوف حاضرین مجلس سے ہوا تھا اور دلمیں اسکی ایفا کا قصد نہ تھا۔ اور جب دوسرے دن بذریعہ رقعہ نقل کا آپ سے مطالبہ ہوا تو آپنے اس عذر کے ساتھ نقل دینے سے انکار کیا کہ تمنے شروط مقررہ کا جلسہ میں خلاف کیا تھا۔ اسلئے تمکو اب یہ حق نہیں ہے کہ تم کو نقل دیجاوے اور بحکم دروغ گورا حافظہ نباشد۔ یہ نہ سوچا کہ اگر بقول آپکے ہمنے شروط کو توڑا تھا تو پہلے ہی دن سے توڑا یا خاص تحریری جلسہ میں وعدہ نقل دینے سے پہلے توڑا تھا اور وعدہ اسکے بعد ہوا۔ پھر وہ وعدہ اس جرم متقدم سے کیونکر واجب الایفا نہ رہا۔ اور نیز بحکم اسی مثل مشہور ازالہ کے صفحہ ۷۶۳ میں اس نقل نہ دینے کی یہ وجہ کیوں بیان کی کہ جس حالت میں یہ عاجز بحث تمہیدی ختم کر چکا تھا۔ تو پھر مولویصاحب کو تحریر جواب کا کیوں موقع دیا جاتا۔ اگر وہ جواب تحریر کرتے تو پھر میری طرف سے بھی جواب الجواب چاہیے تھا۔ اس طور سے یہ سلسلہ کب اور کیونکر ختم ہوتا۔ اسوجہ بیان کے وقت آپنے یہ بھی نہ سوچا کہ تمہیدی بحث کو ختم کرنیکا صرف آپکو اختیار نہ تھا جبتک آپکا مخاطب جسکی مرضی پر آپنے اختتام بحث کو مقرر و مسلم رکھا تھا اختتام منظور نہ کرتا۔ اس نقل نہ دینے سے جو آپنے خلاف مقرری شرط مقررہ ہوئی یہ آپکے مخلص حواریوں پر بہت شاق گذری اور انہوں نے اس باب میں آپکو ملامت بھی کی بلکہ سچ پوچھو تو میر عباس علی صاحب کا آپ سے الگ ہونا اسی دن سے اور اسی خلاف ورزی کے سبب سے شروع ہو گیا تھا۔ اور اس نقل نہ دینے سے بہت سے لوگوں پر جو آپکے معتقد تھے یہ امر کھل گیا تھا کہ آپ اس تحریر کے جواب سے ڈرتے ہیں اور جواب الجواب دینے سے عاجز ہیں۔ اور اسیوجہ سے مباحثہ کو بند کر چکے ہیں۔ ایک بیچاری وجہ آپکے معتقدین کے منحرف ہوجانے کی یہ بھی ہے۔ کہ آپنے اس مباحثہ کے بعد ایک یہ سفید جھوٹ اخبار نورافشاں لودہانہ ۳ ستمبر ۹۱ء میں۔ اور پھر اپنے ازالہ کے صفحہ اخیر میں شائع کر دیا۔ کہ مولوی محمد حسین اپنی وحشیانہ طرز بحث کی شامت سے لودہانہ سے شہر بدر کئے گئے ڈپٹی دلاور علیشاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لودہانہ بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو ریل پر سوار کرا آئے۔ لیکن اس عاجز کی نسبت کوئی حکم اخراج صادر نہیں ہوا بلکہ میری چھٹی کے جواب میں جناب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکھا ہے کہ آپکو بمتابعت قانون سرکاری لودہانہ میں ٹھہرنے کے لیے وہی حقوق حاصل ہیں جیسا کہ دیگر رعایا تابع قانون سرکاری کو حاصل ہیں۔" اس بیان میں کادیانی نے دو جھوٹ بولے ہیں ایک یہ کہ ابو سعید محمد حسین بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ سے نکالے گئے اور ریل پر پہونچائے گئے۔ دوسرا یہ کہ اس قسم کا حکم لدہانہ سے چلے جانے کا آپکی نسبت کوئی نہیں ہوا۔ دوسرا جھوٹ تو آپکی نام کی اسی چھٹی صاحب ڈپٹی کمشنر سے ثابت ہے۔ آپکو اس قسم کا حکم اخراج نہوتا تو آپ اپنی چھٹی میں اپنے والد کی خدمت زمانہ غدر ۵۷ء ذکر کرکے اپنے لئے قیام لودہانہ کی اجازت کیوں چاہتے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو یہ اجازت کیوں دیتے دوسرا جھوٹ انکا اس ڈاک سے ثابت ہوتا ہے۔ جو خاکسار کے نام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہانہ کیطرف سے بجواب اس چھٹی خاکسار کے جسمیں خاکسار نے مضمون نورافشاں دیکھکر اُنسے دریافت کیا تھا کہ آیا واقعی کوئی حکم ایسا میری نسبت ہوا ہے موصول ہوا جسکی نقل یہ ہے۔

From

19th Septr

No. 1695

J.C. Brown Esqr Deputy Comr

Ludhiana

To

Moulvi Abusaid Mohd Husain

Editor Ishaat-ssunah

Moulvi Mohd Husain is informed in reply to his Petition Dated 16th Instant that enquiries show that he was not escorted to railway-station by order of the Deputy Comr

مولوی محمد حسین کو بجواب انکی درخواست مورخہ ۱۶ ماہ حال کی اطلاع دیجاتی ہے کہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ ڈپٹی کمشنر کے حکم سے ریلوے سٹیشن تک نہیں پہونچائے گئے

مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر نمبر اول از جانب بٹالوی

مین آپ کے چند عقائد وخیالات پر بحث کرنا چاہتا ہون۔ مگر اس سے پہلے چند اصول کی تمہید ضروری ہے آپ اجازت دین تو مین اون اصول کو پیش کرون۔

۲۰ جولائی سنہ ۹۱ء ابو سعید محمد حسین

تحریر نمبر اول از جانب قادیانی

آپکو اجازت ہے بخوشی پیش کرین لیکن اگر یہ عاجز مناسب سمجھیگا تو آپ سے بھی چند اصول تمہیدی دریافت کریگا۔

۲۰ جولائی مرزا غلام احمد سنہ ۹۱ء

لہ بیان تو ان اصول کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ خود بھی اس قسم کے اصول پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ مگر اب بعد از فرار و شکست یابی ان اصول کو بیہودہ ولا یعنی کھا جاتا ہے۔ ناظرین اس سے ان حضرات کے صدق وانصاف کا اندازہ کرین۔

تحریر نمبر دوم از جانب خاکسار

میرے ان اصول کو جنکو مین رسالہ نمبر۱ جلد ۱۲ مین بیان کرچکا ہون۔ اور اونکو آپکے حواری حکیم نورالدین نے تسلیم کیا ہے۔ آپ بھی تسلیم کرتے ہین یا کسی اصول کی تسلیم مین عذر ہے۔

(ابو سعید محمد حسین)

۲۰۔ جولائی ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر دوم از جانب قادیانی

مجھے اون اصولون کی اطلاع نہین مجھے بتلائے جائین تب اونکی نسبت اطلاع دونگا۔

(غلام احمد)

۲۰۔ جولائی ۱۸۹۱ء

قال لا اطلاع نہین یہ محض کذب ہے اور ممکن نہین کہ آپ نے ان اصول کو نہ دیکھا ہو۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۳۔ آپکے پاس پہنچا اور وہ آپکے جواب و خطاب مین ہے۔ پھر کیا امکان تھا کہ آپ اس رسالہ کو نہ دیکھتے۔ آپنے اپنے خط نمبری ۹ مورخہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۱ء مین میرے ان اصول کو لغو قرار دیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ کو ان پر اطلاع ہوئی ہے۔ نہوتی تو آپ انکو لغو نہ کہتے۔ اور اگر اس کے جواب مین کہین کہ ہمنے قبل از اطلاع انکو لغو کہا تھا۔ تو اس سے آپ کی اور ایمانداری اور راست شعاری و حق طلبی ثابت ہوتی ہے۔ کہ ایک امر کو قبل از علم لغو کہدیا۔ بہر حال آپکے اس قول سے آپ کی راستی و حق طلبی کو بٹہ لگتا ہے۔

تحریر نمبر ۳ سوم ازجانب اخبار

وہ اصول یہ ہین جو رسالہ مین پڑہ کرسنائے جاتے ہین۔ ان اصول مین سے جس اصول کی نسبت آپکو تسلیم یا عدم تسلیم ظاہر کرنا ہو آپ ظاہر کرین چونکہ رسالہ چھپا ہوا ہے لہذا ان اصول کے دوبارہ تحریر مین لانے کی حاجت نہین۔ آپ ایک ایک اصول پر یکے بعد دیگرے کلام کرین۔

۲۰ جولای ابوسعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ۳ سوم ازجانب قادیانی

کتاب اور سنت کے حجج شرعیہ ہونے مین میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر مین احادیث نبویہ کے معنے[۲] جو کئے جاتے ہین۔ کتاب کی مخالف

---

[۱] آپنے رسالہ پڑھنے سے روکدیا۔ اور یہ کہا کہ رسالہ مجھے دیدین مین خود ان اصول کو دیکھنا۔ اور انکی نسبت اپنی راے لکھتا ہون۔

[۲] قولہ معنے کئے جاتے ہین۔ معنے حدیث سے سوال نہ تھا صرف صحت حدیث سے سوال تھا۔ جو الفاظ سے متعلق ہے نہ معانی سے۔ معانی ہمیشہ الفاظ کے تابع ہوتے ہین۔ جس حدیث کے الفاظ صحیح ہون اسکے معنے صحیح ہو سکتے ہین۔ اور وہ قرآن شریف کے موافق ومطابق کئے جا سکتے ہین۔ اور جس حدیث کے الفاظ غیر صحیح ہون اسکے معنے باوجودیکہ بجاے خود صحیح ومطابق قرآن ہون قابل اعتبار نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے الفاظ کی تابع ہو کر غیر صحیح و نا قابل اعتبار سمجھے جاتے ہین۔

واقع نہون تو وہ معنے بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جاینگے۔ لیکن جو معنے نصوص بینہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے۔ اون معنون کو ہم ہرگز قبول نہین کرین گے۔ بلکہ جہانتک ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم اوس حدیث کے ایسے معنے کرین گے جو کتاب اللہ کی نص

نتیجہ نمبر ۲۱۸

لہٰذا ہر ایک منصف وطالب حق کا فرض ہے کہ جب وہ کسی حدیث سے تمسک کرنا چاہے تب پہلے اسکی صحت الفاظ کی تحقیق کرے۔ پھر اسکی معانی کیطرف رجوع کرے۔ جو بصورت صحت الفاظ صحیح وموافق قرآن ہوسکتے ہین۔ قادیانی نے جو بحث صحت الفاظ کو چھوڑکر پہلے ہی سے صحت معانی کی طرف رجوع کیا ہے۔ تو اس سے اسکا مقصود احقاق حق نہین ہے بلکہ بحث سے خروج اور احقاق حق سے گریز اسکا مقصود ہے۔ ناظرین اسی ایک امر کو توجہ سے ملاحظہ کرین گے تو اس سے قادیانی کے خروج از مبحث وشکست وفرار کا یقین کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

جو لوگ قادیانی کے اس جواب کو (جس سے بڑھکر اسنے تمام مباحثہ مین ہمارے اصل سوال کا جواب نہین دیا) ہمارے سوال کا کافی جواب سمجھتے ہین۔ وہ اس منصفانہ اصول کو توجہ سے پیش نظر رکھین تو یقین کرین کہ قادیانی نے ہمارے سوال کا شروع مباحثہ سے اخیر تک جواب نہین دیا۔ ہمارا سوال صحت الفاظ حدیث سے ہے۔ اسکا جواب صحت معانی کے متعلق ہے۔ ونیز اسکا جواب ایک شرطی جواب ہے کہ "اگر کسی حدیث کے معنے قرآن کے موافق پائینگے تو اسکو صحیح سمجھینگے ورنہ موضوع قرار دین گے" اور ہمارا مطلوب قطعی جواب ہے۔ جو "اگر" اور "مگر" سے ادا نہین ہوتا۔ اور وہ یہ تصریح چاہتا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کی احادیث (خواہ انکو اس شرطی اصول روایت مجوزہ قادیانی سے پرکھا جائے یا اصول روایت مجوزہ محدثین سے) سب کے سب صحیح ہین یا نہین ہین اور یہ جواب

ہین گے موافق ومطابق ہون۔ اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائین گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی۔ اور کسی صورت سے ہم اوسکی تاویل کرنے پر قادر نہین ہو سکینگے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع قرار دین گے[لہ]۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون یعنے تم بعد اللہ اور اوسکی آیات کی کس حدیث[لہ] پر ایمان لاؤ گے۔ اس آیت مین صریح[تہ] اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کریم کسی امر کی نسبت قطعی اور یقینی فیصلہ دیوے یہانتک

تردید دفعہ ۱

منزاکی کلام مین اول سے آخر تک صاف وصریح طور پر پایا نہین جاتا بلکہ جا بجا اس کے بیان سے گریز وفرار وخروج از بحث پایا جاتا ہے جسکی یہ پہلی دفعہ ہے۔

لہ تو نہ موضوع قرار دینگے۔ اس تجویز کو آپ آیندہ جوابات مین خاصکر صحیح بخاری ومسلم کی نسبت بھی تبصریح ظاہر فرما چکے ہین۔ ناظرین آپ کے اقوال اور ہمارے نوٹون کو توجہ سے دیکھتے جائین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ بخاری ومسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتے ہین۔ اور آپ کا اقرار اشتہار یکم اگست ۹۱ء کہ مین صحیحین کو سرو چشم مانتا ہون اور بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ جانتا ہون الخ صفحہ ۱۱ پرچہ ۲ نمبر ۲

لہ تہ آیہ فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یومنون کا ترجمہ قادیانی نے جو ان الفاظ سے کیا ہے کہ "تم بعد اللہ اور اسکی آیات کی کس حدیث پر ایمان لاؤ گے" تو اس مین حاضرین جلسہ اور اپنے بے علم اتباع کو یہ جتانا چاہا ہے کہ خدا تعالے نے حدیث نبوی کا حکم خود قرآن مین یہ بیان فرمایا ہے کہ آیات قرآن کے ہوتے کسی حدیث نبوی کو نہ مانو اور اس معنے کے بیان سے اپنا ملحد ومحرف قرآن ہونا ثابت کردکھایا ہے۔ قادیانی کے اتباع مین اگر ایک ذرہ بھی فہم وانصاف ہو تو وہ صرف اسی جرأت کی نظر سے اسکو پورا ملحد ومحرف قرآن سمجھ لین۔ اور اسکے اتباع سے دست بردار ہو جائین۔ اس آیہ مین لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی اور الہام الٰہی ہے ہرگز مراد نہین ہے بلکہ حدیث کے لغوی معنے (بات چیت) مراد ہے جسکو اصطلاحی معنے

کہ اس فیصلے مین کسی طور سے شک باقی نہ رہ جاوے - اور مسئلہ اچھی طرح کھلجاوے

تو پھر بعد اسکے کسی ایسی حدیث پر ایمان لانا جو صریح اسکے مخالف پڑی ہے مومن کا کام نہیں ہے

حدیث نبوی وحی خفی سے بیان تعلق نہین - اللہ تعالے اس آیہ مین یہ ارشاد فرمایا ہے
کہ لوگ خدا کی آیات کو چھوڑ کر اور کس بات پر ایمان لائین گے -

اس بات سے خاص کر آنحضرت صلعم کی حدیث مراد ٹھہرانا یا اس بات سے عام باتین
مراد ٹھہرا کر آنحضرت صلعم کی حدیث کو انہین داخل و شامل سمجھنا اس اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے - کہ
آنحضرت صلعم کی حدیث وحی خفی والہام الٰہی اور معنًی آیات اللہ مین داخل نہین جسپر کوئی
مسلمان جرأت نہین کرسکتا - اور قرآن مجید کی وہ آیات جنمین ارشاد ہے کہ آنحضرت صلعم

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا - (الحشر ع ۱) ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (النجم ع ۱)	جو کچھ تمہین دین (یعنے فرما دین) تم قبول کرو اور جس سے روکین اسسے باز آؤ اور ارشاد ہے آنحضرت صلعم جو کچھ (دین مین) فرماتے ہین وہ وحی ہی کہتے ہین اپنی خواہش نفس سے نہین کہتے

اس اعتقاد کے کذب و ضلالت ہونے پر شاہد عدل ہین -

قادیانی نے آپنے ازالہ کے صـ ۳۳۵ و صـ ۳۴۱ و صـ ۶۰ مین خود اقرار کیا ہے - کہ
قرآن کے کوئی معنے عام محاورہ قرآن کے مخالف اپنے دل سے گھڑ لینا الحاد و تحریف
ہے - اسکے اس اقرار و شہادت سے بھی اسکی اس جرأت کا کہ یہ قرآن کے لفظ
حدیث سے حدیث نبوی مراد ہے - الحاد و تحریف ہونا ثابت ہے کیونکہ قرآن مجید
کے جس مقام مین لفظ حدیث استعمال ہوا ہے اس سے اصطلاحی حدیث نبوی جو
وحی خفی کہلاتی ہے مراد نہین ہے - بلکہ اس سے حدیث کے لغوی معنے بات مراد ہے
قرآن مجید مین یہ لفظ مختلف صور تو نمین (حدیث - الحدیث - حدیثاً) سے

ہامش: ۲۱۹

پھر فرمایا ہے فبای حدیث بعدہٗ یومنون ان دونوں آیتون کے ایک ہی معنی ہین۔ اس لئے اس جگہ تصریح کی ضرورت نہین۔ سو آیات متذکرہ بالا کے رو سے ہر ایک مومن کا یہی مذہب ہونا چاہئے کہ وہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجت شرعی قرار دیوے اور یہی میرا مذہب ہے۔ اور آپ کے دوسرے امر مندرجہ

بائیس مقام مین وارد ہے۔ جو نقشہ ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱	نساء ع ۲۰	حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ	آیات قرآن سے انکار و ہنسی کرنیوالون کے ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ کوئی اور بات کرین۔
۲	انعام ع ۸	ایضاً	ہماری آیتون مین ٹٹول کرنے والون سے منہ پھیرو یہانتک کہ وہ اور بات مین ٹٹول کرین۔
۳	اعراف ع ۲۳	فبای حدیث بعدہ یومنون۔	ہماری بات کو چھوڑ کر کس بات مین ایمان لاوین گے۔
۴	کہف ع ۱	ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفاً	شاید تو افسوس سے اپنا گلا گھونٹ ڈالے کر وہ اس بات پر ایمان نہین لائے۔
۵	طہٰ ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسیٰ کی بات (یعنے حکایت) پہنچی ہے۔
۶	لقمٰن ع ۱	ومن الناس من یشتری لھو الحدیث	بعض ایسے لوگ ہین جو کھیل کی باتین (یعنے قصے کہانیان) خریدتے ہین۔
۷	احزاب ع ۷	ولا مستانسین لحدیث	آنحضرت صلعم کے گھر مین آپس مین کی باتون مین جی لگاتے نہ ٹھہرے رہو۔

صفحہ ۱۹۔ اشاعۃ السنۃ کی نسبت علیحدہ جواب کی ضرورت نہین کیونکہ اسکا جواب اسمین آگیا ہے یعنے جو امر قول یا فعل یا تقریر کے طور پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احادیث مین بیان کیا گیا ہے ہم اس امر کو بھی اسی محک سے آزمائینگے۔ اور دیکھینگے کہ حسب آیۃ شریف فبای حدیث بعدہ یؤمنون وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی کسی صریح

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۸	زمر ع ۲	اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا۔	خدا تعالے نے اچھی بات اتاری کتاب آپسمین ملتی۔
۹	جاثیہ ع ۱	فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون ۰	پھر اللہ اور اسکی آیات کو چھوڑ کر کس بات کو مانینگے۔
			(یہ وہ آیت ہے جسکے ترجمہ مین قادیانی نے تحریف والحاد سے کام کیا ہے)
۱۰	ذاریات ع ۲۔	ھل اتاک حدیث ضیف ابرھیم المکرمین	تجھے ابراہیم کے معزز مہمانون کی بات پہنچی ہے۔؟
۱۱	طور ع ۲	فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔	وہ بیچے ہین تو ایسی ہی کوئی بات لے آوین۔
۱۲	واقعہ ع ۱	افبھذ الحدیث انتم مدھنون	کیا اس بات مین تم سستی کرتے ہو
۱۳	نجم ع ۳	افمن ھذا الحدیث تعجبون	کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو۔
۱۴	القلم ع ۲	ذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث۔	چھوڑدے مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والون کو۔
۱۵	مرسلت ع	فبای حدیث بعدہ یؤمنون	اسکو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائینگے۔
۱۶	نازعات ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی۔
۱۷	بروج ع ۱	ھل اتاک حدیث الجنود	کیا تجھے لشکرون کی بات پہنچی۔

اور بین آیہ سے مخالف تو نہین۔ اگر مخالف نہین ہوگی تو ہم بسر وچشم اوسکو قبول کرین گے
اگر بظاہر مخالف نظر آئیگی تو ہم حتی الوسع اوسکی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کرین گے

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱۸	غاشیہ ع ۱	ھل اتٰک حدیث الغاشیہ	کیا تجھے ڈھانکنے والی (یعنی قیامت) کی بات پہنچی۔
۱۹	نساء ع ۶	ولا یکتمون اللہ حدیثا	اللہ سے کوئی بات نہ چھپا ئینگے۔
۲۰	نساء ع ۱۱	فمال ھٰؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا	انکو کیا ہو گیا کہ یہ ایک بات بھی سمجھنے نہین لگتے۔
۲۱	یوسف ع ۱۱	ماکان حدیثا یفترٰی	یہ (قصہ یوسفؑ) بناوٹی بات نہین۔
۲۲	تحریم ع ۱	واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا	جب چھپا کر کہی نبیؐ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات۔

ان مقامات مین سے کسی جگہہ لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی والہام الٰہی ہوتی ہے مراد نہین۔ آخری آیہ مین گو حدیث کی نسبت آنحضرت صؐ کیطرف ہوئی ہے۔ مگر اس سے بھی اصطلاحی حدیث نبوی وحی الٰہی مراد نہین۔ بلکہ لغوی حدیث بات مراد جو آنحضرت صؐ نے صرف اپنے جی سے (نہ وحی الٰہی) سے ایک بی بی کو کہدی تہی۔ کہ مین اپنے حرم ماریہ قبطیہ کے پاس نہ جاؤنگا۔ یا ایک بیوی کے پاس جا کر شہد نہ پیونگا۔ جو خدا تعالےٰ کو پسند نہ آئی۔ اور اسپر یہ آیت اتری کہ اے نبی تو خدا کے حلال کو حرام کیون کرتا ہے۔

اس عام محاورہ قرآن کے مخالف قادیانی کا قرآنی لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد لینا اپنے اقرار واصول کے مطابق الحاد وتحریف قرآن کا مرتکب ہونا ہے قادیانی کے اتباع اس الحاد وتحریف پر بھی اسکی اتباع سے دست بردار نہون اور اسکی ایسی

اور اگر ہم باوجود پوری پوری کوشش کے اس امر تطبیق مین ناکام رہینگے اور صاف کھلے کھلے طور پر ہمین مخالفت معلوم ہوگی تو ہم افسوس کے ساتھ ایسی حدیث کو ترک کردینگے۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ اور پایہ کو نہین پہونچتا۔ قرآن کریم وحی متلو ہے۔ اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے مین وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے جو احادیث کے اہتمام کو اوس سے کچہ نسبت نہین۔ اکثر احادیث غایت درجہ مفید ظن[له] ہے۔ اور ظنی نتیجہ کے منتج ہین اور اگر کوئی حدیث تواتر کی درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کی تواتر سے اوسکو ہرگز مساوات نہین بالفعل اسیقدر لکھنا کافی ہے۔

راقم خاکسار غلام احمد ۲۰ - جولائی ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر چہارم از جانب خاکسار

آپ کی کلام مین میرے سوال کا صاف اور قطعی جواب نہین[٢] ہے۔ اپنی قبولیت

تفسیر قرآن کو حقائق و معارف سمجھکر اسکو مجدد کہین تو پھر انکی ہدایت کی کوئی صورت و امید نہین ہے۔ ومن لم یجعل الله له نورًا فماله من نور ومن یضلل یرید بعد الله۔

[له] قوله مفید ظن۔ یہ ظنی ہونی احادیث سے تعرض اجنبی ہے۔ ظنی یا قطعی ہونے احادیث سے سوال نہ تہا صرف صحت و یا عدم صحت احادیث سے سوال تہا۔ لہذا جواب مین صرف صحت یا عدم صحت کا بیان چاہئے نہ ظنیت و قطعیت کی بحث یہ دوسری دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔

[٢] قوله قطعی جواب نہین۔ مرزا قادیانی کی تقلید و محبت مین اندھے اور کانے حواری مرزا کے جواب کو قطعی جانتے اور ہمارے انکار قطعیت پر حیرت ظاہر

اور حجیت حدیث یا سنت کی ایک شرط بتائی ہے۔ یہ ظاہر نہین کیا کہ یہ شرط اوس حدیث یا سنت مین جو کتب حدیث خصوصًا صحیحین مین (جسکا ذکر اصل سوم مین ہے) پائی جاوے متحقق ہے یا نہین۔ وبناءً علیہ وہ حدیث یا سنت جو ان کتب مین ہے شرعی حجت ہے یا نہین۔ علاوہ بران اس کلام مین آپنے جو شرط حجیت وقبولیت بیان کی ہے وہ شرط قانون درایت نہ قانون روایت۔ اب آپ بیان کرین کہ اصول روایت کی رو سے کتب حدیث خصوصًا صحیحین جسکا ذکر اصل سوم مین ہے مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ ونظر واجب العمل والاعتقاد ہین۔ یا ان کتابون مین ایسی احادیث

کرتے ہین۔ جسکا سبب یہ ہے کہ علم سے تو پہلے ہی سے عاری و بے بصیرت تھے۔ رہا فہم سو مرزا کی بیعت کرکے اسکی نذر کر چکے ہین۔ لہذا وہ اسقدر نہین سمجھ سکتے کہ لفظ ”اگر“ حرف شرط ہے اور یہ حرف شرط مرزا کے جواب مین موجود ہے جو اسکو قطعی نہین ہونے دیتا۔ جواب قطعی وہ ہوتا ہے جسمین بغیر کسی شرط کے ”ہست“ یا ”نیست“ کا بیان ہو۔ لہذا ہمارے سوال کا جواب قطعی یہ ہے کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ولائق عمل ہین۔ یا سب کی سب غیر صحیح وموضوع ہین یا بعض صحیح اور بعض غیر صحیح جسکا مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک کہین نام ونشان نہین ہے۔

ص ۵۱ یہان سے خاکسار نے اصل سوم (منجملہ اصول مندرجہ صـ۱۹ اشاعۃ السنۃ) کو شامل بحث کردیا ہے۔ اور آیندہ سوالون وجوابون مین خاصکر صحیحین کی حدیثون سے بحث کی ہے۔

ص ۵۲ اس سوال وجوب اعتقاد کی بنا امام ابن الصلاح اور اون کے موافقین کے مذہب پر ہے جو احادیث صحیحین کو قطعی نظری جانتے۔ اور موجب اعتقاد سمجھتے ہین۔ ہمکو اس مقام مین اس مذہب کی حمایت وتائید مقصود نہین۔ ہماری بحث صرف صحت احادیث

بھی ہین۔ جنپر بلا تحقیق صحت بحسب اصول روایت عمل و اعتقاد جائز نہین۔

۲۰ جولائی ابو سعید محمد حسین سنہ ۹۱

تحریر نمبر چہارم از جانب قادیانی

مولویصاحب کا جواب سنکر مین عرض کرتا ہون۔ کہ میرے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک حدیث خواہ وہ بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اس شرط سے ہم کسی خاص معنون مین جو بیان کئے جاتے ہین قبول کرینگے۔ کہ وہ حدیث اون معنون کے رو سے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ اب آپکے زبانی بیان سے معلوم ہوا کہ آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اصول روایت کے رو سے کتب حدیث خصوصاً صحیحین مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ واجب العمل و الاعتقاد ہین

صحیحین مین ہے اسکو آپ قطعی صحت مانین خواہ ظنی۔ قادیانی نے جملہ احادیث صحیحین کی ظنی صحت کا بہی نہ اقبال کیا نہ صاف انکار۔ اور ہمارے اس سوال کے جواب مین قطعی صحت سے انکار کی بحث کو چہیڑ دیا اور خروج از مبحث کیا جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۲۷ مین ہوگا۔

۲ یہان سے آپ بخاری و مسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انکی احادیث کو موضوع قرار دینے پر آمادہ ہو بیٹھے ہین بخاری و مسلم پر آپ کا یہ پہلا کھلا حملہ ہے۔ حملہ ۱

۳ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ نے میرے سوال کا مطلب سمجھ لیا ہے مگر افسوس اخیر بحث تک اسکا قطعی جواب نہ دیا جو کچھ کہا اسمین خروج از بحث کہا حواشی صفحہ آیندہ ملاحظہ ہون

یا ان کتابون مین ایسی حدیثین بھی ہین جنپر عمل و اعتقاد جائز نہین - اس کا جواب[۵۱]
میری طرف یہ ہے کہ چونکہ حدیثون کا جمع ہونا ایسے یقینی اور قطعی طور سے نہین ہین*
جس سے انکار کرنا کسی طور سے جائز نہو اور جسپر ایمان لانا ایسے پایہ اور مرتبہ کا ہو
جیسا کہ قرآن کریم پر ایمان لانا - لہذا ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہین ہے کہ روایت کے
رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقین دین جیسا کہ ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے
ہین - ہم پہلے بیان کر چکا ہون کہ حدیثین غایت کار مفید ظن ہین تو ہم کیونکر روایت
کے رو سے بھی اونکو وہ مرتبہ دے سکتے ہین جو قرآن کریم کا مرتبہ ہے جس طور سے
حدیثین جمع کی گئی ہین اوس طریق پر ہی نظر ڈالنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ
ہرگز ممکن ہی نہین کہ ہم اوس یقین کے ساتھ اونکی صحت روایت پر یقین لاوین کہ جو
قرآن کریم پر ایمان لاتے ہین مثلاً اگر کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی ہے لیکن قرآن
کریم کے کھلے کھلے منشاء سے برخلاف ہے تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہین ہوگا
کہ ہم اوسکی مخالفت کی حالت مین قرآن کریم کو اپنے ثبوت مین مقدم قرار دین - پس آپکا
یہ کہنا کہ احادیث اصول روایت کے رو سے ماننے کے لائق ہین یہ ایک دھوکہ
دینے[۵۲] والا قول ہے کیونکہ ہمین یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کے ماننے مین جو مرتبہ یقین کا

* ایسا ہی قادیانی کی تحریر مین "ہین" بلفظ جمع ہے۔

۵۱ یہ میرے سوال کا (جسکو آپ خود نقل و بیان کر چکے ہین) جواب نہین ہے اس طولانی
جواب کا خلاصہ دو امر کا بیان ہے جو خارج از بحث ہین - امر اول یہ کہ احادیث
صحیحین قرآن کے برابر قطعی و یقینی صحیح نہین ہین جسکے بیان مین قادیانی نے تیسرے
دفعہ خروج از بحث کیا - امر دوم یہ کہ جو حدیث صحیحین قرآن کے موافق نہو وہ لائق
قبول نہین ہے جسکے بیان مین قادیانی نے چوتھی دفعہ خروج از بحث کیا - ناظرین
اس جواب کو غور سے ملاحظہ فرمائینگے تو اسمین ان دو امرون خارج از بحث کے بیان و

خروج دفعہ ۳

خروج دفعہ ۴

۵۲ مینے اصول روایت سے احادیث کی صحت کو لائق تسلیم کہا ہے جو الفاظ سے

ہمین حاصل ہے وہ مرتبہ قرآن کریم کے ثبوت سے ہم وزن ہے یا نہین اگر یہ بات ہو جاوے کہ وہ مرتبہ ثبوت کا قرآن کریم کے مرتبہ ثبوت سے ہم وزن ہے تو بلاشبہ ہمین اسی پایہ پر حدیث کو مان لینا چاہئے۔ مگر یہ تو کسی کا بھی مذہب نہین تمام مسلمانونکا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہین والظن لا یغنی من الحق شیئاً مثلاً اگر کوئی شخص اس قسم کی

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق

متعلق ہے معانی کی تسلیم یا عدم سے میری کلام مین اول سے آخر تک کہین تعرض نہین ہوا۔ پھر دھوکہ دینے والا قول کس شخص کا ہے ہمارا یا آپکا۔ آپ بار بار معانی احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اسکو ساقط الاعتبار ٹھراتے اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہتے ہین ہم پہلے ہی (حاشیہ ۱۲ صفحہ ۲ مین) کہہ چکے ہین۔ اور آپ پھر کہتے ہین کہ معانی ہمیشہ الفاظ کی تابع ہوتے ہین۔ لہذا جب حدیث کے الفاظ صحت و ثبوت کو پہنچ جاوین اسکے معنے قرآن کے موافق و مطابق ہو سکتے ہین۔ اور بناءً علیہ کسی حدیث سے تمسک کرنے والے کا پہلا فرض یہ ہے کہ اس حدیث کی لفظی صحت و ثبوت کی تحقیق مین کوشش کرے۔ اور جب اسکی صحت ثابت و متحقق ہو جائے۔ تو پھر اسکی معانی کو موافق و مطابق قرآن اور دیگر احادیث صحیحہ کرکے اسپر عمل و تمسک کرے۔

آپ سوال صحت حدیث کے جواب مین کبھی معانی حدیث کو پیش کرتے ہین۔ کبھی احادیث کے ظنی ہونے کو کبھی انکو پایہ ثبوت مین قرآن کے مساوی نہونے کو۔ اور بار بار خروج از بحث کے مرتکب ہوتے ہین۔ جو لوگ حواریین قادیانی سے خروج از بحث اور طوالت کا الزام خاکسار پر قائم کرتے ہین وہ اس قسم کے جوابات قادیانی کو ملاحظہ کرکے انصاف سے کہیں کہ خروج از بحث کون کرتا ہے

ط اس قول کا جواب متن (تحریر نمبری (۸)) مین دیا گیا اور ثابت کیا گیا ہے کہ عملیات مین ظن واجب العمل ہے۔

قسم کھاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہین اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہین تو اس قسم کھانے مین وہ جھوٹا ہوگا اور خود حدیثونکا تعارض جو اون مین واقع ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ وہ مقامات تحریف سے خالی نہین ہین پھر کیونکر کوئی مومن یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ حدیثین روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کریم کے ثبوت سے ہم پلہ ہین کیا آپ یا کوئی اور مولوی صاحب ایسی راے ظاہر کر سکتے ہین کہ ثبوت کے رو سے جس مرتبہ پر قرآن کریم ہے اسی مرتبہ پر حدیثین بھی ہین - پھر جبکہ آپ خود مانتے ہین کہ حدیثین

---

۵۱ تمام الفاظ کے بعینہا منقول ہونے کا کون مدعی ہوا ہے؟ ہان یہ دعوی ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہین سو اسپر قسم کہانے سے کوئی شخص جھوٹا نہین ہوتا (چنانچہ عنقریب اسکا ثبوت ناظرین کو ہماری تحریر ۵ مین ملیگا) آپنے تمام الفاظ کی قید لگاکر اس قسم کو جھوٹہ بنانا چاہا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے

۵۲ سے ۵۳ دعوی تعارض کا جواب تو ہماری تحریر ۵ مین موجود ہے - اس تعارض سے جو آپ نے تحریف کا نتیجہ نکالا ہے وہ صریح اور صاف اقرار ہے کہ آپ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتے بلکہ اونکی بعض احادیث مین وضع و تحریف واقع ہونے کے قائل ہین - یہ بخاری مسلم پر آپکا دوسرا کھلا حملہ ہے - حملہ ۲

اہلحدیث جو آپ کو اہل حدیث سمجھکر آپکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین آپ کے اس دعوی تحریف کو ایمان و انصاف سے دیکھین تو آپ کو منکر صحت احادیث صحیحین جان لین اور آپ کے اس اقرار کو کہ "مین بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہون اور صحیح بخاری کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب یقین کرتا اور واجب العمل جانتا ہون" جسکو آپ اونکی پرائیویٹ مجلسون اور اشتہار یکم اگست مین ظاہر کر چکے ہین - کذب و نفاق سمجھ لین - آپکا یہ اقرار تب صحیح اور دلی ہو سکتا ہے - جبکہ آپکے

اپنی روایتی ثبوت کی رو سے اعلیٰ مرتبہ ثبوت سے گری ہوئے ہین اور غایت کار مفید
ظن ہین تو آپ اس بات پر کیون زور دیتے ہین کہ اسی مرتبہ یقین پر انہین مان لینا چاہئے
جس مرتبہ پر قرآن کریم مانا جاتا ہے۔ پس صحیح اور سچا طریق تو یہی ہے کہ جیسے حدیثین
صرف ظن کے مرتبہ تک ہین بجز چند حدیثون کے تو اسیطرح ہمین اونکی نسبت ظن کی
حد تک ہی ایمان رکھنا چاہئے اور ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثون کی تحقیقات
روایتی نقص سے خالی نہین۔ کیونکہ اونکے درمیانی راویونکی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی
تحقیقات کامل نہین ہو سکے اور نہ ممکن تھی کہ کسیطرح شک باقی نہ رہتا۔ آپ خود اپنے

[illegible] اس اقرار کے مخالف یہ تصریحات آپکے کلام مین نہ پائی جاوین یا ان تصریحات سے
آپ رجوع کا اشتہار دین۔

۵۱ مرتبہ اعلیٰ ثبوت وصحت کا جو قرآن کو حاصل ہے اسکا ادعا تو احادیث صحیحین کی
نسبت کسی نے نہین کیا۔ ہان مرتبہ قرآن کے بعد جو اعلےٰ مرتبہ صحت ہے اوسیکا
دعویٰ احادیث صحیحین کے حق مین ہمنے کیا ہے اور وہی اہل اسلام مین مسلم ہے اور طرفہ یہ
کہ آپ بھی منافقانہ طور پر اشتہار یکم اگست مین اسکو مان چکے ہین۔

پھر اسمقام مین صحیحین کی احادیث کو اعلیٰ مرتبہ صحت سے گری ہوئی کہنا کیونکر صحیح ہے۔
اقرار و تسلیم اشتہار یکم اگست منافقانہ نہین ہے تو اس مقام کے دعویٰ سقوط احادیث
صحیحین کو واپس لین ورنہ مسلمان آپکے اوس اقرار کو یقیناً نفاق سمجھینگے۔ یہ اپکا
احادیث صحیحین پر تیسرا حملہ ہے۔ حملہ ۳

۵۲ اس تحقیق کو آپکا ناقص کہنا اپنے عقل کے نقصان کا اظہار ہے اور اس اعتقاد نقصان
کے ساتھ اپکا اشتہار یکم اگست مین صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا نفاق نہین
تو کیا ہے۔ یہ اپکا صحیحین پر چوتھا حملہ ہے۔ حملہ ۴

۵۳ ہو سکتی کیا ہو چکی ہے مگر آپ اس کوچہ سے محض نابلد ہین ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ ہو۔

رسالہ اشاعۃ السنۃ مین لکھ چکے ہین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے
کہ ایک ملہم شخص صحیح حدیث کو بالہام آلہی موضوع ٹھہرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث
کو بالہام آلہی صحیح ٹھہرا سکتا ہے۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہ حال ہے کہ
کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کسی کشف کے موضوع ٹھیر سکتی ہے تو پھر کیونکر ہم ایسی
حدیثون کو ہم پایہ قرآن کریم مان لینگے ہان یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور

سلہ اشاعۃ السنۃ مین نہ یہ تصریح ہے کہ بعض اکابر (شیخ اکبر) نے یہ بات انفاقی
احادیث صحیحین کی نسبت کہی ہے۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ ان اکابر کی رائے سے
صاحب اشاعۃ السنۃ کو اتفاق ہے۔ بلکہ اشاعۃ السنۃ مین صاف تصریح ہے
کہ صاحب اشاعۃ السنۃ کو قول شیخ اکبر سے اتفاق نہین ہے چنانچہ ہماری تحریر عشر
مین اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس قول شیخ اکبر کا صحیح محل وہی احادیث
معلوم ہوتی ہے جنکی صحت مین اختلاف ہو۔ لہذا اس عبارت اشاعۃ السنۃ کو
اس مقام مین پیش کرنا مسلمانون کو دہوکہ دینا ہے۔

سطہ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحین کو موضوع ٹھہرانے
کے مدعی ہین اب آپ کی صحت احادیث صحیحین سے منکر ہونے مین کیا کسر رہگئی ہے۔

یہ احادیث صحیحین پر مرزا کا پانچوان حملہ ہے۔

کہان ہین وہ اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھتے اور پیر حدیث خیال کرتے
ہین۔ وہ قادیانی کے اس دعوی کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ اہلحدیث مین
کوئی اور بھی ایسا ہے کہ جو بخاری مسلم کی حدیثون کو بذریعہ کشف موضوع ٹھہراتا
ہو۔ اگر کہو کہ تم اور شیخ اکبر یہ بات کہہ چکے ہو تو اسکا جواب ابھی دیا گیا ہے کہ یہ
محض کذب ہے۔ یہ بات نہ ہمنے کہی ہے نہ شیخ اکبر نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر عشر

مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین اور غالبًا اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ بلا شبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر اونکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین - الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین مگر جو حدیث صریح طور پر انمین سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہوگی وہ صحت سے باہر ہو جائیگی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵

مین تشریح ہو چکی ہے - احادیث بخاری مسلم بذریعہ کشف موضوع ٹھر سکین تو پھر دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہوگی جو کشف سے موضوع نہو سکے اس صورت مین کشف حدیث سے بڑھکر ہوا - اور یہ مسئلہ مسلمہ کہ کشف و الہام غیر نبی کا کتاب اللہ و سنت پر عرض کرنا ضروری ہے باطل ہوا جسکے اہلحدیث کیا کوئی اہل اسلام قائل نہین -

سلہ غالبًا اور اکثر کی قیدین بتا رہی ہین کہ آپ بعض احادیث صحیحین کو نہین مانتے اور اس مقام مین آپ نے صاف و صریح یہ بھی کہدیا ہے کہ ہم کیونکر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ وہ ساری صحیح ہین - یہ احادیث صحیحین پر قادیانی کا چھٹا حملہ ہے - حملہ ۶

قادیانی کو اہلحدیث و قائل احادیث صحیحین جاننے والو ! - اب تو اقرار کرو کہ وہ اہل حدیث نہین اور وہ بعض احادیث صحیحین کی صحت کا منکر ہے -

۳ھ احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن ٹھراکر صحت سے خارج کرنے کا جواب دیا گیا ہے - کہ یہ محض مغالطہ ہے اور کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی - اور اسکی زیادہ تفصیل ہماری تحریر ۸ مین ہوگی - اس قول مین قادیانی نے احادیث صحیحین پر ساتوان حملہ کیا - اور یہ جتا دیا ہے کہ وہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتا - قادیانی کو اہلحدیث اور قائل صحت صحیحین جاننے حملہ ۷

آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہین تھی بلکہ جس طریق سے اونہون نے حدیثون کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور انکی نسبت یقینی کا ادعا کرنا ادعای باطل ہے دنیا مین جو اسقدر مختلف فرقے اسلام مین خاصکر مذہب اربعہ ان چارون[1] مذہبون کے امامون نے اپنے عملی طریق سے خود گواہی دیدی کہ یہ احادیث ظنی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی بہت سی حدیثین امام اعظم صاحب نے چھوڑ دی[2] ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ اکثر حدیثین اونکو[3] ملی ہونگی مگر

والے اسکے اس انکار کو انصاف سے دیکھکر بھی اسکو قائل صحت صحیحین کہینگے؟

۱ چارون امام احادیث صحیحین کے جمع ہونے کے وقت کہان تھے۔

قادیانی کی اتباع مین ایک ذرہ بھی فہم وانصاف کا مادہ ہو تو اسی ایک بات پر اسکی بے علمی یا دھوکہ بازی کے قائل ہو کر اسکی اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

یہ کیا ہے آیندہ دھوکون کو حاشیہ نمبر ۲ وغیرہ مین دیکھو۔

۲۳ یہ دونو لفظ صاف بتا رہے ہین کہ قادیانی کو حضرت امام اعظم صاحب کیوقت مین احادیث صحیحین کے موجود ہونے اور امام صاحب کو انپر مطلع ہونے کا دعوی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ احادیث صحیحین وہی احادیث کہلاتی ہین جو ان دونو کتابون مین موجود ہون اور ان دونو کے مصنفون (امام بخاری وامام مسلم) کے واسطہ سے آنحضرت صلعم تک پہنچی ہون۔ اور جس حدیث کی سند وروایت مین امام بخاری وامام مسلم کا واسطہ نہو وہ بخاری مسلم کی حدیث نہین کہلا سکتی۔ لہذا امام اعظم صاحب کے وقت مین ان کتب کی احادیث کے موجود ہونے وامام صاحب

اونکی رائے مین وہ حدیثین صحیح نہین تھین۔ بھلا آپ فرماوین کہ اگر کوئی شخص بخاری کی کسی حدیث سے انکار کرے کہ صحیح نہین ہے جیساکہ اکثر مقلدین انکار کرتے ہین۔ تو کیا وہ آپ کے نزدیک کافر ہو جائیگا۔ پھر جس حالت مین وہ کافر نہین ہو سکتا تو آپ کیونکر ان حدیثون کی روایتی ثبوت کے رو سے یقینی ٹھہرا سکتے ہین

عہ ایسا ہی قادیانی کی تحریر مین لفظ ہی کا ہے

کو ان احادیث کے ملجانے کا دعوے کرنا بعینہ یہ دعوی کرنا ہے۔ کہ یہ دونو کتابین امام صاحب کے وقت مین موجود تھین۔

ناظرین اس دعوی قادیانی کو یاد رکھین اور جو ہماری تحریر نمبر ۴ کے اس اعتراض کے جواب مین کہ "آپ نہین جانتے کہ امام اعظم کب ہوئے اور صحیح بخاری کب لکھی گئی" آپ نے لکھا ہے کہ "مین نے یہ کب کہا ہے کہ امام اعظم کے وقت مین صحیح بخاری موجود تھی" اسکو پڑھنے اور دیکھنے کے وقت قادیانی کے کذب وجرأت ومغالطہ کا اندازہ کرین۔

سلہ تحریر نمبری ۴ مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہین۔ اور انکی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف رای و فہم معانی و تاویل و ترجیح پر مبنی ہے۔ صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل حدیث کھلاکر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئی ہین اور صرف اس انکار کی نظر سے آپکو کافر نہین کہا گیا۔ ہان اسکا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائیگا۔ ہماری تحریر نمبر ۵ مین حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین کے اقوال ملاحظہ ہون۔

سکہ احادیث صحیحین کو ایسا یقینی کون کہتا ہے کہ انکے انکار سے کفر لازم آئے۔ جمہور علماء بظن غالب انکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابن الصلاح اور انکے ہم خیال نظری

اور جبکہ وہ یقینی نہین ہین تو اس حالت مین اگر ہم کسی حدیث کو قرآن کریم کے مخالف پائینگے اور صریح طور پر دیکھ لین گے کہ وہ قرآن کریم سے صریح طور پر مخالف ہے اور کسی طور سے تطبیق نہین دے سکینگے تو کیا ہم ایسی صورت مین قرآن کریم کی اس آیت کو ساقط الاعتبار کردین گے یا اسکی کلام الٰہی ہونے کی نسبت شک مین پڑینگے کیا کرینگے آخر یہی تو کرنا ہوگا کہ اگر ایسی حدیث کسی طور سے کلام الٰہی سے تطبیق نہین کہائیگی تو اوسکو بغیر خوف زید اور عمرو کے وضعی قرار دینگے۔ بلاشبہ آپکا نور قلب اس بات پر شہادت دیتا ہوگا کہ محدثین

یقینی کہتے ہین۔ لہٰذا انکے انکار سے فاسق اور مبتدع ہونا لازم آتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر کسیکو دعویٰ نہین ہے۔

۵۱ ایک حدیث صحیح دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی چہ جائیکہ مخالفِ قرآن ہو۔ حدیث صحیح کو قرآن کے مخالف قرار دینا ان ہی لوگون کا کام ہے۔ جو اس حیلہ سے حدیث صحیح کو موضوع بنانا چاہتے ہین جیسا کہ آپنے کیا ہے۔ آپ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف قرآن ٹھراکر ساقط الاعتبار بناتے ہین۔ اور اپنا منکر احادیث ہونا ثابت کر رہے ہین جسکا جواب بھی آپکو کئی بار دیا گیا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر آٹھوان حملہ ہے۔ ۶۸

۵۲ بلاخوف زید و عمرو کیون کہتے ہین۔ بلاخوف خدا کہین۔ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن کہنے سے آپکی غرض یہی تھی کہ ان احادیث کو موضوع قرار دین سو آپنے حاصل و ظاہر کی ہے۔ اور آپ کے منہ سے یہ بات صاف نکل گئی کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو آپ ۶۹
موضوع کہینگے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر نوان حملہ ہے۔

اپنے روایتی ثبوت کے رو سے کسی طور سے قرآن کریم سے مقابلہ نہین کرسکتین - اسی وجہ سے گو وہ وحی الٰہی ہی ہون نماز مین بجاے کسی سورت کے انکو نہین پڑھ سکتے - اور ایک نقص حدیثو نمین یہ بھی ہے - کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اسی وجہ سے انمین باہم تعارض ہوگیا ہے جیسا کہ ابن صیاد کے

قادیانی کو اہلحدیث و قائل صحت احادیث صحیحین جاننے والو! - اس لفظ کو پڑھو اور بتلاؤ کہ اب بہی اسکو اہلحدیث کہو گے ؟ اور صحیحین کی صحت ماننے والا جانو گے -

سلہ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے - کہ حدیث عین قرآن اور وحی متلو نہین - نہ یہ کہ حدیث واجب العمل نہین اور یہ تو ہمنے بھی نہین کہا کہ حدیث عین قرآن ہے اور بجاے قرآن اسکو نماز مین پڑھ سکتے ہین - صرف یہی کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مانند واجب العمل ہے - پھر اس بات کی کہنے سے بجز دھوکہ دہی عوام کیا فائدہ متصور ہے -

سلہ لفظ اجتہاد سے جو مراد اپنی تحریر نمبرہ مین بیان کی ہے اوس مراد سے احادیث متعلقہ ابن صیاد دجال اجتہادی نہین ہوسکتین - اسکی تفصیل حواشی تحریر قادیانی نمبرہ ۸ مین ہوئی -

سلہ۱ و ۲ و ۳ صفحہ آیندہ — احادیث صحیح مسلم مین وجود تعارض کا دعوے کرنا (جو آپکے نزدیک موضوع ہونے کی دلیل ہے) احادیث صحیح مسلم پر دسوان کھلم کھلا حملہ ہے - اور اس تعارض کا ادعا محض کذب ہے - جس حدیث مین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے وہ حدیث تمیم داری کے مخالف و معارض نہین - اور نہ کسی اور حدیث صحیح کی معارض ہے -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اسپر

۱۰ حملہ

دجال معہود ہونے کی نسبت جو حدیثین وارد ہین اون حدیثون سے صریح اور صاف طور
پر معارض ہین جو گرجا والے دجال کی نسبت ہین جس کا راوی تمیم داری ہے - اب ہم
ان دونو حدیثون مین سے کس حدیث کو صحیح سمجھین دونو حضرت مسلم صاحب کی صحیح
مین موجود ہین - ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت یہان تک ثبوت پایا جاتا ہے
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھاکر بیان کیا کہ
دجال معہود یہی ہے - توآپ چپ رہے ہرگز انکار نہین کیا - اور ظاہر ہے کہ نبی کا قسم
کہانے کے وقت مین چپ رہنا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کہانا ہے - اور
پھر ابن عمرؓ کی حدیث مین صریح اور صاف لفظون مین موجود ہے کہ انہون نے
قسم کہاکر کہا کہ مسیح دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور پھر جابرؓ نے بھی قسم کھاکر کہا
کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا کہ مین
اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون - پھر ایک اور حدیث

قسم نہین کھائی کہ ابن صیاد دجال موعود ہے اور نہ آنحضرت نے اس مضمون کی
قسم پر سکوت کیا - اونکی قسم اور آنحضرتؐ کا سکوت توصرف ابن صیاد کو دجال
کہنے پر تھا - جسکے معنے یہ کئے گئے ہین کہ ابن صیاد منجملہ اون تیس دجالون کے
ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی - ایساہی
حضرت جابرؓ کا ابن صیاد کو دجال کہنا ہے - اسمین بہی یہ تصریح نہین کہ ابن صیاد
دجال موعود ہے رہا حضرت ابن عمرؓ کا ابن صیاد کو مسیح دجال کہنا سو یہ حضرت
ابن عمرؓ کا اپنا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری وغیرہ کا معارض نہین ہوسکتا
۵۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جوآپنے نقل کیاہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین
ابن صیاد کے دجال موعود ہونیسے ڈرتا ہون یہ ایک سفید جہوٹھ ہے حکانبوت
آپ سے طلب کیا گیا تو اخیر تحریر تک کچہ نہ بتایا اور جو کہا وہمین اخیر ۔ سے کام

مسلم مین ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے۔ لیکن فاطمہ رض کی حدیث تمیم داری والی جو اسی مسلم مین موجود ہے صریح اسکے مخالف ہے۔ اب ہم ان دونو دجالون مین سے کسکو دجال سمجھین۔ صدیق حسن صاحب

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

سلا آپکا یہ دعوے بھی محض کذب ہے۔ کہ مسلم کی ایک حدیث مین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال موعود ابن صیاد ہی ہے۔ صحیح مسلم مین اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہین۔ قادیانی سے اسکا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو اسنے بھی کوئی پتہ نہین دیا جس سے اسکا دعوے ثابت ہو جو کما حقہ اسکا اور بھی کذب ثابت ہوا۔ اسکا مفصل بیان ہماری تحریر نمبری ۷ مین ہے۔

سلہ یہ محض کذب و افترا ہے اور یہ قادیانی اور اوسکی اتباع و احباب کے دجال و کذاب ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین دی اور حدیث تمیم داری کی تضعیف کی ہے م آپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۱۶ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کے باب مین صحابہ رض سے دو قول نقل کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری سے احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ ابن عمر و ابو سعید خدری و قسم حضرت عمر رض بحضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل کئے ہین۔ پھر صفحہ ۴۱۷ مین صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث صاحب مین نص (یعنے بیان واضح) نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے۔ پھر نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کے باب مترددرہنا (یعنے حضرت عمر رض کو ارادہ قتل ابن صیاد کے وقت یہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد دجال موعود ہے تو تجھے اسکے قتل پر قدرت نہو گی۔ اور اگر یہ اور ہے تو اسکا قتل کرنا

جیساکہ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے ابن صیاد کی حدیث کو ترجیح دیتے

نقض کا سمیع مغفور نبت

اچھا نہین) تمیم داری کا قصہ سننے سے پہلے تھا۔ اور پھر جب تمیم داری
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا حال سن لیا تو آپکو یقین ہوگیا
کہ دجال موعود وہی شخص ہے جو جزیرہ مین محبوس ہے۔ اور تمیم داری اُسکو دیکھ
آیا ہے۔ پھر حدیث تمیم داری کی نسبت فتح الباری سے نقل کیا ہے۔ کہ
اس حدیث کی راوی صرف فاطمہ بنت قیس ہی نہین ہے۔ بلکہ ابوہریرہ
وعائشہ وجابر بھی اس حدیث کی روایت مین فاطمہ کے ساتھ شریک
ہین۔ پھر ان اصحاب کی روایات حدیث تمیم داری کو کتب محدثین سے
نقل کرکے انکا صحیح وحسن ہونا محدثین سے نقل کیا ہے۔ اسکے بعد
صحیح مسلم سے پوری حدیث تمیم داری نقل کرکے ص۴۱۶ مین بیہقی سے
نقل کیا ہے۔ کہ دجال بہت سال بڈھا ہے۔ پھر اس حدیث کی سند کی
صحت نقل کرکے بیہقی سے نقل کیا ہے۔ کہ دجال اکبر جو آخیر زمانہ مین
پیدا ہوگا ابن صیاد کے سواے کوئی اور شخص ہے۔ اور ابن صیاد منجملہ
دجالین کذابین جنکے خارج ہونیکی آنحضرتصلعم نے خبر دی ہے۔ ایک دجال
ہے۔ اور جو لوگ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے انہون نے قصہ تمیم داری
نہ سُنا تھا۔ پھر صفحہ ۴۱۹ مین اسکے مویدات فتح الباری سے نقل کرکے
کہا ہے۔ اینست ملخص کلام فتح الباری وحاصلش اصح بودن دجال غیر
ابن صیاد ست بوجہ آنکہ اعور باشد واز یہود باشد ودر یہودیہ ساکن بود
الی غیر ذٰلک۔ واحادیث ابن صیاد ہمہ محتمل ست وحدیث جساسہ
نص ست پس مقدم باشد ودر اشاعہ گفتہ ومویدہ مرجح بودن او

ہین اور تمیم داری کی حدیث کو اپنی کتاب آثار القیامہ ہین ضعیف قرار دیتے

غیر ابن صیاد ست زیرا کہ قصہ تمیم داری متاخرست از قصہ ابن صیاد پس ہمچو*
ناسخ باشد برای او و نیز وقت اخبار آنحضرت م بآنکہ دجال در بحر شام یا بحر یمن
لا بلکہ از طرف مشرق بر آید ابن صیاد در مدینہ بود پس اگر وی دجال می بود می فرمود کہ
وی در مدینہ ہست و نتوان گفت کہ این صرف بآن جہت نفرمود کہ مبادا او را بکشند
و خبر دا و بانجام کار او زیرا کہ قتل شخصی قبل از اجل او نمے تواند شد۔ و مقدر آنست کہ
قاتل وی نبی خدا عیسےٰ بن مریم علیہ السلام ست و اگر ہم چنین مے بود بیان نمی کرد
آنحضرت ضئضئی* خوارج را"

اس مضمون آثار قیامت اور عبارت نواب صاحب مرحوم کو قادیانی اور
اسکا کذب دوست دیکھکر شرمندہ نہون تو بجز لعنۃ اللہ علی الکٰذبین ہ
کیا کہا جاے۔ مضمون وعبارت مذکور صاف پکار رہی ہے۔ کہ
نواب صاحب مرحوم ؒ نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین
دی اور نہ حدیث تمیم کی تضعیف کی ہے۔

دیکھو ص ۱۹۲ و ۱۹۳ بحوالہ حاشیہ

* ہمچو ناسخ یعنے ناسخ کی مانند یعنے اسکو بے اعتبار کرنے والا یہ اسلئے کہا ہی
کہ حقیقۃً نسخ اخبار مین نہین ہوتا۔ ناسخ کی مانند اسلئے ہوا کہ اس روایت
تمیم نے ان روایات کو جنسے اسکے خلاف کا وہم پیدا ہوتا تھا بے اعتبار
وکان لم یکن کردیا۔ حاشیۃ الحاشیہ

* ضئضئی و یعنے اصل۔ یہ کلمہ بعض خارجیون کے حقمین آپنے فرمایا تھا۔ کہ اسکے اصل
یعنے نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے خارج ہونگے حاشیۃ الحاشیہ

ہین - بہر حال اب یہ مصیبت اور رونے کی جگہ ہے یا نہین کہ ایک ہی کتاب مین جو بعد بخاری کے اصح الکتب سمجھی گئی ہے دو متعارض حدیثین ہین جب کہ ہم ایک کو صحیح مانتے ہین تو پھر دوسری کو غلط ماننا پڑتا ہے - ماسوا اسکے تمیم داری کی حدیث مین صاف

اول آپکا یہ رونا اور اظہار مصیبت و ماتم کرنا اس امر کا صریح اقرار ہے - کہ آپ صحیح مسلم ان احادیث کو جنمین ابن صیاد اور دجال کا ذکر ہے باہم متعارض و متخالف جانتے ہین - اور بناءً علیہ حدیث تمیم داری کو جسمین ابن صیاد کے سوا کسی اور شخص کو دجال کہا گیا ہے غلط و موضوع قرار دیتے ہین - اس تعارض اور غلطی کا آپ یقین نہ رکھتے تو یہ رونا نہ روتے اور ماتم نہ کرتے بلکہ یقین اور وثوق کے ساتھ یہ کہتے کہ ان سب احادیث مین ایک ہی دجال ابن صیاد مراد ہے - لہذا یہ سب احادیث باہم متوافق اور صحیح ہین - آپکا یہ ماتم کرنا اور بر خلاف اسکے ان احادیث کے تعارض پر نوحہ کرکے ایک حدیث تمیم داری کو غلط قرار دینا صاف یقین دلاتا ہے - کہ اس حدیث کو آپ غلط موضوع جانتے ہین یہ احادیث صحیح مسلم پر آپ کا گیارہوان حملہ ہے -

صم ۱۱

قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے آپ کے اس ماتم کو دیکھین اور بہر انصاف سے کہین کہ آپ صحت احادیث صحیحین کے قائل ہین یا منکر اور اشتہار یکم اگست مین آپکا اقرار تسلیم احادیث صحیحین دلی اقرار ہے یا منافقانہ اظہار -

اب آپ کی اس مصیبت پر جسپر آپ رونا روتے ہین تعزیت کیجاتی ہے - کہ یہ مصیبت آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت - کیونکہ واقع اور حقیقت مین تمیم داری کی حدیث مین اور ان احادیث مین جنمین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے کوئی تعارض نہین - حضرت عمر و حضرت جابرؓ نے تو ابن صیاد کے

لفظون مین لکھا ہے کہ وہی دجال جو تمیم داری نے دیکھا تھا کسی وقت خروج کرے گا۔ لیکن اسی مسلم کی حدیثین صاف صاف ظاہر کر رہی ہین کہ سو برس کے عرصے تک کوئی شخص زندہ نہین رہیگا۔ بلکہ پہلی حدیث مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت سے سو برس تک کوئی جاندار زمین پر زندہ نہین رہیگا۔ اب اگر ابن صیاد اور گرجا والا دجال جاندار اور مخلوق ہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مر گئے ہون۔ اب یہ دوسری مصیبت[له] ہے کہ دونو حدیثون کے صحیح ماننے سے پیش آتی ہے۔ آپ فرماوین کہ ہم کیونکر ان دونو کو باوجود سخت تعارض کے صحیح[عه] مان سکتے ہین۔ پس اب بجز اسکے اور کیا راہ ہے کہ ہم ایک حدیث کو غیر صحیح[عه] کہین غرض کہانتک

دجال معہود ہونے کا ذکر ہی نہین کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسکو مسیح دجال کہا ہے سو یہ اونکا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری کا معارض نہین ہوسکتا چنانچہ حواشی ص۲۳۷ مین بیان ہوا۔ پھر یہ مصیبت کیا ہے اور یہ رونا کیسا

له و عه ص۲۰۲ یہ مصیبت پر مصیبت کا اظہار اور سخت تعارض احادیث صحیح مسلم کا اشتہار اور عدم تسلیم صحت احادیث ایک جانب کا اقرار صاف اقبال ہے کہ آپ صحیح مسلم کی حدیث تمیم داری کو صحیح نہین جانتے اور بجز اشتہار یکم اگست مین تسلیم صحت کا اقرار کرتے ہین وہ منافقانہ اقرار ہے آپکا دلی اعتقاد یہی ہے جو باربار آپ کے موہنہ پر آتا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیح مسلم پر بارہوان حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے ایمان و انصاف کو کام مین لاکر کہین کہ وہ صحیح مسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اس مصیبت بار دوم پر دوبارہ آپکی تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہ مصیبت بھی آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت

بیان کیا جائے

اور جن احادیث ثلثہ صحیح مسلم مین یہ ذکر ہے کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی زندہ نرہیگا۔ وہ حدیث تمیم داری کی معارض ومخالف نہین ہے۔ ان احادیث مین ان ساکنین مدینہ یا زمین عرب کا جو اسوقت تک پیدا ہو چکے تھے حال وفات بیان ہوا ہے نہ کل زمین کے ساکنین کا یا ساکنین بحر وجزائر کا اور حدیث تمیم داری مین جبس دجال کا قرب قیامت تک زندہ رہنا بیان ہوا ہے وہ عرب کی زمین مین نہین بلکہ سمندر کے ایک مشرقی جزیرہ مین ہے۔ پہر ان احادیث مین اور حدیث تمیم داری مین تعارض کہان ہوا۔ ان احادیث مین زمین سے خاص کر زمین عرب کا مراد ہونا ایسا ہے جیسا کہ آیہ منقولہ حاشیہ مین زمین سے محاربین کا وطن مراد ہے،

انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض۔ مائدہ ع ۵

اور اس زمین سے نکالدینے سے انکو جلاوطن کرنا مراد ہے

محدثین کرام ان احادیث کے یہی معنے کرتے ہین اور بنائً علیہ ان احادیث کے حکم سے حضرت خضر وحضرت عیسیٰ اور ملائکہ علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنتہ کا مستثنےٰ ہونا بیان فرماتے ہین۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ ان (سو برس والی) احادیث سے بعض شاذ ونادر محدث لوگون نے حضرت خضر کی موت پر استدلال کیا ہے۔ مگر جمہور محدثین انکو زندہ سمجھتے ہین۔ اور ان احادیث کے یہ معنے بیان کرتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھے

وقد احتج بهذه الاحادیث من شذ من المحدثین فقال الخضر علیه السلام میت والجمهور علی حیوته کما سبق فی باب فضائله ویتاولون

جسقدر بعض احادیث مین تعارض

هذه الاحادیث علی انه کان علی البحر لا علی الارض او انها عام مخصوص (شرح مسلم صفحہ ۲۸۱ ج ۱-)

یا ان احادیث مین عام لوگونکا حال بیان ہوا ہے جنسے حضرت خضر کے مخصوص و مستثنے ہین-

اور قسطلانیؒ نے شرح بخاری مین فرمایا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لا یبقی ممن هو علی ظهر الارض احدٌ ممن ترونه او تعرفونه عند مجیئه او المراد ارضه التی نشاء بها ومنها بعث کجزیرة العرب المشتملة علی الحجاز وتهامة ونجد فهو علی قوله تعالی او ینفوا من الارض ای بعض الارض التی صدرت الجنایة فیها فلیست ال للاستغراق وبهذا یندفع قول من استدل بهذا الحدیث علی موت الخضر کالمولف او یحمل ان یکون الخضر فی غیر هذه الارض المعهودة ولئن سلمنا ان ال للاستغراق فقد لا احد عموم یحتمل اذ علی وجه الارض الجن والانس والعمومات یدخلها التخصیص بادنی قرینة (قسطلانی صفحہ ۲۰۲ ج-۱-)

اس قول سے کہ کوئی پشت زمین پر نرہے گا یہ مراد ہے کہ جنکو تم دیکھتے ہو یا جب وہ تمہارے سامنے آوین تو تم اسکو پہچان لو وہ لوگ فوت ہوجاینگے - یا یہ مراد ہے کہ اس زمین کے لوگ فوت ہوجاینگے جسمین آپ پیدا ہوئے - اور نبی ہوکر آئے یعنے جزیرہ عرب جسمین حجاز - تہامہ نجد - تینون حصہ شامل ہین (اس صورت) مین یہ قول نبوی ایسا ہے جیسا یہ قول خداوندی ہے - کہ محاربین زمین سے نکال دیئے جاوین - جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس زمین سے نکالے جاوین جسمین انسے جرم بغاوت صادر ہوا ہو - اس صورت مین الف ولام استغراق کے لئے نہین ہے - یعنی جو تمام حصص زمین کو شامل ہو

وتخالف پایا جاتا ہے

اس تقریر سے ان محدثین کا قول جو اس حدیث سے حضرت خضرؑ کی موت پر استدلال کرنے مین رد ہوتا ہے۔ کیونکہ انکے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت حضرت خضرؑ زمین عرب مین نہ تھے اور اگر ہم یہ بہی بطور فرض مان لین کہ یہ الف لام استغراق کے لئے ہے تو پہر یہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت خضرؑ اس سے مستثنےٰ ہین"

عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین سے وہ شہر (مدینہ) مراد ہے جسمین آن حضرتؐ موجود تھے۔ چنانچہ اس قول خداوندی سے کہ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ مدینہ مراد ہے۔

> وقیل اراد النبی صلعم بالارض البلدة التی ہو فیہا وقال تعالی الم تکن ارض اللہ واسعة یرید المدینة۔
> (عینی شرح بخاری)

بخاری کی بعض شروح مین ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین کا لفظ کہنے سے ملائکہ اور حضرت عیسیٰ جدا ہوئے۔ بخاری نے اس حدیث سے حضرت خضر کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر جمہور محدثین اسکے مخالف ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ ایک عام بات فرمائی ہے جس سے حضرت خضرؑ مخصوص ہین۔ یا یہ کہ اسمین زمین والونکا حال بیان ہوا ہے۔ اور

> قولہ ظہر الارض احترز عن الملائکہ وعیسی علیہم السلام واحتج بہ البخاری وغیرہ علی موت خضر۔ والجمہور علی خلافہ واجابوا بانہ عام مخصوص البعض او کان فی البحر ولا یعترض بہاروت وماروت لانہما لیسا ببشر وکذا الجواب فی ابلیس قال العینی الاوجہ ان یقال المراد ممن ہو علی

اوس کے بیان کرنے

ظہر الارض امۃ امۃ اجابۃ کانت او دعوۃ و عیسی و خضر لیسا داخلین فی الامۃ والشیطان لیس من بنی ادم (ہامش بخاری صٓ)	حضرت خضر دریا مین ہین - ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا - کیونکہ وہ دونو بشر نہین - ایساہی ابلیس کے

موجود ہونے پر اعتراض کا جواب ہے - عینی نے کہاہے کہ بہت با وجہ جواب یہ ہے اس حدیث مین آنحضرت ص نے اپنی امت کا حال بیان کیاہے - اور حضرت عیسے وحضرت خضر اس امت سے نہین ہین - اور شیطان جو موجود ہے تو وہ بنی آدم سے نہین !!

قادیانی نے اپنے اس قول کی شرح مین زبانی یہ تقریر کی تہی کہ یہ بات کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار زمین پر نہ رہیگا - آنحضرتؐ نے سوال قیامت کے جواب مین فرمائی تہی - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث مین قیامت قائم ہونے اور تمام زمین کے زندہ اشخاص کے مرجانے کی خبر دی گئی ہے -

یہ بات آپنے اپنے خسر دوم منشی ناصر نواب کو بہی زبانی کہی تھی

اور اسکی تصدیق کے لئے مشکوۃ کے صفحہ ۴۸۱ مین ایک حدیث دکھا کر اسکا مطلب یہ سمجہایا تھا کہ آنحضرت ص سے لوگون نے وقت قیامت سے سوال کیا توآپنے یہ فرمایا کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی نہ رہیگا - اس کے بعد زبانی تقریر مین قادیانی صاحب نے فرمایا تہا کہ اس قول نبوی سے زمین سے کوئی خاص زمین مراد ہو تو یہ قول سوال قیامت کا جواب نہین بنتا - کیونکہ کسی ایک زمین کے زندہ اشخاص کے فوت ہوجانے سے قیامت کا قائم ہونا ثابت نہین ہوسکتا - قیامت تب ہی

کے لئے تو ایک

قائم ہو جبکہ تمام زمین پر کوئی زندہ نہ رہے۔

اس تقریر مین قادیانی نے مسلمانان حاضرین مجلس اور اپنی دام فتادہ خسر بیچارہ منشی ناصر نواب کو دھوکا دیا اور اس دھوکہ سے اپنا دجال ہونا خوب ثابت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار نفس زمین پر نہ رہیگا۔ سوال قیامت کا جواب ہرگز نہین ہے یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا تو پھر کیا ممکن تھا کہ سو برس کے بعد کوئی زمین پر زندہ رہتا اور آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی مین تخلف ہوتا۔ اور قیامت کا ہنگامہ برپا نہوتا ہرگز نہین۔ یہ قول تو آپنے سوال قیامت کے جواب سے اعراض وانکار کر کے فرمایا تھا۔ لوگون نے آپ سے وقت قیامت سے سوال کیا۔ آپنے جواب مین وقت قیامت سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور صاف فرما دیا کہ وقت قیامت کا علم تو مجھے نہین ہے۔ یہ علم تو خدا تعالے ہی سے مخصوص ہے۔ ہان مین یہ بات قسم سے کہتا ہون کہ جو لوگ آج کے دن تک زمین پر موجود ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد زندہ نرہینگے۔

اصل حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱۰ مین ہے اور وہی حدیث مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۰ منقول ہے عن جابر بن عبد اللہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسألونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ تأتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذ۔

رسالہ چاہیے

اسحدیث کا مطلب وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔ اس حدیث سے آنحضرتؐ کا مقصود یہ ہے کہ آپ کے اہل قرن (ہم عصر لوگ) سو برس تک گزر جائینگے نہ یہ کہ تمام دنیا کے لوگ سو برس تک مرجائینگے۔ اور قیامت برپا ہو گی۔ چنانچہ اسی کتاب صحیح مسلم مین حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ لوگ جو اسمین

قال ابن عمر فوهل الناس في مقالة رسول الله صلى الله عليه وسلم تلك فيما يتحدثون من هذه الاحاديث عن مائة سنة وانما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض احد يريد بذلك ان ينخرم ذلك القرن۔ (صحیح مسلم صـ۳)

سو برس کے بعد قیامت آنے کی باتین کرتے ہین اسمین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کے معنے سمجھنے مین غلطی کر رہے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو آجتک پیدا ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد نہ رہینگے جس سے آپکا مقصود یہ تھا کہ آپ کا قرن سو برس کے بعد گزر جائے گا۔

یہ **قول** ایک جلیل الشان صحابی (ابن عمرؓ) کا ہی اسباب مین **نص** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سوالِ قیامت کا جواب نہین تھا۔ اور اس سے قیامت برپا ہونے کی خبر دینا مقصود نہ تھا۔ بلکہ بیان انقضاء قرن مقصود تھا۔ اور جب اس قول سے جواب سوال قیامت مقصود نہوا تو پھر اس سے تمام زمین کے زندہ اشخاص کا فوت ہوجانا مراد ٹھہرانا ضروری نہوا۔ کیونکہ یہ بقول قادیانی اسی صورت مین ضروری تھا جبکہ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا۔ اور اس سے قیامت ہونے کی خبر دینا مقصود حضرت رسالت ہوتا۔

مگر اس جگہ

لفظ قرن کو (جسکے گزر جانے کا بیان بقول حضرت ابن عمرؓ مقصود حضرت رسالت تہا) دیکھا جائے تو اس سے بہی **تمام زمین** کے لوگون کا مراد نہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انحضرتؐ کے اہل قرن وہی لوگ کہلاتے جو آپ سے شرف صحبت وملاقات رکہتے تھے نہ تمام دنیاوی لوگ

حدیث مشہور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مین انحضرتؐ نے اپنے قرن والون کو بہترین اہل زمانہ فرمایا ہے۔ پھر انکو جو انکے قریب ہون پہر انکو جو انسے متصل ہون۔ اور اس قول سے ان تینون زمانون کے تعامل عام کو حجت ٹہرایا ہے۔ کیا اس حدیث مین ان تین زمانون کے تمام دنیا کے لوگون کو (یورپ مین ہون خواہ ایشیا مین یا امریکہ وچین وغیرہ مین) انحضرتؐ نے بہتر کہا اور ان کے تعامل کو حجت ٹہرایا ہے۔ ہرگز نہین۔

مجمع البحار جلد سوم کے صفحہ ۱۲۳ مین نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ انحضرت

> قرنہ اصحابہ علی الصحیح وقیل قرنہ ما بقیت عین رأتہ والثانی ما بقیت عین رأت من رآہ والثالث کذلک
> مجمع البحار

کا قرن بنابر قول صحیح آپکے اصحاب تہے بعض کا قول ہے کہ انحضرت کا قرن اسوقت تک ہے کہ آپ کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ دوسرا قرن اسوقت تک ہے کہ آپکو دیکھنے والون کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ ایسا ہی تیسرا قرن ہے۔

اور اسے **مجمع البحار** جلد ثالث کے صفحہ ۱۲۲ مین طیبی سے نقل کیا ہے

> قرنہ اصحابہ والثانی ابناءہم

کہ آپکا قرن آپ کے اصحاب تہے۔

اسی قدر کافی ہے

والثالث ابناء ابنائهم وقيل كل طبقة مقترنين في وقت والصحيح ان قرنه الصحابة والثاني التابعون والثالث تابعوهم وقد ظهر ان مدة ما بين البعثة الى اخر من مات من الصحابة مائة وعشرون بالتقريب وان نظر الى وفاته كان مأية اما قرن التابعين فان اعتبر من سنة مأية كان نحو خمسين فظهر ان مدة القرن مختلف باعتبار اعمار اهل كل زمان - واتفق ان اخر اتباع التابعين من عاش الى عشرين ومأتين وفيه ظهر البدع ظهورا فاشيا واطلقت المعتزلة السنتها ورفعت الفلاسفة رؤسها

دوسرا قرن اونکے بیٹے - تیسرا قرن اونکے پوتے - بعض کا قول ہے - قرن وہ لوگ ہین جو کسی وقت مین ملے ہون - مگر صحیح یہ تفسیر ہے کہ آنحضرت کا قرن آپ کے اصحاب ہین - دوسرا قرن تابعین کا - تیسرا قرن تبع تابعین کا - اور یہ امر ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ کے مبعوث (نبی) ہونے کے وقت سے آخری صحابی کی موت تک تقریبًا ایکسو بیس برس ہوتے ہین اور اگر آنحضرت کے سال وفات سے (جس سے ایک مہینہ پیشتر آپنے وہ قول سو برس تک کسی کے زندہ نرہنے کا فرمایا تھا چنانچہ صحیح مسلم مین بصفحہ ۱۳۱ اور مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۲ تصریح ہے) حساب کیا جاوے تو ایک سو برس ہوتے ہین تابعین کا قرن اس سو برس کے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور ستر برس تک ختم ہوتا ہے - اور تبع تابعین کا قرن اسکے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور پچاس برس تک ختم ہوتا ہے - اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرن ہر ایک زمانہ والون کی عمر کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے - اور اسپر اتفاق ہے کہ آخری تبع تابعین

اب ظاہر ہے کہ اگر تمام حدیثیں روایت کے طور سے بلکہ یقینی الثبوت ہوتیں تو یہ خرابیاں ان کا ہیکو پڑتیں اب مین خیال کرتا ہون کہ مین

دوسو بیس برس تک زندہ رہا ہے۔ اسکے بعد بدعت وفساد کا عام شیوع ہوگیا۔ معتزلہ نے زبان کو کھولا۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا وغیرہ وغیرہ ؛؛

نتیجہ

ان عبارات کی شہادت سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت م کے قرن سے جسکے گذر جانے کی بقول حضرت ابن عمر آنحضرت نے اس قول مین خبر دی تھی صحابہ مراد ہین۔ جو عرب وغیرہ بلاد کی زمین مین رہتے تھے آنحضرت نے اس قول مین ان ہی کے فوت ہو جانے کی خبر دی تھی نہ تمام دنیا کے لوگونکی۔ آپ کے قرن سے سارے دنیا کے لوگون کو مراد ٹھرایا جائے تو آنحضرت کی اس حدیث مشہور مین جو لفظ قرن وارد ہے اس سے بھی تمام دنیا کے لوگ مراد لینا اور انکا بہتر ہونا اور انکے تعامل کا حجت ہونا لازم آئیگا جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہوسکتا۔ **اس بیان سے** ثابت ہے کہ قادیانی فن حدیث سے ناواقف ہوکر ناحق دخل درمعقولات دیتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے غلط معنے کرکے انکو باہم متعارض ٹھرانا اور مسلمانون کو دہوکہ وضلالت مین ڈالتاہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سو برس والا واقع مین حدیث دجال کی متعارض نہین اور دجال کے موجود ہونے کی نفی کرتا۔

لہ جملہ احادیث کو یقینی الثبوت کہنے کا جواب بارہا دیا گیا۔ ادن مین تعارض کا عدم وقوع بھی ظاہر کیا گیا۔ آپ باربار اسی بات کا اعادہ کرتے اور خروج از مبحث کا ارتکاب عمل مین لاتے ہین جسکی پانچوین دفعہ ہے۔

خروج دفعہ ۵

آپکے سوال کا پورا پورا جواب دے چکا ہون۔ کیونکہ جس حالت مین یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثین بوجہ اپنی ظنی حالت اور تعارض اور دوسری وجوہ کے یقین کامل کے مرتبہ پر نہین ہے اسلئے وہ بجز شہادت و موافقت قرآن کریم یا عدم خلاف اسکے حجت شرعی کے طور سے کام مین نہین آسکتین اور قانون روایت کے رو سے اونکا وہ پایہ ہرگز تسلیم نہین ہو سکتا جو قرآن کریم کا پایہ ہے۔ سو بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔

۱۰- جولائی　　　　مرزا غلام احمد　　　　سنہ ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ۵- از جانب خاکسار

آپنے میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف نہین دیا۔ اور نہ بتلایا کہ احادیث کا قانون روایت بجز اس عقلی پیمانہ کے کہ موافق قرآن ہون تو مقبول ورنہ مردود یعنی پیمانہ صحت کیا ہے اور اصول روایت کے رو سے احادیث صحیحین صحیح ہین یا نہین

سلہ پورا چھوڑا ادھورا جواب بھی نہین دیا۔ اور نہین بتایا کہ احادیث صحیحین اصول روایت کی رو سے صحیح ہین یا سب کے سب غیر صحیح یا بعض صحیح بعض موضوع۔ ہمارے سوال کا یہی جواب تھا جسکا کوئی حصہ بھی آپ کی تمام کلام مین پایا نہین جاتا۔ پورا جواب کہان۔

۲ہ احادیث صحیحین کا واجب العمل ہونا باوجود ظنی تسلیم ہونے کے شرط توافق قرآن کریم سے مشروط نہین۔ وہ احادیث بلا مراجعت قرآن واجب العمل ہین۔ اور کوئی حدیث صحیحین قرآن شریف کے مخالف نہین۔

۳ہ یہ ہمپایہ ہونا کسنے کہا۔ اور کسنے اس سے سوال کیا۔ یہ چھٹی فقرہ آپنے مبحث سے خروج کیا۔ کہ ایک ایسے امر سے تعرض کیا جس سے بحث و سوال نہ تھا۔

مگر آپکے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو بخاری ومسلم کی کیون نہو صحیح ولائق قبول نہین جانتے جبتک کہ اوسکا مطابق قرآن ہونا ثابت نہو۔ وبناءً علیہ اُن کتب کی احادیث کی نسبت یہ عام حکم نہین لگاتے کہ وہ صحیح ہین یا موضوع ہین۔ اور نہ یہ تفصیل وتشقیق کر سکتے ہین کہ فلان حدیث صحیح ہے فلان موضوع بجز احادیث متعلقہ ابن صیاد ودجال جنکی ایک جانب کو آپ موضوع جانتے ہین۔ آپکے کلام کا یہی مطلب ہے تو آپ صرف ہان کہدین اور اوس کے ساتھ یہ بھی بیان فرماوین کہ اس اعتقاد وبیان مین سلف صالحین سے آپکا

سلہ ہمارے اس اظہار مفہوم پر بعض دجاجلہ اتباع قادیانی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب تمکو اس مفہوم کا علم واعتراف ہے تو پھر کیون لکھتے چلے گئے ہو کہ ہمارے سوال کا جواب نہین دیا۔ اس کے جواب دو ہین۔ اول یہ کہ اس مفہوم کی نسبت قادیانی سے اسی مقام مین یہ سوال کیا گیا "ہماری کلام کا یہی مطلب ہے تو صرف ہان کہدو" تو اسنے اسکے جواب مین ہان نہین کہا۔ لہذا سوال واستفسار کا حق رہا۔ جواب دوم یہ کہ یہ مفہوم قادیانی کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ مگر ہم اس سے صاف اقرار کرانا چاہتے تھے۔ اور عوام اہل حدیث پر جو اسکو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین جانکر اسکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین اسکا منکر صحت صحیحین ہونا اسکے اقرار سے ثابت کرنا پیش نظر رکھتے تھے۔ سو اگرچہ اسنے یہ صریح اقرار نہین کیا۔ مگر بار بار کا مفہوم واشارہ بھی صریح اقرار کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے تحریر نمبر ۹ مین اسکو یقیناً منکر صحت صحیحین ٹھہرا دیا اور اسپر جو حکم مناسب تھا لگایا۔

سلہ یہ وہی سوال ہے جسکا ذکر حاشیہ سابق مین ہے۔ قادیانی نے اسکا جواب صاف

کون امام ہے۔ اور آپ سے پہلے کون اسکا قائل۔ اسکا مطلب کچھ اور ہے تو وہ بیان کرین نمبر ۲۔ آپنے یہ بھی بیان کیا کہ تم کتب احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے برابر سمجھتے ہو۔ اسکی نسبت یہ سوال ہے کہ میرے کس لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا ہی نمبر ۳۔ آپنے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث اجتہادی فرمائی ہین۔ اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ وہ وحی الٰہی نہین ہے یا کچھ اور ہے یہی ہے تو فرمایے کہ احادیث متعلقہ ابن صیاد اسی قسم اجتہادی سے ہین یا نہین۔ نمبر ۴۔ آپنے لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع تھا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اس پر کتب حدیث مین کہان شہادت پائی جاتی ہے۔ جس سے اجماع ثابت ہو۔ مگر اسکے ساتھہ یہ بھی بیان کرین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے۔ نمبر ۵۔ آپ نے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے۔

نمبر ۶۔ آپ نے جو مضمون اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اسکی تصحیح نقل کرین اور اس کے ساتھہ یہ بھی بیان کرین کہ اس امر کی نسبت مین نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے

ان سوالات کا آپ جواب دین گے تو آپ کی طولانی جواب پر مفصل بحث ہوگی بلا حصول جواب سوالات مذکورہ اوسپر تفصیلی بحث نہین ہو سکتی۔

۲۱۔ جولائے ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

نہین دیا۔ اور "ہان"۔ قلم و منہ سے نہ کہا۔

ﮯ ناظرین خیال کرین کہ ہمنے کس اعتقاد بیان بین قادیانی کے امام کا نام دریافت کیا ہے۔ اور قادیانی نے جواب مین کس مسئلہ مین اپنے لئے امام کا غیر ضروری ہونا بتایا ہے

تحریر نمبر ۵ - از جانب قادیانی

میری طرف سے مکرر گذارش یہ ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثونمین فرق کرتے ہین اور جو قاعدہ تنقید احادیث انہون نے بنایا ہوا ہے وہ تو ہریک پر ظاہر[1] ہے۔ کہ وہ راویون کی حالات پر نظر ڈالکر باعتبار انکے صدق یا کذب اور سلامت فہم یا عدم سلامت اور باعتبار انکے قوت حافظہ یا عدم حافظہ وغیرہ امور کے جنکا ذکر اس جگہ موجب تطویل[2] ہے کسی حدیث کو صحیح یا غیر صحیح ہونے کی نسبت حکم دیتے ہین۔ مگر انکا کسی حدیث کی نسبت یہ کہنا کہ یہ صحیح ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ حدیث من کل الوجوہ مرتبہ ثبوت کامل[3] تک پہونچ گئی ہے جسمین امکان غلطی کا نہین بلکہ انکا مطلب صحیح کہنے سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال انکے اُن آفات اور عیوب سے

---

[1] محدثین پر ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ مگر آپ پر تو وہ قاعدہ تنقید ایسا مخفی ہے جیسے شب پر آفتاب۔ آپکے الفاظ "سلامت فہم وغیرہ" جنکی پیچھے کر (تحریر نمبر ۸) مین آپنے تاویل کی ہے بتا رہی ہین۔ کہ آپ اس کوچہ مین کبھی نہین گزرے۔

[2] موجب تطویل نہ کہئے یہ فرمایئے ہمکو انکا علم نہین۔ مگر یہ تب ہو جبکہ آپ کو بے ریائی و اخلاص سے کوئی تعلق ہو۔ یہان تو تمام سلسلہ کی بناہی بناوٹ اور جھوٹ اور تکلف اور نمائش پر ہے۔ پھر لاعلمی کا اقرار کیونکر ہو۔

[3] جسقدر ثبوت عمل کے لئے کافی ہے وہ تو کامل و مکمل احادیث صحیحین کو حاصل ہے۔ رہی آپ کی قید عدم امکان غلطی سو محض دھوکہ ہے۔ عمل کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے اور حدیث صحیح باوجود امکان غلطی واجب العمل ہے۔

ٹہرا ہے جو غیر صحیح حدیثون مین پائی جاتی ہین اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پہر بھی واقعی اور حقیقی طور پر صحیح نہو - غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے - اگر کوئی اجگہہ یہ اعتراض کرے کہ اگر احادیث صرف مرتبہ ظن تک محدود ہین تو پہر اس سے لازم آتا ہے کہ صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثون کے ذریعہ سے مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہین وہ سب ظنی ہون تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے دھوکہ کی بات ہے کہ ایسا سمجہا جائے کہ یہ تمام اعمال محض روایتی طور پر دریافت کئے گئے ہین - وبس بلکہ انکے یقینی ہونے کا یہ موجب ہے کہ سلسلہ تعامل ساتہہ ساتہہ چلا آیا ہے - اگر فرض کرلین کہ یہ فن حدیث دنیا مین پیدا نہوتا پہر بھی یہ سب اعمال و فرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے - خیال کرنا چاہیئے کہ جس زمانہ

---

۵۱ صحیحین کی احادیث واقعی صحیح نہون تو انکی صحت پر قسم کہانے سے کفارہ لازم آوے حالانکہ یہ کفارہ لازم نہین ہے - چنانچہ ہماری تحریر نمبری ۸ - مین اسکا بیان آتا ہے ان کتابون کی صحت پر امت کا اتفاق واقعی صحت کا مثبت ہے - کیونکہ امت اپنے اتفاق مین معصوم ہے اسکا بیان بہی نمبری ۸ - مین ہے -

۵۲ نماز وروزہ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال اتفاقیہ ارکان گو تعامل سے ثابت ومعلوم ہین - مگر انکی اختلافی اجزا ومسائل تعامل سے ثابت نہین - انکا ثبوت احادیث ہی سے ملتا ہے - حدیث نہو تو ان مسائل کے ثبوت کا پتہ نہ لگے - آن پر تعامل پایا جاتا تو انمین اختلاف واقع نہوتا - قادیانی جو ان سب کو تعامل سے ثابت بتاتا اور انکو یقینی ٹہراتا ہے - تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تعامل کے معنے جانتا ہے اور نہ ان اختلافات سے واقف ہے جو ان اعمال کی اجزا ومسائل مین پائی جاتے ہین - اسکی تفصیل بہی ہماری نمبری ۸ - اور اسکے حواشی مین ہوگی -

تک حدیثین جمع نہین ہوئی ہین کیا اسوقت تک لوگ حج نہین کرتے تھے یا نماز نہین
پڑھتے تھے یا زکوۃ نہین دیتے تھے۔ ہان اگر یہ صورت پیش آتی کہ لوگ ان تمام احکام
واعمال کو یکدفعہ چھوڑ بیٹھتے اور صرف روایتون کے ذریعہ سے وہ باتین جمع کی جاتین
تو بے شک یہ درجہ یقین وثبوت تام جو اب انمین پایا جاتا ہے ہرگز نہوتا سو یہ ایک
دھوکھ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کے ذریعہ سے صوم وصلوۃ وغیرہ
تفاصیل معلوم ہوئی ہین بلکہ وہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے معلوم ہوتے چلے آئے ہین۔
اور درحقیقت اس سلسلہ کو فن حدیث سے کچھ تعلق نہین وہ تو طبعی طور پر ہر یک
مذہب کو لازم پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور میرا مذہب احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہ
نہین ہے کہ مین خواہ نخواہ انکی کسی حدیث کو موضوع قرار دون بلکہ مین ہر یک حدیث کو

---

۵۱ اے ناخدا ترس مسلمانون کو دھوکہ دینے والے مفتری احادیث وہی نہین
کھلاتین جو کسی کتاب مین جمع ہون اور لکھی جا چکی ہون۔ صدر اول مین تو احادیث
زبانی روایت کیجاتی تھین اور سینون مین محفوظ تھین۔ اور ان ہی حدیثون کی
ہدایت کے موافق صدر اول کے لوگ نماز وروزہ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال وارکان اسلام
بجالاتے اور کسیوقت مین وہ احادیث سے مستغنی نہین ہوئے۔ حدیث نہوتی تو
اسلام کے ایک رکن پر مطلق عمل جاری نہوتا۔ تعامل کیا اور کسکا۔
۵۲ ان اعمال کے جملہ ارکان ومسائل کا یقینی ثبوت انکو ہوگا۔ مسلمان تو عموماً ان کی
اختلافی تفصیلات کے لئے وہی مرتبہ ثبوت تجویز کرتے ہین جو احادیث صحیحہ کا مرتبہ
ثبوت ہے۔ یعنی ثبوت بظن غالب یہی وجہ ہے کہ ان اختلافی مسائل مین ایک
فریق دوسرے کی تکفیر وتفسیق نہین کرتا۔
۵۳ خواہ نخواہ کیون موضوع کہینگے۔ آپ کوئی وجہ نکالکر موضوع قرار دینگے۔ مخالفت
قرآن کی وجہ وجیہ آپ کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ جس حدیث کو چاہا مخالف قرآن قرار

قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون - اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے
کھلے طور پر انکی مخالف نہو تو مین بسر و چشم اسکو قبول کرونگا - بلکہ اگر مخالفت بہی ہو تو
کوشش کرونگا - کہ وہ مخالفت اوٹھ جاے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہوسکے
تو پھر البتہ کھونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے مین تغیر الفاظ یا پیرایہ بیان مین کچہ
فرق آگیا ہوگا یا جو کچہ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے
حافظہ مین محفوظ نہین رہے ہونگے - مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری
یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو - جبکی مین کسی وجہ سے تطبیق نہ
کرسکا بلکہ جو کچہ بعض احادیث مین کچہ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالی نے اس تعارض کو دور کرنیکی الہی بہی
سمجہ دی فرمائی ہے -

دیگر موضوع قرار دیدیا - جیسا کہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو آپنے
مخالف قرآن و توجیہ قرآن قرار دیکر موضوع قرار دیدیا ہے نمبر ۴ کے
صـ ۱۱۱ - ۱۲۵ - ۱۲۷ مین فتوے ملاحظہ ہو -

اول ۲ جس طور سے تطبیق احادیث بقرآن آپ کرتے اور اسکو خدا کی مدد سمجھتے ہین
وہ صریح انکار احادیث سے بدتر ہے - آپ اگر ان احادیث کی نسبت (جنکو
بزعم خود قرآن کے مخالف سمجھتے) صاف یہ کہدین کہ یہ احادیث موضوع ہین تو
اس سے اسلام اور مسلمانون کا کچہ نقصان نہو - مسلمان اس دعوے
موضوعت مین آپ کو مبتدع سمجھین اور ان احادیث کا موافق قرآن ہونا
علماء اسلام دریافت کرلین - مگر جب ناواقف اردو خوان مسلمان آپ کی
کلام مین ان احادیث کو قرآن سے تطبیق دیکھتے ہین اور ایسے ایسی معانی سنتے
ہین - جو زمانہ حضرت رسالت سے اسوقت تک کسی مسلمان کے خیال

ہان مین دعوے

مین نہین آئی تووہ اس سے سخت گمراہ ہوتے ہین۔ اور وہ ان احادیث کے ظاہری معانی کو جو ابتدار سے آجتک مسلمانون مین متوارت چلے آئے ہین اور حقارت کی نگاہ سے دیکھکر انسے انکاری ہوجاتے ہین جسکا نتیجہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ پورے ملحد وباطنی ہوجائینگے۔ اور صوم وصلوۃ کی ظاہری معانی سے ہی انکار کرینگے۔ انکی تمثیلات فتح اسلام اور ریویو مین بکثرت بیان ہوئی ہین اس مقام مین ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔

حدیث اتفاقی صحیحین مین آیا ہے کہ مسیح آئینگے تو وہ خنازیر کو قتل کرینگے جس سے مراد یہ کہ وہ خنزیر پالنے اور اسکو کام مین لانے کو موقوف کردینگے۔ موجودہ خنزیرون کو قتل کا حکم دینگے اور آیندہ خنزیر رکھنے سے لوگون کو روک دینگے۔

آپنے جب دیکھا کہ عام دنیا کو خنزیر پالنے سے روکنا تو ریاست وسیاست کا کام ہے۔ اور حاکم وقت کے سوا کسی سے ممکن نہین ہے۔ اور آپ کا حکم تو خاص کر قادیان کے ایک محلہ مین بہی نہین چلتا۔ حکم کیسا آپکو تو اپنی جان بچانے کی لالی پڑی ہوئی ہے۔ قادیان مین سہ چہپا کر زندگی بسر کر رہے ہین۔ دہلی گئے تو پولیس کی پناہ مین رہے۔ پہر آپ مسیح موعود بنین تو کیونکر بنین یہ سوچکر آپنے پہلے اس حدیث کے معنے کو بگاڑا۔ اور اس لائق کردیا کہ آپکے بے علم اتباع کی نظر مین انکا مخالف قرآن ہونا دکہائی دے۔ اور کہا کہ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت مسیح جنگلون مین خنزیرون کا شکار کہیلتے پہرینگے۔ اور چوہڑی (بہنگی) اور سانہسی (پنجاب مین ایک قوم ہے جو چوہڑون کی طرح مردار کہاتے ہین) گہنڈ ہیلے اور سکھ اور شکاری کتے آپکے ساتھ ہون گے۔

نہین کرسکتا

پیران معنے کے مخالف قرآن نحو کے نبوت بین فرمایا کہ یہہ معنے نبی کی اس شان کے برخلاف ہین جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنے کے روسے قرآن کریم کے مخالف ہے۔ پھر اس حدیث کے قرآن سے تطبیق کرنے کی غرض سے اسکی یہ تاویل فرمائی۔ کہ اس حدیث مین خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین اور قتل سے انکا مغلوب کرنا۔ اور اس معنے سے یہ حدیث قرآن کے موافق ہوسکتی ہے۔ (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۳ اور ازالہ صفحہ ۱۴۲ وغیرہ)۔

اس تاویل و تطبیق قادیانی کو جو لوگ مان چکے ہین وہ قتل خنزیر کے ظاہری معنے پر خوب قہقہہ اڑا رہے ہین اور تمام مسلمانون کے حق مین جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک اسکے ظاہری معنے مراد سمجھتے چلے آئے ہین یہ گمان کر بیٹھے ہین کہ وہ حضرت مسیح کی نسبت خنزیرون کا شکار کھیلنے اور چوہڑون اور چمارون اور کہنڈیلون اور کتون کو ساتھ لیکر جنگلون مین دوڑتے پھرنے کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہین اور اس گمان سے وہ نصوص نبویہ اور قرآنیہ کے ظاہری معنے مراد لینے کو ایک نہایت شرمناک اور غیر مہذبانہ و احمقانہ خیال سمجھنے لگے ہین۔ جسکا عنقریب یہ نتیجہ ظاہر ہوگا کہ وہ آیات حرمت خنزیر مین بھی خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد لینگے۔ اور اصلی خنزیر کو حلال سمجھکر نوش جان فرمائینگے

اس اصول پر وہ نماز و روزہ و حج زکوۃ کی نصوص وہ تاویلین کرینگے جو فتوے صفحہ ۱۴ مین باطنیہ سے منقول ہوئی ہین۔ اسوقت تک تو وہ احادیث کے ظاہری معانی پر قہقہے اوڑا رہے ہین۔ چند روز کے بعد جب اصول تاویل قادیانی انکے خیال مین استحکام کے ساتھ جاگزین ہوگا تو وہ آیات قرآن کے ظاہری

کہ مین ہر ایک تعارض کو دور کر سکتا ہون - کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر قہقہے اوڑائینگے - اور ان ظواہر سے انکار کرینگے - اس انکار ظواہر آیات کی پٹڑی بھی انکے پیغمبر قادیانی نے جمادی ہے - اور آیات لیلۃ القدر و سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامریہ قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے - اور یہ انکار انکا حدیث نبوی کی ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین ہے - ظواہر حدیث کو تو آپنے ظنی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے - ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اوڑانا شروع کردیا ہے - کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین - اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگئی - (خدا اسکو مسلم نہونے دے اور باطل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظواہر و حقائق سے منکر ہو جاوینگے - اور پکے اور پورے باطنی و ملحدین جاوینگے - اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا -

۵ یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی اور واقعی تعارض بھی موجود ہے جسکو نہ آپ دور کر سکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص - اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ آپنی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کر چکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بھی موجود ہین - یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرہوان حملہ ہے -

حملہ ۱۳

مین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو تعارض ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے[سلہ] اس تعارض کے ماننے مین کون تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کر چکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۳ مین اسبات کو قبول کر چکے ہین کہ بلا تقلید غیری استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگیر ہین۔ بلا واسطہ سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ میرے کس لفظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مین احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون یہ مجھے آپ کی فحوائے کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ منشاء نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے متنزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور محک[سلہ]

سلہ مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر ۲ و صفحہ (۲۵۳) اور متن صفحہ مذکور ملاحظہ ہو۔

اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین آیۃ و حدیث کی ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوائے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر ۱ و صفحہ ۲۶۱ ملاحظہ ہو۔

سلہ حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہونا تو مینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

صحت احادیث ٹہراتے ہین تو پھر میری غلطی[۵۱] ہے کہ مینے ایسا خیال کیا لیکن اگر آپ درحقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الراے ہین پر اس لمبی چوڑی تکرار سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہہ اجتہاد سے مراد اس عاخم کی اجتہاد فے الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرتؐ وحی مجمل مین

محکت صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی اپنی طرف سے ملاکر مجھے اُن دونو باتو نکا قابل قرار دیا اور ہمین اپنی دجالیت کا انکا ثبوت پیش کیا ہے۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ احادیث صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ ثبوتِ صحت کے بعد خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو۔

۵۱ یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعتراف صادق اور دل سے ہوتا تو میرے اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین" بیان و تسلیم کرنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے۔ حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا اعادہ کیا ہے۔

۵۲ اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس و تلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال ہونا بہت زور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات و تحریفات نصوص

اجتہادی طور پر

قرآن وحدیث کا اصل اصول یہی امر ہے جو اس قول مین اسنے اختیار کیا ہے۔ ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنین۔ اس قول مین آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل مین اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہو اور اس دعوی سے قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیہ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور اسمین غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی نظر سے قادیانی نے اپنی تحریر نمبر۲ مین یہ دعوی کیا تھا کہ "بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت صلعم نے فرمائی ہین اس وجہ سے انمین باہم تعارض ہو گیا ہے"۔ جسپر ہمنے اپنی تحریر نمبری ۵ مین ہمنے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسکا جواب قادیانی نے اس قول مین دیا ہے۔ جسکا مطلب مضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا مضمون صـ ۰۰۰ وصـ ۰۰۰ وغیرہ ملاکر یہ ہوا کہ "بعض آیات واحادیث کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت صلعم اپنے اجتہاد سے اسکی تفسیر وتشریح فرماتے۔ اور اسمین غلطی بہی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان مین تعارض واقع ہو گیا ہے۔ اور احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد وحضرت مسیح اسی قسم سے ہین آنحضرت کو اس باب مین کچہہ مجمل وحی ہوئی تہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح وتفسیر اپنے اجتہاد سے کرکے وہ حدیثین فرمادی ہین۔ اور انمین غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث مین تعارض واقع ہو گیا ہے"۔

اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن وحدیث کو آنحضرت صلعم کے اجتہاد سے تفسیر کرنی

دخل دیا کرتے تھے

اور اسمین غلطی کے مرتکب ہونے) پر جو دو دلیلین قادیانی نے پیش کی ہین وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہین (چنانچہ حاشیہ آئندہ متصلہ مین ان کی تشریح ہوگی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہادی ہو سکتی ہے۔ اور اسمین غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کے محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن و حدیث کی تفسیر آنحضرت ؐ اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمین غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن و حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) مین آنحضرت ؐ کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اس دہوکہ سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبھی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہین ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع ملگئے ہین جو عقل سے بہی اب کوئی تعلق نہین رکھتے۔ جیساکہ نقل کو پہلے ہی سے آپ سی بعیت کرکے سلام کہہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دہڑک و بلا پابندی نقل وعقل جو چاہتے ہین کہہ دیتے ہین۔ اور وہ "آمنا کل من ربنا" کہکر اسکو تسلیم کرلیتے ہین آپ دو تین خوابون کی تعبیر مین آنحضرت ؐ کے اجتہاد وخطا کو تہکہنڈا بنا کر انہین کی دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن و حدیث کو چاہتے ہین وحی مجمل قرار دیتے ہین اور اسکو آنحضرت ؐ کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹھراکر اسکے ظاہر معانی کو بیکار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنا لیتے ہین۔ اور نصوص قرآن و حدیث کو زیر و بالا کر دیتے۔ اور وہ لوگ عقل و نقل سے آزاد اسکو

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین۔ وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ بھی نہ سکینگے۔ ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے۔

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وحی آلہی و نص شارع سے جسکو اجتہاد اور اجتہادی غلطی ہرگز نہین کہا جاسکتا۔

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ حسامی مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل۔ وھو ما ازدحمت فیہ المعانی فاشتبہ المراد بہ اشتباھا لا یدرک الا ببیان من المجمل کاية الربو وحکمہ التوقف فیہ علی اعتقاد حقیۃ المراد بہ الی ان یاتیہ البیان (حسامی ص)	مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو۔ جیسے آیہ ربو ہے۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد نہو۔ آیہ ربو کے مجمل ہونے کی وجہ یہ بیان کی

گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑھوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑھوتری سے خالی نہین۔ لہذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہوسکتی۔ اور وجوہات سے بڑھوتری مراد لین تو انمین کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے۔ اور کسی خاص وجہ کی بڑھوتری مراد نہین لیجاسکتی۔

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا گیا- یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرما دیا کہ چھ چیزون گندم- جو- نمک- کھجور- سونا- چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے- تو وہ اشتباہ رفع ہوا- اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہین کرتا کہ آنحضرتؐ نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے- بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے- کہ یہ بیان وحی الہی سے ہوا ہے- جسکو شریعت کہا جاتا ہے- اور اس بیان مین آپکو شارع تسلیم کیا جاتا ہے- اسکی مثالین کتاب وسنت مین اور بہت ہین- کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی شائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۰ مین دیکھے- اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین-

نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے ہی ہوسکتی ہے-

نبیؐ کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے- چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے- مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اسمین بعض جگہ (جنکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بھی ظاہر ہوئی- تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن وحدیث سے متغائر اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے- اور شرع اور وحی سے درود بیان کی

رؤیا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعا والبخاری من قول عبید بن عمیر-

جو آن حضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔
یھی وجہ ہے کہ اس قسم وحی منامی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب

رویا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءً من النبوة (بخاری صفحہ ۱۰۳۵)

مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چھیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر بہی بیان شارع پر موقوف رکہی جاتی تو اسکی جزء (چھیالیسوان حصہ) مین بہی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہہ ناممکن امر ہے کہ ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لہذا اسکو کل یعنے وحی منامی نبوی مین بہی اس بیان کی ضرورت کو اُٹھایا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکھا گیا۔

الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن وحدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دھوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن وحدیث کو خواب کے حکم مین ٹھراکر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہادی غلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔

یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بد اثر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پہنساکر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹھراکر محل اجتہاد وغلطی اجتہادی وناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنے احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد خصوصاً حدیث تمیم داری جسکو خصوصیت کے ساتھہ قادیانی نے تحریر نمبری ۴ مین نشانہ بنایا ہے۔

پس واضح ہو کہ جن احادیث مین دجال کی آمد کی خبر ہے انمین ایک حدیث بھی ایسی نہین جسمین کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف مشاہدہ مین آیا ہو۔ جس سے ثابت ومفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تہی جو خلاف واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق ومفہوم والفاظ وسیاق سے صاف بتا رہی ہین کہ ان احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہین وہ اُن حضرت کی چشم دید واقعات ہین۔ جو بمشاہدہ عینی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے ہین۔ اور ان احادیث مین کسی قسم کا تعارض وتخالف نہین ہے۔ احادیث متعلقہ ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر ۱۰۱ صفحہ ۲۱ مین بیان ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمین متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی مین ثابت کیا جائیگا اور حدیث تمیم داری بالفاظ ہمارے نمبر ۸ مین منقول ہے۔

اس مقام چند احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہین جو ابطال عموم دعوی قادیانی کے لئے کافی ہین۔ ناظرین انصاف سے دیکھین کہ انمین کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے؟۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فاثنی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی

(خطبہ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پھر خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مین تمہین اُس سے ڈراتا ہون اور کوئی نبی ایسا نہین گزرا جسنے

فرمایا کرتے تھے

الا انذره قومه ولاكني ساقول
فيه قولا لم يقله نبي لقومه انه
اعور وان الله ليس باعور
(بخاری ص۱۰۵۵ ومعناه مسلم ص۴۰۰)

عن انس بن مالك ما بعث نبي الا انذر
امته الاعور الكذاب وان ربكم
ليس باعور وان بين عينيه مكتوب كافر
(بخاری ص۱۰۵۵ ومسلم ص۴۰۰)
وفيه يقرؤه كل مومن كاتب وغير كاتب

عن حذيفة عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال في الدجال ان معه ماءً
ونارًا فناره ماءٌ بارد وماءه نار
(بخاری ص۱۰۵۶ ومسلم ص۴۰۰)
وفيه فاما ادركن احدٌ فليات
النهر الذي يراه نارًا فليغمس

وعن ابي سعيد الخدري قال
حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
يومًا حديثًا طويلًا عن الدجال
فكان فيما حدثنا قال ياتي وهو

اس سے اپنی قوم کو ڈرایا نہو۔ ولیکن
مین اسکے حق مین ایک ایسی بات کہتا
ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین کہی وہ
یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا۔ اور خدا
تعالے کانا نہین ہے۔

حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے
ہین۔ کہ کوئی نبی نہین ہے جسنے اس
کانے کذاب سے ڈرایا نہو۔ اور تمہارا رب کانا
نہین ہے۔

اس کانے کذاب کی دو آنکھون کے
مابین لفظ ک ف ر یعنے کافر لکھا ہوگا
جسکو ہر ایک مومن پڑھا ہوا اور ان پڑھ
پڑھ لے گا۔

حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی
ہوگا آگ بھی ہوگی۔ سو اسکی آگ۔
(واقعہ مین) پانی ہوگا۔ اور پانی (واقعہ
مین) آگ۔ بس اگر کوئی اسکو پائے تو
جو آگ نظر آوے اسمین غوطہ لگائے۔

صحیح اور سچی

محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ
فینتھی الی بعض السباخ التی تلے
المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل
ھو خیر الناس او من خیر الناس
فیقول اشھد انک الدجال الذی
حدثنا رسول اللہ ؐ حدیثہ
فیقول الدجال ارایتم ان قتلت
ھذا ثم احییتہ اتشکون فی
الامر فیقولون لا قال فیقتلہ
ثم یحییہ فیقول حین یحییہ
واللہ ماکنت فیک قط اشد
بصیرۃ منی الآن فیرید الدجال
ان یقتلہ فلا یسلط علیہ۔
(مسلم ص۴۰۰ و بخاری ص۱۰۵۶)
عن انس بن مالک قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یجیئی الدجال
حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ
ترجف ثلث رجفات فیخرج
الیہ کل کافر و منافق۔

حضرت ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے ہمکو ایک دن دجال کے
حق مین ایک لمبی حدیث سنائی اسمین
یہ ذکر بہی تہا۔ کہ دجال پر شہر مدینہ کے
دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا
وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شور مین
پہنچیگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص
نکلیگا جو اسدن تمام لوگون سے
بہتر ہوگا۔ (علما کہتے ہین یہ حضرت
خضر ہونگے لو یہ اور ایک مصیبت
قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت
مسیح کو ناممکن سمجھتا تہا۔ یہان ایک اور
بہی غیر معمولی زندہ پہیر نکل آئی) وہ
شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون
کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی
ہے۔ دجال اپنے زیارت کو کہیگا بتاؤ اگر
مین اس شخص کو مار ڈالون اور پہیر زندہ
کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچہ شک

ھوتی تھی۔

رکھیگا وہ کہینگے نہین۔ پہر وہ اوسکو	(بخاری ص۱۰۵۵ مسلم ص۴۰۵)

قتل کریگا۔ پہر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجہے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکھکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تہا۔ پہر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رضہ فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آئیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ مین تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق و کافر جو مدینہ مین ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا۔

اِن احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہین۔ کہ ان احادیث مین جو حالات دجال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہین وہ آپ کی چشم دید حالات ہین۔ اور ان احادیث کے الفاظ و سیاق و سباق مین کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہین جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایت یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور آنحضرت م نے جو کچہہ انمین فرمایا ہے وہ ظن و جتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث مین پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث مین۔

آب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہین کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ مین کیونکر پہنسایا اور کس تحریر مین انکو خواب ٹہراکر اجتہادی و ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برات ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کی حدیث دمشقی بروایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق مین۔ آنحضرت

اور بعض اوقات

کا لفظ "کانی اشبھہ بعبد العزی" جسکے معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گویا دجال کو عبدالعزی سے تشبیہ دے رہا ہون ذلیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھرایا ہے کہ آنحضرت ؐ نے دجال کو حقیقۃً نہین دیکھا تھا۔ بلکہ کشف یا خواب کیحالت مین دیکھا تھا۔ تب ہی لفظ گویا فرمایا۔

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صفحہ ۴۸۹ وغیرہ مین مروی ہو اور اسمین یہ ذکر ہے۔ کہ آنحضرت ؐ نے خواب مین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ "گویا" کے شعر کشف یا خواب ہونے سے اسنے یہ نکال لیا ہے کہ نواس بن سمعان کی تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہین جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہین نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صفحہ ۲۰۳ مین حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکور سے استدلال کر کے قادیانی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسے اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت مین سب کے سب مکاشفات نبویہ تھے جو اپنے اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہین۔ آنہی مین سے یہ دمشقی حدیث بھی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے۔ جبکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہین۔ آہمارے اس بیان پر کہ تمام پیشینگویان مکاشفات نبویہ ہین۔ اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہین۔ خود آنحضرت ؐ کے بیانات مقدسہ شاہد ہین۔ پھر اسکی تمثیل و تائید مین صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ مین بخاری کیحدیث مذکور متضمن خواب طواف دجال نقل کر کے صفحہ ۲۰۷ مین اسکی نسبت کہا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا پڑی

غلطی بہی

غلطی ہے۔ یہ در حقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر و تاویل کرنی چاہیے۔ جیساکہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے سوا اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے کام کے گرد پہریگا" اس کے بعد بڑے زور و شور کے ساتہ جلی قلم سے لکھاہے کہ اب کہان ہین وہ حضرت مولوی صاحبان جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پہیرنا کفر والحاد سمجہتے ہین ذرہ اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر دیکہین کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجہکر کیسی اسکی تاویل کردی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پہر جس حالت مین لاچار ہوکر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی تو پہر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزونکا تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد ص۱۱ مین لکھاہے کہ جسطرح ہمارے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجہکر اسکو ایک روحانی تعبیر کردی ایساہی جناب خاتم الانبیاء* صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایاہے کہ جو کچہ میرے پر کشفی طور پر کہلتا ہے جب تک منجانب اللہ قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

* جس معنے کر قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجہتا ہے اسکی تشریح فتوی مین بصفحہ (۱۶۱ و ۱۸۱ و ۱۷۴) ہوچکی ہو ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین لانیکے لئے بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجہتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ*

ہو جاتی تھی۔

کرسکتا۔ پہر اسکی تمثیل مین ایک حدیث صحیح بخاری کی صد ۱۰۵ سے یہ نقل کی ہو

آنحضرت صلعم کو خواب مین بی بی عائشہ صدیقہ رض دکہائی گئین اور یہ کہا گیا کہ

یہ تیری زوجہ ہے۔ تب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے

ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب مین مقام ہجرت دیکھنے

کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ مین ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تزویر ہے۔ جسمین اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت

مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر خواب قرار دیا ہے۔ اب اسکا جواب بایطرح سنیئے

قادیانی نے جو کچہ اس تقریر مین کہا اسکا مطلب و ماحصل وہی ہے جو ہم نے

بصفحہ (۲۶۵) بیان کیا ہے کہ وہ آنحضرت کی دو تین خوابون کو تہ کہنڈا بنا کر

انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ

محتاج تعبیر و تاویل بنا دیتا ہے۔

اور اسکا جواب بہی گزر چکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دہوکہ۔

بعض احادیث مین جو آنحضرت صلعم کی خاص خوابونکا بیان ہے وہ جملہ احادیث

نبویہ متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہین بنا سکتا۔ اور دلیل خاص

سے دعوی عام ثابت نہین ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات

قرآن و حدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام مین قادیانی کے مغالطات مسلمانون پر

ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث نواس بن سمعان کے لفظ کانی (یعنے گویا) کو مشعر کشف یا خواب

کہنا۔ پہر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر و تاویل کہنا پہر اس لفظ

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک مغالطہ قادیانی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہی جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ **دوسرا مغالطہ** اس خواب کے ساتھہ لفظ "یا کشف" ملا دینا تاکہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بہی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہہ کہ کشف بہی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اسنے بتصریح بہی کہدی ہے

یہ دونون مغالطے اس ایک تجویز سے **دفع** ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے نے بحالت بیداری دجال کی اصلی صورت دکھائی ہو جیسے آپ کی سیر بیت المقدس کو اہل مکہ کو نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تہی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو بچشم خود دیکھ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتلاتے جاتے تھے۔ **یا جیسے** حضرت عمر فاروق رض کو خطبہ کی حالت مین منزلون کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع کہڑا ہونے کے سبب شکست پا چکا تہا) صورت و حالت خدا تعالے نے دکہادی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لی۔ اور ادہر ساریہ کو

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبتنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ + (مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲)

عن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیہ رجلا یقال لہ ساریہ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح

نظیرین

یصیح یاساری الجبل فاسندنا ظهورنا الی الجبل فهزمهم اللہ تعالی (رواہ البیهقی فی دلایل النبوت مشکوۃ صفحہ ۵۳۸)	خدا تعالی نے یہ آواز سنادی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت لیکر جنگ کو اور فتح پائی۔ یہ رویت عینی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تعبیر کا محتاج نہین سمجہا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کے نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیون جائز نہین کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بہی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ و بیان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد و خیال سے جاتی رہی ہو۔ اس لئے کانی گویا کا لفظ فرمایا۔ اسمین **تیسرا مغالطہ** یہ کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کر کے جملہ مضامین حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ اس حدیث کے واقعات و احکام و ہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ و احکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک** یہ **ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پاوے وہ اس کے سامنے سورہ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظہ ہوگی۔ **ایک** واقعہ آیندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر ٹہریگا جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کر کے ایک واقعہ آیندہ خارجی سمجہا

بخاری

تو اُس پر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا برس روز کے دن مین ہمکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی۔ تو اُس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی۔ بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کر کے نمازین پڑہنی ہونگی۔ یعنے نماز صباح سے چھ یا سات گھنٹے کے بعد نماز ظہر۔ پھر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر۔ پھر دو یا تین گھنٹے کے بعد نماز مغرب۔ پہر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا۔ پہر بارہ یا تیرہ گھنٹہ کے بعد نماز فجر وعلی ہذا القیاس۔ اسی قسم کے واقعات واحکام اس حدیث مین اَور بیان ہوئے ہین جن کو کوئی صاحب ہوش وحواس سلیمہ بیان خواب نہین کہہ سکتا۔ وہ بیان خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ انحضرت اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے۔

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بھی مغالطات کا مجموعہ ہے۔ اسمین ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو خواب بنادیا اور یہ کہدیا کہ انحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسی اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات نبویہ ہین۔ **اسکا جواب** گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ انحضرت نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے۔ وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اَور حدیث مین پائی جاتی ہے۔ اور نہ عقل اس کی مجوز ہے۔ کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پہر وہ زید کے حالات واقعیہ وسوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کا باپ اور وہ تجارت

اور مسلم مین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اور سال آیندہ وہ بمبئی جانیوالا ہے) بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین **دوسرا مغالطہ** قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر ہین۔ اسکا جواب بھی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس ومکاشفہ جنگ ساریہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے۔ کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے"۔

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کے ہے جو بیشک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بھی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ بیشک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ و مشاہدات عینیہ واحکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول ہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم جلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ "کہان ہین وہ علمار جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پہیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

بحث

(تیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ پیش تو ایک حدیث خواب طواف دجال کی اور اس سے ان سب حدیثون کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب مین وارد ہین ظاہر پر محمول ہونا اور ان کی تاویل کا کفر ہونا نکالکر علماء پر اعتراضی سوال قائم کردیا۔

اسکا جواب بہی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہو اور اسکی تعبیر و تاویل کو کفر و الحاد سمجھتا ہو۔ آپ کو جو علماء وقت کافر و ملحد کہتے ہین تو وہ حدیث خواب طواف دجال کی تاویل کے سبب نہین کہتے بلکہ اسلیئے کافر و ملحد کہتے ہین کہ آپ اور نصوص قطعیہ قرآن و احادیث مین (جنمین احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح بہی شامل ہین) تاویل و تحریف کرتے ہین اور بلا وجہ قوی و مانع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چہوڑتے جاتے ہین جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کرکے یہ کہنا ہے کہ جس حالت مین لاچار ہوکر ان مکاشفات کی ایک جزء کی تعبیر کی گئی ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزون کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمین قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جزء ٹہرا دیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو دوسری اجزاء۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے۔ اور نا واقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ مین ادا ہوا۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض کذب و کید قادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جنکو دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہین ہے۔ نہ وہ اسکی اجزا ہین نہ یہ انکا جزء۔ نہ جانبین کسی تیسری حدیث کا جزء۔

اخیر تقریر مین جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات مین زیادہ ہی

ہیں۔

کہ جو کچھہ میرے پر کشفی طور پر کہلتا ہے مین انکو ظاہر معانی پر حمل نہین کر سکتا۔ جبتک منجانب اللہ اسکی قطعی اور یقینی معنے معلوم نہوں ہیہ

بھی کادیانی نے محض جہوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بہی سخت دہوکا دینا چاہا ہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن و حدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے یہہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات عینیہ حالت بیداری کو اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔

اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت مین جو حدیثین کادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکھائی گئین۔ اور یہہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر خدا کی طرف سے ہے تو خدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکھو اسمین آنحضرتؐ نے صرف ایک خواب کی ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کے سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھہ ارشاد کیا ہے۔ پہر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کے متردد ہونیسے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

* قادیان قاف سے لکہا جاتا ہے مگر جب اوسکی نسبت مرزا غلام احمد کیطرف ہو تو اوسکو کاف سے لکہنا مناسب ہے کیونکہ اوسکو کید کادیانی سے پوری مناسبت ہے، یہ الہامی اشتقاق ہے جس کا خدا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القا و الہام ہوا ہے۔

ادر حدیث نذہب وہلی

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے۔ یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہین تو کیا ہے۔

دوسری حدیث مین بھی آنحضرت کا خواب مین اپنے ہجرت کی جگہہ کو دیکہنا اور پہر تعبیر مین وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آیندہ مین بیان ہوگا) اسمین بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے بالجملہ کادیانی نے جو کچہہ اس تقریر پرتزویر مین کہا ہے وہ ابتدا ہے کذب ومغالطہ ہے۔ اس سے احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب اور محتاج تعبیر ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کادیانی کے ملحدانہ اصول کے اثر سے بری نہین وہ احادیث وحی جلی اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف ومحتاج تعبیر ہرگز نہین ہوسکتین بلکہ وہ اپنی معانی مین نصوص ہین اور ظاہری معانی پر محمول ہین۔

لہ یہ حدیث بخاری مین ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مینے خواب مین دیکہا ہے کہ مین مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون جسمین درخت خرما ہین۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا یمامۃ او ھجر فاذا ھی مدینۃ (صحیح بخاری ص ۵۵۱)

بھی اسکی شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہادی ۵

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا

اس حدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کرین اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہوجانا بیان ہوا ہے۔ اس سے عام وحی مجمل قرآن و حدیث کا محل اجتہاد و غلطی ہونا ثابت نہین ہوتا (جسکا کادیانی کو اس تحریر نمبرہ مین دعوے ہے) اور نہ اس حدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھہ مجھہ پر کشفی طور پر کھلتا ہے مین اسکو ظاہر پر حمل نہین کرسکتا (جسکا کادیانی نے ازالہ کے صفحہ ۶۹۱ مین دعوی کیا ہے)

کادیانی نے اس دونو دعاوی مین کذب سے کام لیا اور آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہے۔

۵ یہ اجتہادیا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کی ایکخواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ مین داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کر رہے ہین۔ اس خواب کو

وقد كان اصحاب رسول الله خرجوا وهم لا يشكون فی الفتح لرؤيا راها رسول الله (معالم التنزيل ص ۹۳) قال عمر رضی الله عنه قلت له عليه السلام اوليس كنت تحدثنا انا سنأتی البيت فنطوف به وعند الواقدی اته صلی الله علیه وسلم كان رأی فی منامه قبل ان يعتمر انه دخل هو واصحابه

آنحضرت نے اصحاب کے پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجھہ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہوکر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت صلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ بحکم و حکمت الہی جسکا ظہور بیعۃ الرضوان سے ہوا۔

غلطی ہے زیادہ لکہنے کی حاجت نہین - پہر آپ مجہسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے بیان کی ہے

البیت فلما راوا تاخیرہ الملك شق علیهم قال علیه السلام بلی فلخبرتك انا ناتیه العام هذا قال عمر قلت لا قال فانك اتیه وتطوف به قال عمر فاتیت ابا بكر فقلت اولیس كان یحدثنا انا سناتی البیت ونطوف به قال ابو بكر بلی افاخبرك علیه السلام انك تاتیه العام هذا قال عمر قلت لا قال فانك اتیه ومطوف به (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۶)

نہ بنابر تعبیر خواب خود) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین کفار مکہ کیطرف سے روکی گئے تو وہ صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ پر معترض ہوئے کہ کیا آپ ہمکو نفرماتی تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی سال مین داخل ہونگے انہونے عرض کیا کہ یہ تو آپنے نہین فرمایا تپہر آپنے ارشاد کیا کہ پہر تم ضرور (بیعنے ایک نہ ایک دن) اسمین داخل ہو گے - اور اسکا طواف کرو گے - اور حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکے سامنے یہ اعتراض پیش ہوا -

یہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کے بیان کا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئی ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی - وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی - آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی انپر ثابت کردی - اور اس غلطی سے آپکی برائت ظاہر کی +

له ایسا ہی تحریر
کا دیا ہی ہین
نقطے
ہے

ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال معہود کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تھے اور کون لوگ تھے جو اسکو دجال کہتے تھے یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تھے جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع بباعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہوجاتا تھا۔

نقض ثانی صفحہ ۲۸۲

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔

۵۱ یہ محض کذب ہے۔ یا صریح مغالطہ۔ اس حدیث مین نہ اجماع صحابہ کا بیان ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط و مفہوم ہوسکتا ہے۔ ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین" یہ اجماع مستنبط نہین ہوسکتا۔ ہان بجاے لفظ لوگ" لفظ" سبھی لوگ" بولتا تو ابن صیاد کے چھوٹے بھائی اور اسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۲۳۱ مین بیان ہوا ہے۔ اور آیندہ تحریر نمبر آٹھ مین اور بھی بیان ہوگا۔

تو پھر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کو تمسک
سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ
نہین تو اور کیا ہے۔

پہر تین[۱] صحابیون کا قسم کہانا کہ حقیقت مین ابن صیّاد وہی دجّال معہود ہے صاف اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین۔

پہر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین نہین سمجہہ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے۔ ایک[۲] جماعت کا ایک بات کو باتفاق مان لینا ہی اجماع کی حقیقت ہے جو صحابہ مین بآسانی محقّق ہو سکتی تہی اگرچہ دوسرون مین نہین۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیّاد کے دجال ہونے پر

ف۱ اس قول مین قادیانی نے ایک صریح جہوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے اسکا صریح جہوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ وحضرت جابرؓ وحضرت ابن عمرؓ جنکا نام وہ تحریر نمبری ۴ مین بتا چکا ہے) کو اس بات کا قائل بناتا ہے کہ ابن صیّاد دجال معہود ہے۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سے صرف ایک ابن عمرؓ ہین جنہوں نے ابن صیّاد کو مسیح دجال کہا ہے باقی حضرت عمرؓ وحضرت جابرؓ نے تو اسکو صرف دجال کہا ہے (جسکے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ وہ منجملہ ان تیس[۳۰] دجالونکے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت نے دی ہے) نہ دجال معہود حاشیہ صفحہ ۲۳ ملاحظہ ہو اور اسکا مغالطہ صرف تین صحابہ کی (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس[۱۰] بیس[۲۰] صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا مفصل بیان تحریر نمبری ۵ مین ہو گا۔

ف۲ یہ بھی کذب یا مغالطہ ہے۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع اتفاق کل کا نام ہے۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بہی مانع انعقاد اجماع ہے اسکا ثبوت بہی تحریر نمبری ۵ مین ہے۔

ڈرتے تھے سو واضح ہو کہ وہ حدیث مشکوۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے اور اصل عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف اس سوال وجواب کے بیان مین بھی کادیانی نے اپنا شیوہ کید ومغالطہ پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکھایا ہے۔ ناظرین اسکا بیان توجہ سے سنین۔

نہ ہمنے اوس سے یہہ دریافت کیا تھا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اور نہ اُسنے صرف ابن صیاد کے دجال ہونیسے آنحضرت ؐ کی فعل ڈرنیکا دعوے کیا تھا۔ تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا اسنے تو تحریر نمبری ۲ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تھا کہ ”آنحضرت ؐ نے آپ بھی فرمایا ہے کہ مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکی نسبت ڈرتا ہون“ جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہمنے یہ سوال کیا ہے کہ ”آپنے دعوے کیا تھا کہ آنحضرت نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے“۔ اس سوال کی جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اوّل** تو ہمارے سوال کو بدلا دیا۔ اور ہمکو بہلانا چاہا۔ اور بجاے سوالِ ثبوتِ قول نبوی سوالِ ثبوتِ فعلِ نبوی (خوف کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا۔ اور اس کے جواب مین حدیث شرح السنہ کو ثبوتِ فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہ ثابت کر دیا کہ مخاطب کو دھوکہ دینے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکھتے۔ اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجھ لے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

مشفقانہ ہو الدجال اور آپنے جو

انکو مجبور کرے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالبًا انکو کوئی سمجھہ نہین سکتا ہے اور آپکا واد چل جاتا ہے۔ پہر جب کہ آپ کی اس ہیرپہل بہلیان کو ہمنے سمجھہ لیا۔ اور آپکے اس جوابکا اپنی تحریر نمبری ۶ مین یہ جواب دیا کہ شرح السنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت صلعم کا کوئی قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین آتا ہے (کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے) اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت پر افترا نہین تو اور کیا ہے۔

تو آپنے تحریر نمبری ۶ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ فعل نقل کیا کہ "آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے"۔ جسکا جواب تحریر نمبری ۷ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہای تحریرات آیندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ قول کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت سے کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیا ہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب کرنیمین اسنے صریح جہوٹ بولا ہے۔ اب اس جہوٹ کو سچ بنانیکے لئے اِن احتمالات سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول سمجھہ لیا ہوگا۔ ہاتھہ پاؤن مارتا ہے۔ جنکے مقابلہ مین ایسے احتمال بہی موجود ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ابن صیاد سے ایسے

دریافت فرمایا تہا کہ بعض اکابر کا قول اشاعة السنتہ مین کہان ہے جسمین یہ لکھا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کی ذریعہ سے صحیح ٹہیر سکتے ہین اور صحیح موضوع ٹہیر سکتے ہین سو وہ قول ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۵ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کی نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ -

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا - (جیسے آنحضرت کا چہپ کر ابن صیاد کے حالات دیکہنا اور اُسکا امتحان کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اُس صحابی نے کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے ڈرتے تہے - لہذا اُس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ کہ ”مین ابن صیاد کے دجال معہود ہونیسے ڈرتا ہون“ آنحضرت نے خود فرمایا - اور صحابی نے اسکو آنحضرت ؐ کے منہہ سے سُنا -

ملہ اس سوال وجواب مین بہی آپنے تدلیس وتلبیس سے کام لیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے اور نہ اُسکا جواب پورا دیا - ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین بصفحہ (۲۵۴) اور آپ کا دعوے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱) جسپر وہ سوال کیا گیا تہا ناظرین ملاحظہ کرین وانصاف سے کہین کہ ہمارا صرف یہی سوال تہا ؟ اور اُسکا یہی جواب ہے ؟ -

آپ [1] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آتھم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجھتا ہون بلکہ ہر ایک تدبر کرنیوالا سمجھہ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تھا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا [2] ہے جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جس کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور راے کی تد مین لاتا ہے اور یا اسکے رد کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

[1] اب آپکو سوجھا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو بر طبق مثل ''چور کی ڈاہڑی مین تنکا'' یہ کھٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر بھی تو درج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعة السنة نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہی جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کے لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکی فحوائے کلام سے سمجھ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکی موافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکی مویدات مین مذکور نہ ہوتا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۶ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کے ذریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعة السنة مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تھا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا اور ہی مقصود تھا جس سے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ صفحہ ۳۰ ملاحظہ ہو۔

[2] اسصورت مین لغو ٹہیرتا ہی کہ اسکی نقل سے کوئی اور مقصود نہ ہو۔ اور جس حالتمین اس قول کے نقل سے اور مقصود اسی پرچہ اشاعة السنة مین (جہان یہ قول منقول ہی) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

بخاری کی حدیث بھی لکھی ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ وہان تو آپنے کہلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کی حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت کا پرکہنے والا قران مجید ہے اور قرآن مجید جسقدر اپنے محامد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے انپر نظر غور ڈالنے سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹھرایا ہے اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلے درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ اپنی شان مین فرماتا ہے۔

---

۱ اسحدیث کی نقل وتسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کی ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا موضوع ہونا ہماری نزدیک مسلم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ کو کشف کی ذریعہ سے موضوع کہے وہ محدث نہین شیطان ہے ہماری تحریر نمبری (۸) ملاحظہ ہو۔

۲ اسقدر کیون۔ یہ مقدار کسنے مقرر کردیا۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے زیادہ نہین کسنے آپسے نزاع کی تہی۔ اور یہ مسئلہ آپسے کسنے پوچہا تہا جسپر آپکو اس مقدار کی بیان و تقریر کی ضرورت ہوئی۔ آپنے اس بیان اور تقریر مین ناحق وبلا ضرورت خروج از بحث کیا جسکی یہ ساتوین دفعہ ہے۔

۳ حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے۔ تو اسکی پرکہنے کیلئے قرآن معیار نہین ہوسکتا جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآن کی حالتمین بہی ظنی رہیگی۔ موافقت مضمون قرآن اوسکو قطعی نہ بناویگی۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہوسکتی ہے۔ تو چاہیے کہ ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآن کی موافق ہو صحیح یا قطعی ہو (جسکا کوئی مسلمان قائل نہین)

[۱] فیہا کتب [۲] قیمۃ - فصلناہ [۳] علی علم - یہدی [۳] بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام
ویخرجہم من الظلمت الی النور - [۴] ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون - قل [۵] ان ھدے
اللہ ھو الہدی فمن اتبع ھدی فلا یضل ولا یشقی - [۶] لا یاتیہ الباطل من بین
یدیہ ولا من خلفہ - [۷] فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ
الوثقی لا انفصام لہا - [۸] ان ھذ القرآن یہدی للتی ھی اقوم - ان فی ھذا
لبلاغا لقوم عابدین و [۹] انہ لحق مبین - [۱۰] حکمۃ بالغۃ - [۱۱] تبیانا لکل شیء [۱۲] روحا
من امرنا - نور علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ھدی للناس وبینات
من الہدی والفرقان - [۱۳] انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم
[۱۴] انہ لقول فصل لا ریب فیہ - [۲] وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذین اختلفوا فیہ و

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمین گفتگو کی جائیگی

۱؎ ان آیات کا ترجمہ وہی خصوصیات و صفات ہیں جنکو کادیانی نے بعد ختم آیات نمبر وار
بیان کیا ہے ان صفات و خصوصیات مین ایک خصوصیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ
قرآن احادیث صحیحہ نبویہ کی صحت و قطعیت کیلئے معیار و محک ہے - ناظرین غور و انصاف سے
ان خصوصیات و صفات کو ملاحظہ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کی نقل و بیان
مین کادیانی نے خروج از مبحث کیا ہے جسکی یہ آٹھوین دفعہ یا ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے
خصوصیت نمبری ۱ مین آیہ قرآن کا سیحر کی شناخت کے لئے محک ہونا بیان کیا ہے سو وہ ان آیات
مین سے کسی آیت کا ترجمہ نہین ہے ہوتا تو بھی احادیث صحیحہ نبویہ سے اسکا کچھ تعلق نہوتا - حدیث صحیح نبوی
بذات خود حق ہے - وہ صحت و ثبوت کے بعد اپنی حق ہونیکے ثبوت مین کسی اور کسوٹی پر لگانیکی محتاج نہین ہے

۲؎ یہ متعدد آیات کے الفاظ ہین جنکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے اور انکا ترجمہ بھی نمبری ۱۲ مین ایسا کیا ہے جس سے
صاف ثابت ہے کہ آپ اسکو ایک آیتہ سمجھتے ہین مگر مسلمان تو نکو قرآن عربی سے اس آیت کا بابین الفاظ و ترتیب و مقدار پتہ نہین ملتا

وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ۔ قل نزلہ روح القدس من ربک لیثبت الذین
امنوا وھدی وبشری للمسلمین ھذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین ۔
بالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔ قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء ۔ ما کان
حدیثا یفتری ۔ اب ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے ان ایات مین کئے قسم کی خصوصیتین
اور صفتین قرآن کریم کی بیان فرمائی ہین ازانجملہ ایک یہ کہ وہ تمام صداقتون پر مشتمل ہے
(۲) وہ مفصل کتاب ہے ۔ (۳) وہ ان لوگونکو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالی کی رضامندی
کی اور دارالسلام کے طالب ہین ۔ (۴) وہ ظلمات سے نور کیطرف نکالتا ہے اور ناسعلوم
باتین سکھاتا ہے (۵) ہدایت اسکی ہدایت ہے ۔ (۶) باطل اسکی طرف کسیطور سے
راہ نہین پا سکتا ۔ (۷) جسنے اس سے پنجہ مارا عروہ وثقی کو پنجہ مارا (۸) وہ سب سے
زیادہ سیدہی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ حق الیقین ہے ظن اور شک کیجگہ نہین (۱۰)
وہ حکمت بالغہ ہے اسمین ہریک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہے یعنے آپ بھی سچا ہے اور سچ
کی شناخت کیلئے محک بہی ہے ۔ (۱۲) وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتونکی اس مین
تفصیل ہے اور حق وباطل مین فرق کرتا ہے (۱۳) وہ قران کریم کتاب مکنون ہے جسکے
ایک معنے یہ ہین کہ صحیفہ فطرت مین اسکی تعلیمین منقوش یعنے اسکی تعلیم فطرتی ہے جیسا کہ

انا انزلناہ قریبًا مِّنَ الْقَادِیَان والی قران مین اسکا پتہ ہے تو خبر نہین ۔ ایسا ہی اور
آیات مین آپنے تصرف کیا ہے اور انکو آیت الحاد قرار دیا ہے اور بہتیں کچھ بڑہا گھٹا دیا جس شخص کا الفاظ قرآن کو حفظ
وضبط یہ حال ہو وہ قرآنکے حقایق ومعارف کیا خاک بیان کریگا ۔ لاہور کی مباحثہ مین جو مولوی عبد الحکیم صاحب سے
ہوا تہا آپنے آیات قرآن کو غلط پڑہا ایک کتاب حدیث کی عبارت پڑہی تو غلط پڑہی جس سے حاضرین
کو یقین ہو گیا کہ آپ ایک رکوع قرآن شریف اور ایک حدیث صحیح نہین پڑہ سکتے ۔
سلہ اس فطرت کی ذرا توضیح وتشریح کی ہوتی جسمین یہ تعلیم قرآن مکنون ومنقوش ہے
تاکہ اچھی طرح آپکا نیچری ہونا ناظرین پر ثابت ہوتا ۔ شاید اسی خوف سے آپنے اس توضیح سے
سکوت کیا ہے اور نقل آیت پر اکتفا فرمایا ۔ جو لوگ اسکی نیچری اصولپر توضیح چاہین وہ سرسید کے

ضمیمہ حاشیہ نمبر ۲۹۲

فرمایا ہے فطرۃ التی فطر الناس علیہا (نمبر ۱۴) وہ قول فصل ہے اسمین کچھہ بہی شک نہین (۱۵) وہ اختلاف کے دور کرنیکے لئے بہیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمان وارون کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اب فرمائی کہ یہ عظمتین[۵۱] اور یہ خوبیان کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی احادیث کی نسبت ایسی تعریفونکا کہان ذکر ہے پس میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ[۵۲] کیطرح پر نہین ہے کہ مین عقل کو مقدم رکھہ کر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھہ نکتہ چینی کرون ایسے نکتہ چینی کرنے والون کو ملحد

تصانیف مغالطہ کرین۔ اور اگر اسلامی اصول پر فطرت اور آیت فطرتکی شرح مطلوب ہو تو اشاعۃ السنۃ ملاحظہ فرماوین۔

[۵۱] ان عظمتون اور خوبیون کا منکر کون مردود ہے۔ اور انکی بحث ونزاع کسکو ہے آپنے ناحق بلا ضرورت ان خوبیون کو بیان کیا۔ اور تحصیل حاصل اور خروج از مبحث کا ارتکاب کیا جس کی یہ نوبت[۴] وقعہ

[۵۲] ایکی اس قسم کی نکتہ چینیان کہ تیس یا چالیس ہزار فٹ سے اوپر ہوا نہین۔ لہذا آسمانپر کسی زندہ کا جانا ممکن نہین وبنا بر علیہ آنحضرت کا جسمانی معراج اور حضرت مسیح کا جسم سے آسمانپر عروج ممکن نہین ہے مسیح اسمانون پر ہین تو وہان کیا کہاتے ہونگے اور آپکے بال بڑہ گئے ہونگے اور اگر حضرت جبرائیل امین بذات خود زمین پر نازل ہون تو سورج دجوانکا ہیڈکوارٹر ہے فاسد اور معدوم ہوجاتا) اور حضرت مسیح نے واقعہ مین کوئی جانور نہین بنایا اور کوئی مردہ زندہ نہین کیا اور کوئی کوہڑی اور اندہا اچہا نہین کیا وہ صرف مسمریزم کا عمل کیا کرتے یا اپنے باپ یوسف نجار سے سیکہی ہوئی کام نجاری سے کلین اور کہلونی بناتے آور ان چیزون کے ظاہری مراد لینا عقل وایمان وتوحید قرآن کے مخالف ہین وغیرہ وغیرہ نیچریون کیطرح نکتہ چینی نہین تو آپ بیان کرین کہ بہر کس صحابی یا تابعی یا امام ومجتہد قرون ثلاثہ سے اسی قسم نکتہ چینی قال اللہ وقال الرسول پر مروی وثابت ہے۔

خروج از مقصد

ملحد[۵۱] اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہون بلکہ مین جو کچھہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کیطرف سے ہمکو پہونچایا ہے اُس سب پر ایمان[۵۲] لاتا ہون۔ صرف عاجزی[۵۳] اور انکساری کے ساتھہ یہ کہتا ہون کہ قرآن کریم ہر یک وجہ سے احادیث

۵۱ الحمد للہ۔ رجل قضی علی نفسہ آپنے اپنے نفس پر خود ہی فیصلہ کیا اور صحیح فتوی لگا دیا اسی نظر سے کہ ایسے نکتہ چینی کرنے والے آپ کے اعتراف سے ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین آپکو علماء اسلام ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۲ محض کذب ہے اور ابلہ فریبی۔ آپ گو ان الفاظ پر جو خدا و رسول نے فرمائے ہین ایمان رکھتے ہین۔ مگر ان معانی پر جو ان الفاظ سے خدا و رسول نے مراد رکھے ہین۔ اور زمانہ رسالت سے اسوقت تک مسلمانون مین وہ مراد خدا و رسول تسلیم کی گئی ہے آپ ہرگز ایمان نہین رکھتے۔ اور لفظی ایمان (جو آپ رکھتے ہین) نیچری بھی رکھتے ہین۔ وہ ملک جبریل وحی نزول وغیرہ الفاظ زبان پر لاتے اور انکو مانتے ہین وبا اینہمہ وہ آپکے اقرار لسانی کے بموجب ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین تو پھر آپ کیون خارج نہوئے۔ فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۳ یہ عاجزی دلی اور مخلصانہ نہین بلکہ لفظی اور منافقانہ ہے مصداق بیت صائب:

سنگین دل است ہر کہ بظاہر ملائم است ❊ صائب درون غنچہ نگر پستہ دانہ را ❊

اور یہ ظاہری اور لفظی عاجزی بھی بعض تحریرون مین ہے۔ آپنے بعض تحریرون مین تو آپنے درشتی اور سخت گوئی اس وسعت سے اختیار کی ہے کہ اس سے صحابہ تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور عامہ مسلمین قرون اولی سے لیکر اسوقت تک نہین چھوٹے۔

احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت عدم صحت پر کھنے کے لئے وہ محک[۵۲] ہے اور مجکو خدا تعالے نے قرآن کریم کی اشاعت[۵۳] کے لئے امور کیا ہے تا مین جو ٹھیک ٹھیک منشار قرآن کریم کا ہے لوگون پر ظاہر کرون اگر اوس خدمت گذاری مین علماے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ

تقض حاشیہ ص ۲۹۵ آپ ان لوگون کو جو اعتقاد حیات و معجزات مسیح علیہ السلام کی سزا مین مشرک واحمق و بے حیا و بے ایمان رکہہ چکے ہین کیا عاجزی وانکساری اسی کا نام ہے؟ یہ تو پرلے سرے کی رعونت وتکبری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو عک جلد ہذا کا صـ ۱۲۷ و صـ ۱۲۸ وغیرہ ملاحظہ ہو اور فیصلہ آسمانی اور اشتہار

۵۱ محض کذب ہے اور صریح مغالطہ ہر چند قرآن کریم رتبہ ثبوت مین حدیث سے مقدم ہے۔ مگر حدیث صحیح اپنے منصب وخدمت تشریح وتفسیر مین قرآن سے مقدم ہے۔ حدیث نہ ہو تو قرآن مجید کے بہت سے احکام سمجھہ مین نہ آوین اور نہ وہ دستور العمل ہو سکین فتوے کا صـ ۱۸۳ ملاحظہ ہو۔

۵۲ غلط محض ومغالطہ ہے۔ چنانچہ بارہا بیان ہوا ہے آپ بار بار ایک ہی بات کا اعادہ کرتے ہین ہم کہانتک اسکے جواب کا اعادہ کرین۔

۵۳ اشاعت نہین آپ بزعم خود قرآن کا اخمال اور اماتت چاہتے ہین کیا قرآن کی یہی اشاعت ہو کہ اسکے معجزات کی حقائق مشہورہ متواترہ کو مٹا دین۔ اور اسکی اخبار اور پیشگوئیون کو نیست نابود کرنا چاہین جو آپ کر رہے ہین مگر آپ خوب یاد رکہین کہ خدا تعالے قرآن کا محافظ خود ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور وہ اپنے نور کو آپ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ منکر ناخوش ہون۔ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"۔

دہلی مطبوعہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو صفحہ ۱۱ مین اسوقت کے علماے محققین کا بیان دیکھین۔

مجھکو فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرف منسوب کرین تو مین انپر کچھ افسوس نہین کرتا بلکہ خداتعالے سے چاہتا ہون کہ خداتعالے وہ بصیرت اُنہین عطا فرماوے جو مجھے عطا فرمائی ہے نیچریونکا اول دشمن مین ہی ہون اور ضرور تہا کہ علما

سلہ اپ نیچریون کے شاگرد اور اس گھرانے کے فیض یاب سے ہ باپا کے ہیان سے کون لایا + جسنے پایا یہین سے پایا۔ اور پہر مدعی عداوت! نمک خوردن اور نمکدان شکستن اسیکا نام ہے۔ حضرت اپنے جو عقائد باطلہ ظاہر کئے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہین اور وہ سولی چڑہائے گئے ہین اور انکے معجزات مسمریزم کا اثر تہا وغیرہ وغیرہ۔ ایمین سربسر سرسید کی زلہ ربائی اور کاسہ لیسی کی ہے۔ چنانچہ حواشی تحریر نمبری (۸) مین تفصیل و تشریح کے ساتہہ ثابت کیا جائیگا۔ پھر آپکا یہ دعوے کہ نیچری کا اول دشمن مین ہون اس خاندان کا کفران نعمت نہین تو کیا ہے۔ اس خاندان کے متوسلین خصوصًا امرتسر و گجرات کے ساکنین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ ایسے ناشکر و عاق شاگرد سرسید کو آپ لوگ سرسید کا خلیفہ سمجھکر اس سے حسن عقیدت رکھتے ہین یہ سرسید کی حق تلفی و ناشکری ہے۔ اور بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات سرسید کادیانی کا یہ کلمہ سُنین اور پھر کادیانی کے حق مین اپ لوگون کے حسن عقیدت پر مطلع ہون تو یقینًا آپ لوگون سے دل سے ناخوش ہون گو فرط مروت سے بظاہر کچہ نہ کہین۔

بہتر ہے کہ آپ لوگ غیرت و حمیت مذہبی کو کام مین لاوین اور کادیانی کے شاگرد ہوکر مدعی عداوت ہونے پر اسکا ساتہہ ندین۔ اور یہ تو سوچین اور کہین کہ وہ کون نیچرل عقدہ ہے جو سرسید سے حل نہین ہوا۔ اور اسکو کادیانی نے حل کر دیا ہے

میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء اسکی مخالفت کرینگے اسیکی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے آثار القیامۃ میں اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد صاحب سرہندی نے

نقض صفحہ ۲۵۶ جس کی وجہ سے آپ اس کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ ایسا کوئی عقدہ بیان نکر سکیں تو خیال فرماوین کہ پھر سر سید کو چھوڑ کر اسکا اتباع آپکے لئے کب زیبا ہے؟

۱ و ۲ و ۳ نمبر صفحہ ... و ان تینوں فقرات مین آپنے کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔ کسی حدیث مین یہہ پایا نہیں جاتا کہ حضرت مسیحؑ آئینگے تو علماء وقت انکی مخالفت کرین گے اور نہ نواب صاحب مرحوم مغفور نے کتاب آثار قیامۃ مین یہہ بات کہی ہے۔ حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بھی مکتوبات کے صفحہ ۱۰۷ مین یہ نہین کہا کہ علماء وقت حضرت مسیح کو اہل الرائے کہینگے اور یہ خیال کرین گے کہ یہہ حدیثون کو چھوڑتا ہے۔ اور صرف قرآن کا پابند ہے جیسا کہ آپ نے انسے نقل کیا اور اسکو مسیح موعود کا خاصہ سمجھکر اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ بلکہ مجدد صاحب نے اسمقام مین جو کہا ہے وہ یہہ ہے نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات او را علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب وسنت دانند۔ اس قول مین مجدد صاحب کی صاف تصریح ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کی مجتہدات پر انکار کرینگے وہ انکو کتاب وسنت دونو کے مخالف قرار دین گے نہ قرآن کے موافق اور صرف حدیث کے مخالف یہہ آپکے کذب کا ثبوت ہے۔ اب اپنا مغالطہ سنئے کہ آپ نے صرف الزام مخالفت حدیث کے مورد ہونے سے اپنا مسیح ہونا نکال لیا اور اس مغالطہ سے ناواقف مسلمانون کی آنکھون مین خاک ڈالکر ان کو

بہی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷۔ مین لکہا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماے وقت اسوقت کے اہل الرائے کہینگے یعنے خیال کرینگے کہ یہ حدیثونکو چھوڑتا ہی اور صرف قرآن کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہوجائینگے۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔ غلام احمد ۲۱ جولاے سنہ ۹۱ء

صفحہ ۲۹۵ ...

اس روشن بات کے دیکہنے سے اندہا کرنا چاہا ہے کہ حدیث بلکہ قرآن کے ہزارون مخالف ہر زمانہ مین گزر چکے ہین اور علماء وقت انکو منکر و ملحد و بے دین کہتے چلے آئے ہین پہر وہ کیا صرف اس الزام مخالفت کا مورد ہونے سے مسیح بن گئے ہرگز نہین۔

ہم اُن ناواقف مسلمانون کو آپ کے اس مغالطہ سے بچانے کی غرض سے آگاہ کرتے ہین کہ مسیح کا خاصہ صرف یہی نہین جو آپنے اُنکا خاصہ قرار دیا ہے۔ بلکہ انکی خواص و علامات وہ برکات و معجزات ہین جو قرآن اور حدیث مین بیان ہوئے ہین۔ اور زمانہ نزول قرآن سے اسوقت تک اہل اسلام مین مسلم چلے آئے ہین۔ اور آپ کی ذات مین ان خواص و علامات کا نام و نشان نہین بلکہ مسیحی صفات و خواص برکات کے اضداد آپ مین موجود ہین۔ جنکی نظر سے آپ کو ضد المسیح کہنا واجب ہے۔ حضرت مسیح نے مردے زندہ کیے کوہڑے اچھے کئے آپ خود ہمیشہ انواع امراض مین مبتلا رہتے ہین جنکی نظر سے آپکے حواری آپکی شان مین بلسان حال یہ کہہ رہے ہین ع جو طبیب اپنا تہا وہ خود ہی مرض سے زار ہے۔ مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے۔ حضرت مسیح ایسے اخلاق مجسم تہے کہ خنزیر پاس سے نکلا تو اوس کو سلام سے مخاطب کیا۔ آپ ایسے بد خلق و بدگو ہین کہ مسلمانون کو کتے اور خنزیر کا خطاب دیتے ہین دیکہو ازالہ صفحہ ۱۸ وغیرہ حضرت مسیح برائی کے بدلے مین بہی برائی نہ کرتے آپ ناحق و ناکردہ گناہ مسلمانون کو گالیان دیتے ہین اشتہار ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۹۱ء و فیصلہ آسمانی ملاحظہ ہو۔ لہذا ممکن نہین کہ ان اضداد صفات مسیح کے ساتھ صرف اس خیالی الزام کے سبب آپ مسیح بن سکین۔

تحریر نمبر ششم از جانب خاکسار

آپ نے باین ہمہ تطویل میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف ندیا اور آپکی اس کلام مین وہی اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے جو پہلی کلام مین موجود ہے آپ شرط صحت کو جو آپ کے خیال مین ہے پیش نظر رکھکر صاف صاف الفاظ مین دو حرفی جواب دین کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری و صحیح مسلم بلا تفصیل صحیح و واجب العمل ہین یا بلا تفصیل غیر صحیح و ناقابل عمل یا انمین تفصیل ہے۔ یعنے بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح و موضوع اسکے ساتھہ آپ یہ بھی بتادین کہ آپنے اپنی تصانیف مین کسی حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کو غیر صحیح و موضوع کہا ہے یا نہین۔

(۲) آپنے جو میرے اس سوال کا کہ سلف مین آپکا کون امام ہے جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہین ہے یعنے ابن صیاد کی نسبت وہ سوال نہین کیا تھا بلکہ آپ کے اس اعتقاد کی نسبت سوال کیا تہا کہ صحت احادیث کا معیار قرآن ہے اور جو حدیث قرآن کے موافق نہو وہ موضوع ہے۔ اب بھی آپ فرمادین (اگر آپکا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہین ہے) کہ صحت احادیث کا معیار توافق قرآن کو ٹھرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے۔

(۳) اجماع کی تعریف مین جو آپ نے کہا ہے یہ کس کتاب اصول وغیرہ مین پایا جاتا ہے تین چار صحابہ کے اجماع کو علماے اسلام سے کون شخص اجماع قرار دیتا ہے

(۴) شرح السنہ سے جو حدیث آپنے نقل کی ہے اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اوسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا

ہے جو اوسکی فہم مین آیا ہے اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے۔

۵۔ اشاعت السنہ مین جو مینے محے الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اوسکی نسبت کیا مین نے آخر ریویو مین بصفحہ ۳۴۵ ظاہر نہین کیا کہ مجھے اس سے اتفاق نہین ہے اوس صفحہ مین کیا یہ عبارت درج نہین کہ یہی جتانا اس امر سوم کے بیانسے ہمارا مقصود تہا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بہی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع اور مقلد ہین۔ پہر مجہ کو اس قول ابن عربی کا حکمانی قائل بنانا مجہپر افترا[1] نہین تو کیا ہے آیات قرآن جو آپنے نقل کی ہین اونکو امر متنازعہ سے کچہ تعلق[1] نہین ہے مین اس امر کو اپنے تفصیلی جواب مین بیان کرونگا جب سوالات مذکورہ کا جواب پاؤنگا۔

۲۱۔ جولائی ابو سعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ششم از جانب قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

آپ نے پہر میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ مینے آپ کے سوال کا جواب صاف نہین دیا۔ مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اپنے

[1] حاشیہ صفحہ ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔

جواب کو بیان کرون۔ یا کس پیرایہ مین ان گذارشون کو پیش کرون تا آپ اسکو واقعی طور پر جواب تصور فرماوین آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری و صحیح مسلم

پیرایہ تو آپکو معلوم ہے اور الفاظ بہی مخفی نہین۔ الفاظ صرف ہست یا نیست ہین۔ اور پیرایہ یہہ کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ہین یا نہین۔ یا بعض صحیح ہین بعض غیر صحیح۔ مگر ان الفاظ اور اس پیرایہ مین جواب دینا آپکو مشکل ہے اسلیے آپ حیران اور یہہ سوچ رہے ہین کہ اگر کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع بناتے ہین تو آپکے دام افتادہ اہلحدیث (خصوصًا منشی ناصر نواب خسر بعض اور حافظ محمد یوسف و منشی عبد الحق اور اُنکے پارٹی) دام سے نکلتے ہین۔ کیونکہ یہہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین اور آمین بالجہر کرتے ہین۔ اور آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین پہنسے ہوئے ہین۔ لہذا احادیث صحیحین کی صحت سے صریح انکار پر اُنکے منحرف ہو جانیکا اندیشہ ہے اور اگر جملہ احادیث صحیحین کو صحیح مانتے ہین۔ تو آپکے جملہ خیالات و مقالات مستحدثہ (مثلاً حضرت مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہین اور آنے والے مسیح وہ نہین ہین آپ ہین وغیرہ وغیرہ) کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کتب کی حدیثون مین ان خیالات کا صریح خلاف موجود ہے۔ اس حیرت و تردد مین آپ کا اوس سانپ کا سا حال و خیال ہے۔ جو چہپکلی کو منہ مین لیکر یہہ سوچ رہا تھا کہ اسکو کھاتا ہون تو کوہڑے بنتا ہون چھوڑتا ہون تو کلنکی کہلاتا ہون۔ جسکی پنجابی زبان کی اس مثل مین حکایت ہے۔ کہاے تان کوہڑی چھڈے تان کلنکے۔

صحیح واجب العمل ہین یا غیر صحیح و نا قابل عمل اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے منہ سے یہہ کہلانا چاہتے ہین کہ مین اس بات کا اقرار کرون کہ یہہ سب کتابین صحیح اور واجب العمل ہین اگر مین ایسا کرون تو غالبًا آپ خوش ہو جاوینگے اور فرماوینگے کہ اب میرے سوال کا جواب پورا پورا آگیا لیکن مین سوچ رہا ہون کہ کس شرعی قاعدہ کے رو سے ان تمام حدیثون کو بغیر تحقیق و تفتیش کے واجب العمل یا صحیح قرار دے سکتا ہون طریق تقوے یہہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم ناطق نہین کیا جاوے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا

(۲) ۔ آپ یہہ اقرار نہ کرین اور کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع قرار دین تو اسمین بھی ہم خوش ہین۔ کیونکہ اسمین آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ اور ان لوگون کی جو آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین مبتلا ہین۔ آپکے پنجہ سے نجات اور ہدایت متصور ہے۔ آپ یہہ بات صاف و صریح طور پر لکھکر دیکھین ہم اسپر کیسی مسرت ظاہر کرتے ہین اور اس سے کیا نتائج نکالتے ہین۔

(۳) ۔ اس صورت مین تقویٰ کا طریق یہہ ہے کہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جاوے اور "لا ادری" یعنے مین نہین جانتا ہون کہا جائے جو نصف العلم کہلاتا ہے۔ اور نہ یہہ کہ نہ اقبال کرین۔ نہ صاف انکار اور ادہر اودہر کی باتون مین جواب کو ٹلا دین۔ جیسا کہ آپ کر رہے ہین۔ اور اگر اس قول سے یہہ مقصود ہے کہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح کہنا بے بصیرتی ہے تو یہہ محدثین سلف و خلف پر جو ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہین تعریض و طعن ہے۔

سو اگر مین دلیری کر کے اس معاملہ مین دخل دون اور یہہ کہون کہ میرے نزدیک جو کچہ محدثین خصوصًا امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث مین تحقیق کی ہے اور جسقدر احادیث وہ اپنی صحیحون مین لائے ہین وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمایش کے صحیح ہین تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات و دلائل پر مبنی ہوگا یہہ تو آپکو معلوم ہے کہ یہہ تمام آئمہ حدیثون کے جمع کرنے مین ایک قسم کا اجتہاد کام مین لائے ہین اور مجتہد کبہی مصیب اور کبہی مخطی بہی ہوتا ہے جب مین سوچتا ہون

ع او ۲ - یہ لفظ پکار رہا ہے کہ آپ احادیث صحیحین کو صحیح نہین سمجہتے اور ان کے صحت کے دعوے کو بڑی دلیری کا کام خیال کرتے ہین اور محدثین سلف وخلف کو جو ان احادیث کو صحیح کہتے ہین۔ اس دلیری کا مرتکب سمجہتے ہین۔ اور اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ محدثین سلف وخلف کو ان احادیث کی صحت کی وجوہات معلوم ہونگی۔ اسلیے انکا صحیح کہنا بجا تھا۔ مجہ معلوم نہین اسلیے مین دلیری نہین کر سکتا۔ تو اس صورت مین اولًا آپکو اپنی لاعلمی کا اعتراف ضروری تہا۔ ثانیًا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کسی حدیث کی وجہ صحت معلوم نہو وہ آپ کے نزدیک لائق تسلیم نہین ہے۔ اور اس باب مین محدثین کی تحقیق پر اعتماد جائز نہین۔ اور اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ کے اور آپکے اتباع کے نزدیک جملہ احادیث بے کار و بے اعتبار ہین۔ کیونکہ انکی وجہ صحت کا آپکو علم حاصل نہین اور نہ اسوقت بدون اتباع محدثین یہ علم آپکو یا کسی اور کو ہو سکتا ہے۔

کسی حدیث کے مضمون کا قرآن کے مطابق و موافق ہونا یا کسی حدیث پر بعض لوگونکا عمل کرنا اسحدیث کی صحت کیوجہ نہین ہو سکتی۔ کیونکہ بعض موضوعات

کہ ہمارے بہائی مسلمان موحدین نے کس قانون قطعی اور یقینی کے رو سے
ان تمام احادیث کو واجب العمل کر دیا ہے. تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت
دیتا ہے کہ صرف یہی ایک وجہ انکے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہہ
خیال کر لیا گیا ہے کہ علاوہ اوس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث مین ائمہ
حدیث نے کی ہے وہ حدیثین قرآن کریم کے کسی آیۃ محکمہ اور بینہ سے منافی
اور مغائر نہین ہین اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہین تعامل
کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہونچ گئے ہین ورنہ اگر ان

کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہے - اور انپر بعض لوگون کا عمل ہی
پایا جاتا ہے - حالانکہ انکو کوئی مسلمان صحیح نہین کہ سکتا - حاشیہ ۲۱
مین ملاحظہ ہو -

۵ - موحدین کے لفظ سے آپ اُن لوگون کی مراد رکھتے ہین جنکو عام لوگ
غیر مقلد یا وہابی کہتے ہین - یہ لفظ کہکر آپنے جتانا چاہا ہے. کہ احادیث
صحیحین کو صرف غیر مقلد یا وہابی لوگ صحیح اور واجب العمل جانتے ہین
نہ مقلدین مذہب حنفی وغیرہ مذاہب جس سے ناواقف مقلدین حنفیہ
کو اپنے ساتھ ملانا اور صحت احادیث صحیحین سے انکو منکر بنانا آپ کا
مقصود ہے -

اور یہ محض غلط اور مغالطہ ہے - احادیث صحیحین کو غیر مقلدین و مقلدین
و فقہا و محدثین سبہی یکسان صحیح واجب العمل جانتے ہین - ہماری تحریری
نمبر ۸ مین عبارات فقہا و محدثین اس امر کی تصدیق مین ناظرین کی نظر سے
گذرینگی -

۲۲و۲۳ و۱ - پہر آپنے قطعی یقینی ثبوت کی بحث کو چہیڑا اور ایک ایسے امر سے تعرض کیا

صفحہ آئندہ

دونو وجوہ سے قطع نظر کیجائے تو پھر کوئی وجہ انکے یقینی الثبوت ہونیکی معلوم نہین ہوتی ہان یہہ ایک وجہ پیش کیجائیگی کہ اسی پر اجماع ہو گیا ہے لیکن آپ ریویو براہین احمدیہ کی صفحہ ۳۳۰ مین اجماع کی نسبت لکھ چکے ہین کہ اجماع اتفاقی دلیل نہین ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ اجماع مین اولاً یہہ اختلاف ہے کہ یہہ ممکن بھی ہو یا

جسکا نہ ہمکو دعوے ہے نہ آپکو اس سے انکار کی ضرورت ہے اور اس بحث مین آپنے (دوسری) دفعہ خروج از مبحث کیا۔

خروج دفعہ

۲ ۔ ریویو براہین احمدیہ کی جو عبارت آپنے نقل کی ہے اسمین اجماع کے متعلق اختلاف علما اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اجماع با وجود محل اختلاف ہونیکے شرعی حُجت اور معتبر سمجھا گیا ہے۔ تو پھر الہام غیر نبی محل اختلاف ہونے کے سبب کیون نا معتبر ہو۔

یہہ غرض عبارت منقولہ کادیانی کی ماقبل و مابعد مین بتصریح بیان کی گئی ہے اس عبارت کے ماقبل بصفحہ ۳۳۰ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ کے کہا ہے۔ اس الہام کے متفق علیہ نہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے۔ یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑھکر ہے۔ اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔

دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکھلو۔ کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی دلیلین ہین ہرگز نہین انمین دو دلیلین کتاب و سنت تو اتفاقی ہین اور دو باقی اجماع و قیاس اختلافی ہین اسکے بعد وہ عبارت مرقوم ہے جو کادیانی نے نقل کی ہے۔ اسکے بعد کے صفحہ ۳۳۳ مین کہا ہے۔

سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان کو ہی نہین مانتے پہر ماننے والونکا اسمین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بہی منکر ہین امام فخرالدین رازی نے کتاب محصول مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مؤمنین اہل اجماع بہت تہوڑے تھے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تہی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین اسی کے مطابق کتاب حصول المامول مین ہے جو کتاب

پہر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصًا ادلہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار نہوئے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے۔ یہ عبارات ماقبل ومابعد عبارت منقولہ کادیانی صاف پکار رہی ہین کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ کے نزدیک اجماع کی نسبت وہ اختلافات جو عبارات منقولہ کادیانی مین بیان ہوئے ہین لائق لحاظ واعتبار نہین ہین۔ اور اجماع باوجود محل اختلاف ہونے کے حجت شرعی اور معتبر ہے۔

کادیانی نے اس عبارت کی نقل وبیان مین وہی کام کیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو لے لیا اور اَنْتُمْ سُكَارٰی کو چہوڑ دیا یعنے اس عبارت کا ماقبل ومابعد اڑا دیا اور صرف درمیانی عبارت متضمنہ اختلافات متعلقہ اجماع کو نقل کرکے مؤلف اشاعۃ السنہ کو اسکا قائل ومصدق بنا دیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنۃ وجود اجماع اور اسکے حصول علم سے اور حجت ہونے سے منکر ہے۔ پہر احادیث صحیحین کی صحت پر دعوے اجماع کیون کرتا ہے۔ اور

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اسمین کہا ہے جو یہ دعوی کرے کہ ناقل اجماع اُن سب علماء دنیا کی جو اجماع مین معتبر ہین معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے مین حد سے نکل گیا۔ اور جو کچہ اسنے کہا انکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اُنہون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط اب مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی نسبت جو اجماع کا دعوے کیا جاتا ہے۔ یہہ دعوے کیونکر راستی* کے رنگ سے رنگین سمجہ سکین حالانکہ آپ اسبات کے قائل ہین کہ صحابہ کے عہد کے بعد کوئی اجماع حجت نہین

اور اسس جعل و تصرف سے قادیانی نے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکھایا ہے ناظرین اصل عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۷ مین ملاحظہ فرماوینگے۔ تو کادیانی کے اسس جعل و تصرف کا مشاہدہ کر کے اسکے دجال ہونے کا کامل یقین کرین گے۔

۵۲ - حاشیہ سابقہ مین بیان ہوا ہے کہ جو کچہ آپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اسمین دجالیت سے کام لیا ہے۔ تو آب ان سوالات کا موقع نہین رہا۔ ہمارے نزدیک اور ہر ایک محقق قائل اجماع کے نزدیک وہ دعویٰ درست ہے۔ اور راستی کے رنگ سے رنگین۔

عبارات فقہاء و محدثین اس اجماع کے مثبت و مصدق تحریر نمبری ۸ مین منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

۵۳ - یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار ہرگز اسبات کا قائل نہین ہے۔ کہ عہد صحابہ کے بعد کوئی اجماع حجت نہین ہوسکتا۔ بلکہ بتصریح لکھ چکا ہے کہ اجماع باوصف محل خلاف ہونیکے حجت و لائق اعتبار ہے حاشیہ صـ ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

* ایسا ہی کادیانی کی تحریر مین لفظ راست لکھا ہے۔

ہو سکتا بلکہ آپ امام احمد صاحب قول پیش کرتے ہین کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری و مسلم کی صحت پر بہی ہرگز اجماع نہین ہوا چنانچہ واقعی امر بہی ایسا ہی ہے کہ بہت سے فرقے مسلمانون کے بخاری اور مسلم کی اکثر حدیثون کو صحیح نہین سمجھتے۔ پہر جبکہ ان حدیثونکا یہ حال ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ بغیر کسی شرط کے وہ تمام حدیثین واجب العمل اور قطعی الصحت ہین۔ ایسا خیال کرنے مین دلیل شرعی کونسی ہے۔ کیا کوئی قرآن کریم مین ایسی آیۃ پائی جاتی ہے۔ کہ تمنے بخاری اور مسلم کو قطعی الثبوت سمجہا اور اسکی کسی حدیث کی نسبت

---

۵۱ - امام احمد کے اس قول سے ہمنے اپنی رضا و تسلیم ظاہر نہین کی۔ اور اسکی نقل کرنے سے جو غرض ہے وہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ مین بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد کا یہ قول لائق تسلیم ہے تو اسکا محل وہ متعلق اختلافی اور اڑتے پڑتے اجماع ہین جنکی سند و ثبوت کا پتہ نہین نہ وہ اجماع جنکی سند و ثبوت پر اتفاق ہو۔ جیسا کہ صحت احادیث صحیحین پر اجماع ہے۔

۵۲ - یہہ محض کذب ہے اتفاقی احادیث صحیحین کو کوئی مسلمان (جسکے قول کا اجماع واختلاف مین لحاظ ہو) غیر صحیح نہین جانتا اور بعض احادیث سے انکا عمل نکرنا اور وجوہات اجتہادیہ پر مبنی ہے۔ حاشیہ (صفحہ ۲۳۴) ملاحظہ ہو۔

۵۳ - پہر آپنے قطعی صحت کیطرف رجوع کیا اور گیارہین دفعہ بحث سے خروج کیا۔

قرآن کریم مین یا آنحضرت ﷺ کی وصایا مین خاص بخاری و مسلم کا نام لیکر حکم بیان ہوتا تو انکی احادیث سے انکار پر آپکو اور دیگر مبتدعین کو جو بخاری مسلم کو نہین مانتے قطعی کافر کہا جاتا۔

آپکو اور دیگر منکرین بخاری و مسلم کو تو اس انکار کے سبب صرف فاسق و مبتدع

مجموعہ نمبر ۱۱

اعتراض نکرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے
جسمین ان کتابون کو بلا لحاظ کسی شرط اور بغیر توسط محک کلام الٰہی کی واجب
العمل ٹھرایا گیا ہو۔ جب ہم اس امر مین غور کرین کہ کیون ان کتابونکو واجب العمل
خیال کیا جاتا ہے۔ تو ہمین یہہ وجوب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے حنفیونکے
نزدیک ہدایات کا وجوب ہے کہ امام اعظم صاحب کے یعنے حنفی مذہب کے تمام
مجتہدات واجب العمل ہین لیکن ایک ادنیٰ سوچ سکتا ہے کہ یہہ وجوب شرعی
نہین بلکہ کچھ زمانہ سے ایسے خیالات کے اثر سے اپنی طرف سے یہہ وجوب ٹھر گیا
ہے جس حالت مین حنفی مذہب پر آپ لوگ یہی اعتراض کرتے ہین کہ وہ نصوص
بینہ شرعیہ کو چھوڑ کر بے اصل اجتہادات کو محکم پکڑتے اور ناحق تقلید شخصی کی راہ
اختیار کرتے ہین تو کیا یہی اعتراض آپ پر نہین ہو سکتا کہ آپ بھی کیون

کہا گیا ہے۔ پھر آپ آیۃ یا وصیت نبوی کیون پوچھتے ہین۔
آیات قرآن اور وصایا نبویہ مین عموماً احادیث صحیحہ کے قبول کرنے کا
حکم وارد ہے۔ اور اس احادیث مین بخاری و مسلم داخل ہین۔ اس عموم کے ترک
عمل وانکار قبول سے صرف فاسق و مبتدع ہونے کا فتوے لگایا جا سکتا
ہے۔ جو آپ پر لگایا گیا ہے۔

ص۱۔ علماء محققین حنفی مذہب کا یہہ قول نہین اور نہ اسپر انکا عمل ہے۔ وہ لوگ سبھی
مجتہدات حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ پر عمل نہین کرتے بلکہ انکے بعض مجتہدات چھوڑ کر
نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہین یا اقوال دیگر آئمہ مذہب حنفی پر۔ آپنے ناحق یہہ الزام
اہلحدیث کیطرف سے حنفیہ پر قائم کیا اور انکو اہلحدیث سے لڑانا چاہا ہے۔

ص۲۔ اہلحدیث اور مقلدین مذاہب اربعہ صحیحین کی احادیث کو صحیح ماننے مین کبھی مختلف نہین

بوجہ تقلید (۱ل) پر زور مار رہے ہین حقیقی بصیرت اور معرفت کے کیون طالب نہین ہوتے ہمیشہ آپ لوگ بیان کرتے تھے (۲ل) کہ جو حدیث صحیح ثابت ہو اسپر عمل کرنا چاہئیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دیا جاوے اب (۳ل) کیون آپ مقلدین کے رنگ پر تمام احادیث کو بلا شرط صحیح خیال کرتے ہین اسپر آپکے پاس شرعی ثبوت کیا ہے کہان سے امام محمد اسمعیل یا مسلم کی معصومیت (۴ل) ثابت ہو گئی ہے۔ کیا آپ اس بات کو سمجھ نہین سکتے کہ جسکو خدا تعالے اپنے فضل و کرم سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم الٰہی سے وہ مشرف ہو جائے اور اسپر ظاہر کر دیا جاوے کہ قرآن کریم کی فلان آیہ سے فلان حدیث (۵ل) مخالف ہے اور یہ علم اسکا کمال یقین تک پہونچ جائے تو اسکے لیے یہی لازم ہوگا کہ حتی الوسع اول

آیہ یا حدیث اگر مخالف نہین ہین۔ پھر انپر یہہ اعتراض تقلید مقابل نصوص بینہ (جو حنفیہ پر آپنے ناحق قائم کیا ہے) کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔ اس اعتراض کے دعوے مین آپنے (دروغ گویم برروی تو) پر عمل کیا۔ اور ناظرین کو دہوکہ دیا۔

سا۱ل - یہ تقلید نہین ہے بلکہ اجماع اُمت کی پیروی ہے جو ایک دلیل شرعی ہو۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۵ اظہار۔

۲ و ۳ل - احادیث صحیحین کی صحت باجماع امت ثابت ہے تو تمام احادیث صحیحین کو صحیح ماننا ہمارے اس بیان کے کہ جو حدیث صحیح ہو اسپر عمل کرنا چاہیئے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چھوڑ دینا چاہیے مخالف نہین ہے۔ بلکہ عین مطابق و موافق ہے۔

اس اعتراض مین آپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

۴ل - اس قول مین بھی آپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے۔ اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا مسلمانون نے حرف امام بخاری اور امام مسلم کو معصوم سمجھکر انکی احادیث کو صحیح نہین مانا۔ بلکہ تمام امت محمدیہ کو جنکا ان کتابونکی صحت پر اجماع ہے معصوم مانکر انکے اجماع کی شہادت سے ان کتابونکی احادیث کو صحیح

۵ل - کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی۔ (حاشیہ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۵ مین ملاحظہ ہو) اور

ثانیاً حدیث صحیح ماننے کی اتفاق کرنے سے معصوم ہونا ثابت نہین ہوتا۔

ادب کی راہ سے اُس حدیث کی تاویل کرکے قرآن شریف سے مطابق کرے اور اگر مطابقت محالات میں سے ہو اور کسی صورت ہو نہ سکے تو بدرجۂ لاچاری اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کا قائل ہو۔ کیونکہ ہمارے لیے یہہ بہتر ہے کہ ہم بحالت مخالفت قرآن شریف حدیث کی تاویل کی طرف رجوع کرین لیکن یہہ سراسر الحاد اور کفر ہوگا کہ ہم ایسی حدیثون کی خاطر سے کہ جو انسان کے ہاتھون سے ہمکو ملی ہین۔ اور انسان کی باتون کا انہین ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے قرآن کو چھوڑ دین۔

اپکو جو یہہ تفہیم ہوتی ہے کہ بعض احادیث صحیحین قرآن کے مخالف ہین تو یہہ تفہیم شیطان کیطرف سے نہ خدا کیطرف سے۔

۵۱۔ آپنے بخاری و مسلم کو غیر معصوم قرار دیکر انکی احادیث کا مخالف قرآن ہونا تجویز کرکے ان احادیث کی نسبت یہ بات کہی ہے۔ یہہ بخاری و مسلم پر اپکا (تبرّا) جملہ ہے۔ کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو اب بہی اُسکو اہلحدیث کہو گے؟

۵۲۔ یہہ کفر و الحاد آپ ہی کیطرف رجوع کرتا ہے جو صحیحین کو اصح الکتب مانکر پہر اسکی بعض احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اُنکے چھوڑنے پر مستعدی ظاہر کرتی ہین بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والے مسلمانون کے نزدیک تو انکی کوئی حدیث ایسی نہین جو قرآن کے مخالف ہو۔

۵۳۔ اس کلمہ سے کادیانی نے اپنا ملحد و دجّال و منکر قرآن ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن بہی تو زید ابن ثابت وغیرہ انسانون کے ہاتہہ کا لکھا ہوا ہے۔ لکہا لکہایا عالم بالا سے نہین اُترا۔ بنا بر علیہ کادیانی کے نزدیک قرآن مین بہی انسانی باتونکا ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ پہر اُسکا بار بار قرآن کریم کیطرف رجوع کرنا اور یہہ لفظ زبان پر لانا مسلمانون کے پہنسانے کے لیے

جلد سیزدھم نمبر ۱۰ دوازدہم

مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ تفہیم الٰہی میرے شامل ہے۔ اور وہ عزاسمہ جسوقت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل منشا بعض آیات کا معہ انکے ثبوت کی میرے پر ظاہر کرتا ہے اور میخ آہنی کیطرح میرے دل کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اب مین اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دوان اور جو فیض بارش کیطرح میرے پر ہورہا ہے کیونکر اس سے انکار کرون۔ اور یہہ بات جو آپنے مجھسے دریافت فرمائی ہے کہ ابتک کسی حدیث بخاری یا مسلم کو مینے موضوع قرار دیا ہے یا نہین۔ سو مین آپ کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث بخاری یا مسلم کو اہی تک

ایک جال نہین تو اور کیا ہے۔

مسلمانون خدا کے لیے داد انصاف دو اور بتاؤ کہ اس کلمہ کے کہنے کے بعد کادیانی مسلمان مسلم و مصدق قرآن رہتا ہے۔؟

سلہ -- مین آپکو یقین دلاتا ہون اور خود یقین رکھتا ہون جسپر مین قسم کہانیکو تیار ہون کہ خذلان الٰہی آپکا شامل حال ہے اور شیطان آپ پر مسلط ہے وہی اس قسم کے ملحدانہ خیال آپکے دلمین ڈلتا رہتا ہے۔ خداتعالے کی تفہیم اور اسکا الہام و القا آپ جیسے شخص کے حق مین احاطۂ امکان سے خارج ہے۔ خداتعالے نے قرآن مین قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ جھوٹے بدکارون کے پاس شیاطین آتے اور وہی انکے دلمین ایسی باتین القا کرتے ہین۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	کہ شیاطین اپنے دوستونکے دلمین ایسے ملحدانہ خیال ڈالتے ہین تاکہ وہ مسلمانون سے لڑین اور جھگڑین۔
ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم (شعراء ع ۹)	اور ارشاد فرمایا۔ مین بتاؤن کہ شیطان کن لوگونپر نازل ہوتے ہین وہ ان لوگونپر اترتے ہین جو بڑے جھوٹے ہین اور بدکار۔

سلہ کفر کی ہیچ اور وساوس شیطانی کی بارش ہے۔

موضوع قرار نہین دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مینے قرآن کریم سے مخالف پایا ہے تو خدا تعالی نے تاویل کا باب میرے دلپر کہولدیا ہے اور آپ نے یہہ سوال جو مجھ سے کیا ہے کہ صحت احادیث کا معیار ٹہرانے مین سلف صالحین سے اِنکا کون امام ہے میری اسکو جواب مین یہہ عرض ہے کہ اس بات کا بار ثبوت میرے ذمّہ نہین بلکہ مین تو ہر یک ایسے شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ گذر چکا ہے یا موجود ہے اسی اعتقاد کا پابند جانتا ہون کہ وہ احادیث کے پرکہنے کے لیے قرآن کریم کو میزان اور معیار اور محک سمجھتا ہوگا کیونکہ جسحالت مین قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لیے تجویز فرماتا ہے اور کہتا ہے فبای حدیثٍ بعدہ یؤمنون اور فرماتا ہے قل ان ھدی اللہ ھو الھدی

ف۱ - بہت سی احادیث صحیحین کو آپ موضوع کہہ چکے ہین. من صـ صـ ۳۲۲و۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

ف۲ - یہہ آپ نے عجیب طریق اختیار کر رکھا ہے. جس دعوی کا ثبوت نہ دے سکے اس دعوی کو بدیہی و اتفاقی و مسلم کل بنا دیا۔ اور بارِ ثبوت اپنے اوپر سے ٹلا دیا۔ اس طریق کا ابطال یہہ ہے کہ یہہ ادعا آپ کا محض دروغ ہے۔ آپکے خصم کو اس قسم کے دعوی مین یہہ کلام ہے کہ کوئی مسلمان ان باتونکا قائل نہین۔ پس آپکا فرض ہے کہ آپ کوئی قائل بتائین ورنہ دروغ گو سمجہین جاینگے۔

قرآن کریم بے شک بلا ریب مسلمانونکے نزدیک ہدایت ہی حبل اللہ ہے۔ قول فصل ہے۔ اور جو کچہہ اسکے شان مین خدا تعالی نے فرمایا ہے اُسپر مسلمانون کا ایمان ہے مگر کسی آیہ قرآن مین یہہ بیان نہین ہوا کہ قرآن مجید صحت احادیث صحیحہ کا معیار و محک ہے۔ اور جس حدیث کا مضمون قرآن کریم کے موافق نہو وہ حدیث لائق تسلیم نہین ہے۔ حاشیہ و صـ ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔

ف۳ - ان آیات کا ترجمہ صـ ۲۹۳ مین گذر چکا ناظرین اسکو ملاحظہ کر دیکہین کہ ان آیات کو کادیانی کو اس دعوے سے کہ حدیث صحیح کی صحت کا محک قرآن ہو کیا تعلق ہے۔

اور فرماتا ہے فاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا اور فرماتا ہے ھدی للناس وبینات من الھدیٰ اور فرمایا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان اور فرماتا ہے انہ لقول فصل لاریب فیہ تو پھر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثوں کے لیے حکم مقرر نکرے۔ اور جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ یہہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق وباطل کی شناخت کے لیے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا ایمانداری ہوگی کہ ہم خداتعالے کے ایسا فرمودہ پر ایمان نہ لاوین۔ اور اگر ہم ایمان لاتے ہین تو ہمارا ضرور یہہ مذہب ہونا چاہیئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر یک قول کو قرآن کریم پر عرض[۱] کرین تا کہ ہمین معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوٰۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہین جس سے قرآن نکلا ہے یا اسکے مخالف ہین سو چونکہ مومن کے لیے یہہ ایک ضروری امر ہے کہ قرآن کریم کو احادیث کا حکم مقرر کرے اسلیے ثبوت اس بات کا کہ سلف صالحین نے قرآن کریم کو حکم مقرر نہین کیا آپ کے ذمہ ہے نہ میرے[۲] ذمہ۔

اسجگہ مجھے یہہ افسوس ہے کہ آپ قرآن کریم کا مرتبہ بخاری اور مسلم کے مرتبہ[۳] کے برابر

---

[۱] - اس عرض کا قرآن یا حدیث مین کہین حکم نہین اور اس بات مین جو حدیث تحریر نمبری مین آپنے نقل کی ہے وہ موضوع ہے اور اس عرض وموافقت مضمون قرآن سے صحت حدیث ثابت نہین ہو سکتی ہے۔ بعض موضوعات کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہوتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۷ مین ملاحظہ ہو۔

[۲] - یہان بہی آپنے وہی طریق اختیار کیا ہے کہ جو دعوے ثابت نہوا تو اوسکو مسلم کل کا قرار دیا اور انکو بار ثبوت کو ٹلایا۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔

[۳] محض کذب ہے اور صریح بہتان اہلحدیث صحیح بخاری کا رتبہ صحت رتبہ کتاب اللہ کے بعد مانتے ہین نہ اسکے برابر اور کسی حدیث غیر صحیحین کو صحیحین کے مخالفت کے سبب غیر صحیح

صفحہ آئندہ

بھی نہین سمجھتے۔ کیونکہ اگر کوئی حدیث کسی کتاب کی بخاری اور مسلم کی کسی حدیث سے مخالف اور مباین پڑے اور کسی طور سے تطبیق نہ ہو سکے تو آپ صاحبان بلا فی الفور لکھ دیتے ہین کہ وہ حدیث صحیح نہین ہے۔ مگر کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ یہہ مذہب قرآن کریم کی نسبت آپ اختیار کرنا نہین چاہتے۔

اور اجماع کی نسبت جو آپنے دریافت فرمایا ہے تو مین تو پہلے ہی عرض کر چکا کہ ابن صیاد جو مسلمان ہو گیا تہا بیان کرتا ہے کہ لوگ مجھے ایسا کہتے ہین اسکی شہادت مین کوئی استثنا نہین جس سے سمجھا جاتا ہے کہ عام طور پر صحابہ کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے ماسوا اسکے حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کا یہہ مذہب ہو گیا تہا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہے اسصورت مین دوسرے صحابیونکا خاموش رہنا صریح اسبات پر دلیل ہے کہ وہ اس مذہب کو مان چکے ہین۔ اور اگر انکی طرف سے کوئی مخالفت اور انکار ہوتا تو ضرور وہ انکار ظاہر ہو جاتا۔ پس صحابہ کے اجماع کے لیے اسی قدر کافی ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہا کر بیان کرنا کہ درحقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔

قرار نہین دیتے۔ بلکہ اس حدیث کی صحت ثابت ہو تو اسکو حدیث صحیحین کیموافق کرنے اور انمین باہم تطبیق دیتے ہین۔ اپنی جوکچہ اسبات مین کہا ہے اسمین افترا کرکے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔

ص ۳۰۲ و ۳۰۴ اسبات مین بہی آپنے جوکچہ کہا ہے محض کذب و مغالطہ ہے۔ نہ تمام صحابہ نے یہ کہا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اور نہ دوسرے صحابہ نے اسپر سکوت کیا۔ اور نہ حضرت عمر رضی عنہ نے ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کہائی نہ حضرت نے اسپر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۲۳۶ مین ملاحظہ ہو۔

صریح دلیل اجماع پر ہے۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ سے اکیلے نہین ہوتے تھے اور غالباً جسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی ہوگی اسوقت بہت سی جماعت صحابہؓ کی موجود ہوگی۔ پس انکی خاموشی صریح اجماع پر دلیل ہے۔

پہر آپنے بیان فرمایا ہے کہ شرح السنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے سو حضرت اسکی جواب مین اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ آپ لوگون کے نزدیک تو صحابی کا قول بھی ایک قسم کی حدیثؓ ہوتی ہے گو منقطع ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین کرسکتا اور ڈرنے کی بات ایک ایسی بات ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحۃً

سلہ۔ جماعت صحابہ کی خاموشی کا جواب تو حاشیہ سابق مین دیا گیا ہے۔ ایک جماعت کی سکوت یا اتفاق کا اجماع نہونا۔ حاشیہ صـ۲۹۶ مین بیان ہوا ہے۔

سلہ۔ دیکھو دجال کی چال۔ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قولی حدیث کا کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون" جسکو آپنے آنحضرت ؐ پر افترا کیا تہا پتہ پوچہا تہا۔ آپنے اسکے جواب مین جابر بن عبداللہ صحابی کے اس قول کو کہ "آنحضرت ؐ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے" شرح السنہ سے نقل کردیا۔ جسپر ہمنے یہہ سوال کیا تھا کہ یہہ آنحضرت ؐ کا قول نہین ہے۔ اسکے جواب مین اب آپنے کہا ہے کہ صحابی کا قول بہی ایک قسم کیحدیث ہوتی ہے۔ اور شرم دحیا کو کام مین لاکر یہہ خیال نہ کیا کہ مطلق حدیث سے یا ہر قسم کی حدیث سے سوال نہ تہا۔ بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث سے

بیان نہ فرماتے تو صحابی کی کیا مجال تھی کہ خود بخود آنجناب پر افترا کر لیتا۔ بلاشبہ اسنے سُنا ہوگا تب ہی تو اوسنے ذکر کیا سو جو کچھ اسنے سنا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے ظاہر نہین کیا۔ لیکن ایک بچہ کو بہی سمجھ آسکتا ہے کہ اسے ضرور سنا ہی بیان کیا پس ظاہر ہے کہ یہ افترا نہین بلکہ بیان واقعہ ہے۔ کیا آپ اس صحابی پر حسن ظن نہین رکھتے اور یہ خیال رکھتے ہین کہ بغیر سنے کے اسنے کہدیا۔ آپ فرماتے ہین کہ اس نے خیال ظاہر کیا مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مافی الضمیر پر اسکو کیا علم تہا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ یا صراحتاً آپ ظاہر نفرماتے۔

پھر آپ فرماتے ہین کہ مینے اشاعت السنہ مین محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے۔ اور آخر مین مینے لکھدیا ہے کہ ہم الہام کو حجت اور دلیل نہین جانتے۔ اسکے جواب مین باادب ملتمس ہون کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے

سوال تہا۔ اور ہر ایک قسم کی حدیث تو موضوع حدیث ہی ہوتی ہے۔ پھر اس سوال کے جواب مین یہی کہا ہوتا گو وہ حدیث جو ہمنے بیان کی وضعی اور ہماری بناوٹی ہے۔ مگر آخر یہ بہی تو ایک قسم کی حدیث ہے۔

۵۱۔ افترا کون کہتا ہے۔ صحابی جابر بن عبداللہ نے آنحضرت م کی خوفناک حالت کو دیکھا تو اس سے سمجھ لیا کہ آپ اسکے دجال ہونے سے ڈرتے ہین۔ اور یہ کلمہ فرمادیا کہ آپ اسکو دجال ہونے ڈرتے تہے۔ آنحضرت م کیطرف تو انہون نے کوئی قول منسوب نہین کیا پہر افترا کیونکر ہوا حاشیہ ص ملاحظہ ہو۔

۵۲ و ۵۳۔ حسن ظن رکھتے ہین تب ہی تو یہ تجویز کرتے ہین کہ اُسنے آنحضرت م کیحالت خوف کو دیکھا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ اس سے ڈرتے تھے۔

۵۴۔ ظاہری حال مافی الضمیر پر دال ہوتا ہے۔

تو کیون[۱] ناحق اسکا ذکر کرتے۔

غایت کار آپ کی کلام مین تناقض ہوگا کیونکہ اول صاف تسلیم کر آئے[۲] ہین کہ الہام ملہم کے لیے حجت شرعی کے قائمقام ہوتا ہے علاوہ اسکے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہین بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بتصریح بیان کر چکے ہین کہ الہام محدث[۳] کا شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ماسوا اسکے[۴] مین اثبات کے لیے آپکو مجبور نہین کرتا کہ آپ الہام کو حجت سمجھ لین۔ مگر یہ تو آپ اسی ریویو مین خود تسلیم کرتے ہین کہ ملہم کے لیے وہ الہام حجت ہو جاتا ہے سو میرا دعوی[۵] اسی قدر سے ثابت ہے مین

سلہ ۔ ناحق کیون۔ جس غرض سے ہمنے وہ قول نقل کیا ہے وہ ہم صفحہ ۲۹ مین بیان کر چکے ہین۔ لہذا اسکی نقل کرنے سے اسکے مضمون سے اتفاق ثابت نہین ہوتا۔

۲ و ۳ و ۴ و ۵۔ اس آخری کلام مین بہی کادیانی نے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

یہان بحث وسوال اس امر کا نہ تہا کہ الہام غیر نبی حجت ہے یا نہین۔ جسکا یہ کلام جواب ہو سکتا۔ خاکسار کا سوال تو یہہ تہا کہ مینے شیخ اکبر کے اس قول کو کہ کشف کے ذریعہ سے بعض احادیث موضوع اور بعض غیر صحیح ٹہیر سکتی ہین" مؤلف اشاعۃ السنہ نے کب صحیح تسلیم کیا۔ اور اسکی نسبت اپنا توافق رائے کہان ظاہر کیا ہے" اسکا جواب اپنی تحریری نمبری (۵) مین یہہ دیا تہا۔ کہ آپکے نزدیک وہ قول لائق تسلیم نہوتا تو اسکو کس غرض سے نقل کیا جاتا۔ اسکا جواب تحریر نمبری (۶) مین خاکسار نے یہ دیا کہ اس قول ونقل سے جو غرض ہے وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱

بھی آپکو مجبور کرنا نہین چاہتا۔

۲۱- جنوری غلام احمد بقلم خود سنہ ۹۱ء

جلد (۷) صـــ مین بیان ہوچکی ہے۔

اور اس صفحہ مین اس قول کے مضمون سے ہمنے اپنا خلاف صاف طور پر ظاہر کردیا اور کہدیا ہے کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت ودلیل شرعی نہین جانتے جسکو کادیانی نے اس مقام مین نقل کیا ہے لہذا اسکے جواب مین کادیانی کا آپ ان امور کو پیش کرنا کہ (۱)۔ اس قول سے آپ مخالف ہوتے تو اسکو نقل کیون کرتے۔ (۲)۔ اور الہام آپکے نزدیک ملہم کے حق مین تو حجت ہے۔ (۳)۔ اور محدث کا الہام دخل شیطانی سے منزہ ہے۔ (۴)۔ اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ (۵) آپ کو مین اس بات کے لیے مجبور نہین کرتا"۔ سوال وجواب متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔ اور یہ تحریر دجالی وجال ہے (جس سے سائل کو اسکا سوال بھلا دینا۔ اور اصل متنازعہ فیہ کو چھوڑکر دوسری طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔) اور کچھ نہین ہوسکتا۔ ان امور سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ مؤلف اشاعۃ السنہ نے الہام کے ذریعہ احادیث صحیحہ کے موضوع اور موضوعہ کے صحیح ہوسکنے کو رسالہ مین تسلیم کیا ہے۔ اور اسیکے ثبوت کا کادیانی کو دعویٰ تھا۔

انتباہ

کادیانی کی تحریری نمبری ۶ ختم ہوئی۔ اس تحریر کو معہ اسکے نوٹون اور حواشی کی ناظرین توجہ سے پڑھینگے تو یقین کرینگے کہ اس تحریر مین بھی کادیانی نے اُن دو پرانی باتون خارج از بحث سے کہ (۱) جس حدیث کا مضمون قرآن کے مخالف ہوگا وہ صحیح ولائق قبول نہین۔ (۲) اور حدیث صحیح بھی ہو تو وہ رتبہ صحت مین قرآن کے برابر نہین اور کچھ نہین کہا۔ اور ہمارے اس سوال کا کہ بخاری مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا غیر صحیح یا مختلط کوئی قطعی اور صاف جواب نہین دیا۔

تحریر نمبر ہفتم از جانب خاکسار

مین افسوس کرتا ہون کہ آپنے پھر بہی میرے سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔

آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مین آپسے ان کتب کی صحت تسلیم کرانا چاہتا ہون اور آپ اس تسلیم کو صحیح نہین سمجھتے بلکہ اسکو ایک غلط اصول وضعی وخیالی اجماع پر مبنی قرار دیتے ہین۔ پہر صاف الفاظ مین کیون نہین کہتے کہ صحیحین کی جملہ احادیث بلا وقفہ ونظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ اسمین موضوع یا غیر صحیح احادیث موجود ہین یا انکے موجود ہونے کا احتمال ہے جب تک آپ ایسے صریح الفاظ مین اس مطلب کو ادا نکرینگے اس سوال کے جواب سے سبکدوش نہونگے خواہ برسون گزر جائین۔

آپ حدیث ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ کو پیش نظر رکھکر خارج از سوال باتون سے تعرض کرنا چھوڑ دین اور دو حرفی جواب دین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین۔

(۲)۔ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث صحیح بخاری و مسلم کو موضوع نہین کہا (لفظ موضوع آپکے کلام مین غیر صحیح کے معنو مین مستعمل ہوا ہے۔[۱]

---

[۱] اسوجہ سے آپکا بعض احادیث کو ضعیف کہنا موضوع کہنے کی مانند ہے۔ اور بعض احادیث کی نسبت تو آپنے صاف اور صریح لفظ موضوع استعمال کیا ہے چنانچہ متن مین اسکی تفصیل ہے اور حاشیہ نمبر ۲۱ ص ۱۱۷ و ۱۲۲ مین بعض تمثیلات گذر چکی ہین۔

اور یہہ امر کمال تعجب کا موجب ہے کہ آپ جیسے مدعیان الہام ایسی بات خلاف واقعہ کہین آپنے رسالہ ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۰ - مین دمشقی حدیث کی نسبت کہا ہے یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے - جسکو ضعیف سمجھکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اب انصاف سے فرماوین کہ اسحدیث صحیح مسلم کو آپنے ضعیف قرار دیا ہے یا نہین اور اگر آپ یہ عذر کرین کہ مین صرف ناقل ہون اسکو ضعیف کہنے والے امام بخاری ہین تو اب تصحیح نقل کرین اور صاف فرماوین کہ امام بخاری نے فلان کتاب مین اسکو ضعیف قرار دیا ہے یا کسی اور امام محدث سے نقل کرین کہ انہون نے امام بخاری سے اسحدیث کی تضعیف نقل کی ہے ورنہ آپ اس الزام سے بری نہین ہو سکینگے کہ آپنے صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا اور پھر اس اپنی تحریر مین اس سے انکار کیا - اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۶ مین آپ فرماتے ہین اب بڑے مشکلات یہہ در پیش آتے ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اون حدیثون کو صحیح سمجھین جو دجال کو آخری زمانہ مین اوتار رہے ہین تو یہ حدیثین موضوع ٹہیرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے . اور اگر یہہ تعارض و تناقض حدیثین صحیحین مین نہوتین صرف دوسرے صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونو کتابونکی زیادہ تر پاس خاطر کر کے اون دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو یہ آ پڑی کہ ان ہی دونو کتابونمین یہ دونو قسم کی حدیثین موجود ہین اَب جب ہم ان دونو قسم کی حدیثون پر نظر ڈالکر گرداب حیرت مین پڑجاتے ہین کہ

۱ ۲۰۱ و ۳۰ و ۱ صفحہ اینده - ان الفاظ کو ناظرین توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور داد انصاف دین کہ کہا کادیانی احادیث صحیحین کو موضوع و غیر صحیح و ضعیف جنکو اوسنے موضوع کے قائم مقام استعمال کیا ہے - نہین کہتا -

کس حدیث کو صحیح سمجھین اور کسکو غیر صحیح تب ہمکو عقل خداداد یہہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچہ اعتراض نہین اونہین صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے مسلم کی اسحدیث کو جسمین یہہ بیان ہے کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوگا (جو صفحہ ۱۰۵۶۔ بخاری مین بہی مروی ہے) یہہ کہکر اوڑا دیا ہے کہ یہہ حدیث مسلم کی اوس حدیث کے برخلاف ہے جسمین یہہ وارد ہے کہ یہہ دجال مشرف باسلام ہو چکا تہا۔ ایسا ہی آپنے صحیحین کی اون احادیث کو اوڑا دیا ہی جن مین دجال کے ان خوارق کا بیان ہے کہ اوسکے ساتہہ بہشت اور دوزخ ہونگے اور اوسکے کہنے سے زمین خود سرسبز ہو جایگی وغیرہ وغیرہ پہر آپکا اس مقام مین یہہ کہنا کہ مینے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع یا غیر صحیح قرار نہین دیا اور ان احادیث کے صحیح معنے بیان کرنے مین خدا تعالے میری مدد کرتا ہے خلاف واقعہ نہین تو کیا ہے۔

آپ صحیحین کی حدیث کو موضوع جانتے ہین اور ساقط الاعتبار سمجھتے ہین پہر اِس اعتقاد کو جو طولانی تقریرون اور علم سازیونسے چُہپاتے مین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ جن باتون کو آپ چہاپ چکے ہین وہ کب چُہپتی ہین۔

۳۔ آپ لکہتے ہین کہ قرآن کو حدیث کا معیار صحت ٹہرانے مین امام کی نشان دہی کا بارِ ثبوت آپکے ذمہ نہین ہے اور یہہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ایک مسلمان احادیث کی تصحیح کا معیار قرآن کو سمجہتا ہے۔ مین آپکے اس دعوے کا بہی منکر ہون اور یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی مسلمان جنکے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے اس بات کا قائل نہین آپ کم سے کم ایک مسلمان کا علماے سلف سے نام لین جو آپکے خیال کا شریک ہو اور اگر باوجود ان دعادی کے آپ پر بار ثبوت نہین ہے تو آپ یہہ امر کسی منصف

۵۲ حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ ہو۔ اور متن ص ۳۲۱

۵۳۔ صفحہ (۳۱۴) و (۳۱۵) ملاحظہ ہو۔

سے مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کہلادین اسباب مین جو آیات آپنے نقل کین ہین اونکو آپکے دعاوی سے کوئی تعلق نہین ہے - اسکی تفصیل جواب تفصیلی مین ہو گی - انشاء اللہ تعالےٰ ۔

۴ - اجماع کے باب مین میرے کسی سوال کا آپنے جواب نہین دیا براہ مہربانی میرے سوال پر نظر ثانی کرین اور ان باتو نکا جواب دین کہ اجماع کی تعریف جو آپنے لکہی ہے کس کتاب مین ہے اور بعض صحابہ کے اتفاق کو کون شخص اجماع سمجہتا ہے سکوت کل کا جو آپنے دعوے کیا ہے یہہ بہی محتاج نقل و ثبوت ہے - آپ بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت عمر رض وغیرہ نے ابن صیاد کو دجال[۵۱] کہا تو اُسوقت جملہ اصحاب یا فلان فلان موجود تھے اور انہون نے اوسپر سکوت کیا یا وہ قول جس صحابی کو پہنچا اوسنے انکار نہ کیا یہہ بات صرف "غالباً" اور "ہونگے" کے الفاظ سے ثابت نہین ہو سکتی ایسے دعاوی عظیمہ مین ائمہ نقل سے نقل بکار ہے نہ صرف تجویز عقل - اجماع کے باب مین جو کچہ ائمہ سے منقول ہے وہ آپکی تحریر مین موجود ہے[۵۲] - بہر تعجب ہے کہ اوسپر آپکی توجہ نہوئی اور صرف اٹکل سے اپنی کار براری کی ۔

۵ - مضمون حدیث شرح السنہ کے متعلق آپنے بڑے زور سے دعوے کیا تہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے سے خوف کرتا ہون - اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کو فرمایا ہے کہ ہمین اسکے حال مین ابہی اشتباہ ہے یعنے اوسکی دجال ہونے کا ہمکو خوف ہے ان اقوال کا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً قائل قرار دیا ہے - اب آپ یہہ کہتے ہین کہ صحابی نے آنحضرت سے سنا ہو گا تب ہی آنحضرت م کی

---

۵۱ - قطع نظر اس امر سے کہ انہون نے ابن صیاد کو صرف دجال کہا تھا نہ دجال موعود و معہود ۔

۵۲ - حاشیہ و متن صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۷ ملاحظہ ہو ۔

طرف اس امر کو منسوب کیا کہ آپ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اب انصاف کو اور صدق و دیانت کو پیش نظر رکھکر فرماوین کہ احتمال موجب یقین ہو سکتا ہے کیا یہ امکان نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معاملات سے جو ابن صیاد کی نسبت آپ سے بارہا وقوع مین آئی۔ جیسے اوسکا امتحان کرنا یا چھپ کر اُسکی حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ جنکا صحیحین مین ذکر ہے اوس صحابی کو یہہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دجال سمجھتے تھے اس امکان و احتمال کے ساتھ جو حسن ظنی بحق صحابی پر مبنی ہے کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اوس صحابی نے آنحضرت کو وہ باتین کہتے ہوئے سُنا جو آپنے برخلاف واقعہ آنحضرت کیطرف منسوب کین اور کیا بلا حصول یقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون اقوال کا قائل قرار دینا اور بلا کھٹکا یہ کہدینا کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔ جائز ہے؟ اور مسلمانان سلف سے یہ امر وقوع مین آیا ہے؟ آپ کم سے کم ایک مسلمان کا نام بتادین جس سے یہ جُرأت ہوئی ہو۔

۶- آپ لکھتے ہین کہ قول ابن عربی کے آپ مخالف ہوتے تو کیون ناحق اوسکا ذکر کرتے اور اُسکے ذکر سے آپکی کلام مین تناقض پیدا ہوتا ہے۔ آپکا یہہ مفہوم میری عبارت کی صریح منطوق کے جو مینے نقل کی ہے برخلاف ہے۔ لہذا لائق لحاظ و التفات نہین ہے لہذا وہ آپکو الزام تہافت سے بری نہین کر سکتا اور نہ میری وہ تصریحات جو مینے محدث کی نسبت کین ہین آپکو اس الزام سے بری کر سکتی ہین میری کسی تصریح یا کلام مین ابن عربی کے قول کی تصدیق و تائید پائی نہین جاتی اور میرا صریح اظہار کہ مین الہام غیر نبی کو حجت نہین سمجھتا اور کتاب و سنت کا پیرو ہون نہ کسی الہامی کشفی کا مقلد صاف شاہد ہے کہ آپنے مجھپر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب اوسی صفحہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے۔ کہ مینے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے مین صاحب

۵۱- احتمال جو آپ کے لفظ "ہوگا" کا مفہوم ہے۔

۵۲- کہ صرف احتمال سے کہ آنحضرت کو امر محتمل کا قائل بنا دیا ہو۔

براہین متفرد نہین ہی اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔ جس سے صاف ثابت ہی کہ میٹر ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفرد سی بچانا چاہتا تھا نہ یہہ جتانا کہ مین بھی ایسے الہاموںنکو لائق سند سمجھتا ہون۔

آپکی تحریرات مین بہت سے مطالب زائد اور خارج از بحث ہوتے ہین جنسے مین عمداً تعرض نہین کرتا اون سے تعرض اوس تفصیلی جواب مین کرونگا جو بعد طی ہونے امور مستفسرہ کے قلم مین لاؤنگا بالفعل ہین آپکو پہر اپنے سوالات سابقہ کیطرف توجہ دلاتا ہون کہ آپ براہ مہربانی بنظر حفظ اوقات فریقین میرے سوالات کا صاف اور مختصر الفاظ مین جواب دین اور زائد باتونکی طرف توجہ نکرین مین بنظر آپکی رفع تکلیف کی پہر اپنے سوال کا خلاصہ بیان کرتا ہون۔ **اول** آپ صراحت کی ساتھہ کہین جملہ احادیث صحیحین صحیح اور واجب العمل ہین یا جملہ غیر صحیح اور موضوع یا مختلط ۔ اور ابتک آپنے کسی حدیث صحیحین کو موضوع یا ضعیف نہین کہا۔

دوم۔ قرآن کو صحت احادیث کا معیار ٹھہرانے مین جملہ مسلمان آپکے ساتھہ ہین یا کوئی امام ائمہ سلف سے

سوم۔ اجماع کی تعریف اور یہہ امر کہ چند صحابہ کا اتفاق شرعاً اجماع کہلاتا ہی یا اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے ابن صیاد کو دجال[ملہ] کہنے کیوقت جملہ اصحاب موجود تھے یا فلان فلان اور اسپر اونہون نے سکوت کیا اور یہ سکوت فلان فلان ائمہ حدیث نے نقل کیا۔ **چہارم**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آنحضرت کیطرف کوئی حکم یا خیال منسوب نکرتے جبتک کہ وہ آپسے سن نلیتے۔ اور آنحضرت کی وفات کے قضایا سے کوئی امر استنباط کرکے آنحضرت کی طرف منسوب نکرتے جیسے بعض صحابہ سے منقول ہے۔

قضی

سلہ۔ دجال بھی وہ جو موعود ہے۔ کیونکہ اسی سے ہمکو انکار ہے۔ چنانچہ ص ص مین کہا گیا ہے۔ اسیوجہ سے یہان پر اس سے تعرض نہین ہوا۔

سلہ۔ یعنے آپکا قول۔